فضائل اہل بیت اطہار
و
عرفان قطب المدار رض

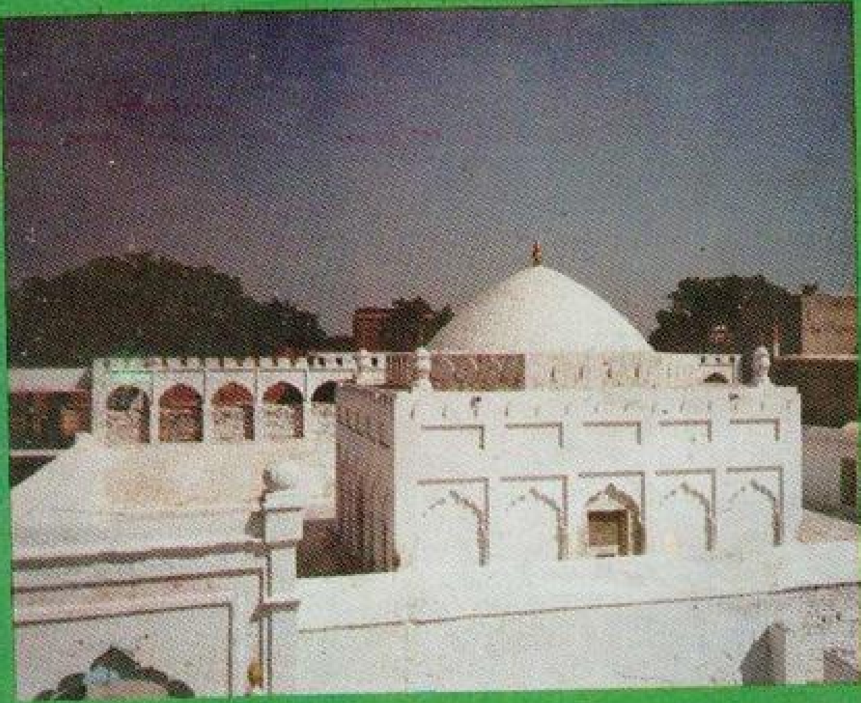

تصنیف و تالیف شفیق
محتاج
سیدر علی مداری دیوان آستانہ قطب المدار مکن پور شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان ھٰذہٖ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہٖ سبیلا

بیشک یہ نصیحت ہے، جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ اختیار کرے

فضائل اہل بیت اطہار و عرفان قطب المدار رض

تصنیف و تالیف شفیق

محمد سید حیدر علی مداری دیوان آستانہ قطب المدار مکن پور شریف کانپور

مؤلف . سیدِ مختار علی وقاری مداری

نام کتاب . فضائلِ اہل بیت اطہار و عرفان قطب المدار رضی اللہ عنہٗ

سنِ اشاعت . جولائی سنہ ۱۹۹۷ء

تعداد اشاعت . ایک ہزار

کتابت . عظیم مداری مکنپوری و حافظ سبز علی صاحب بچھپڑوا گونڈہ

(جملہ حقوق بحقِ مؤلف محفوظ ہیں)

ملنے کا پتہ : پیرزادہ سیّد بخشش علی وقاری مداری

مکن پور شریف ضلع کانپور ۲۰۹۲۰۲

قیمت . مبلغ چالیس روپیہ

’ التماس مؤلف ‘

میں اپنی اس تالیف کے ذریعہ اپنی والدہ محترمہؒ سیدہ رحمت النساء و والد محترم حضرت مولانا الحاج سیّد کلب علی و معہ اپنی بیٹیوں سیدہ آمنہ خاتون و سیّدہ وقار جہاں مرحومہ

کو ایصال ثواب کرتا ہوں اور ناظرین کرام سے بھی التماس کرتا ہوں کہ وہ ایصال فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھوالبدیع

تقریظ

یہ دنیائے رنگ و بو جس کے حسین نظاروں سے ہماری مسرتوں کا سہاگ قائم ہے اور جسکی پرکیف بہاریں ہمارے ذہن و فکر کو لوریاں دے رہی ہیں اس کا وجود کب عمل میں آیا اور یہ بہاروں کی محفل کب تک سجی رہے گی تاریخ انسانی نے ابتک کسی مدّت کی تعین نہیں فرمائی۔

البتہ یہ حقیقت ضرور واشگاف کی ہے کہ اس باغ عالم نے بہار و خزاں کے ہزارہا دور دیکھے ہیں اقوام و ملل کے کارخانے ہر دور میں اپنا رنگ جماتے اور صفحۂ دہر پر اپنے اپنے کارناموں کا نقوش ثبت کرتے رہے۔

ایسا بھی ہوا کہ اس صفحۂ ہستی پر کچھ نقوش اس نرالی شان کے ساتھ ابھرے جن کی آب و تاب سے نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں اور درحقیقت بزم علم کی رونقیں آج تک انھیں نفوس قدسیہ کے دم سے قائم ہیں۔

لیکن جہاں ان دینی مذہبی اور روحانی شخصیتوں کی بے لوث دینی تبلیغ اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی نمایاں کارگذاریوں کی بدولت تاریخ اسلام کا یہ روشن و تابناک پہلو ہمارے سامنے ہے وہیں سمت مخالف میں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جنھوں نے عیش پرستی خود غرضی اور پائلوں کی جھنکاروں میں خود کو گم کر کے اسلام کی پاکباز ہستیوں کی نہ صرف دینی خدمات کو گردش لیل و نہار کی دھندلکوں میں گم کرنیکی ناپاک کوششیں کی بلکہ ان کی ذاتیات و شخصیات کو بھی نشانۂ ستم بناتے کے ناپاک عزائم کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی کسر نہیں باقی رکھی۔

اور ظلم کی انتہا یہ کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے جن نفوس قدسیہ کو کشتی نوح سے مثال دیتے ہوئے ان کی محبت اور انکی وابستگی کو ذریعہ نجات بنا کر امت مسلمہ کو منزل مقصود تک کی رسائی کیلئے ایک روشن و تابناک راہ کی نشاندہی فرمائی تھی اور قرآن مقدس نے جن پاکباز ہستیوں (اہل بیت) کی طہارت و تقدس کا اعلان فرما کر عامۃ المسلمین پر انکی شرافت و بزرگی کا اظہار فرماتے ہوئے ان کی تعظیم و تکریم کو ہر مومن پر واجب قرار دیا تھا دولت و ثروت کے پجاریوں نے عقیدت کے خون میں ڈوبی ہوئی تحریروں اور زہر میں بجھی ہوئی تقریروں سے ان کے دامان عصمت کو بھی داغدار کرنے کی بیجا کوشش کی بلکہ اپنی باطل قوتوں کی بنیاد پر گلشن اسلام ہی کو تخت و تاراج کرنے کے درپے ہو گئے۔ چنانچہ معرکۂ کربلا اسی ظلم و استبداد کا ایک شاخسانہ تھا جس کی دھمک آج بھی صاف سنائی پڑتی ہے۔

لیکن ان تمام مظالم اور گلشن فاطمی کے ان شگفتہ پھولوں کو ملنے

کی مذموم کوششوں اور کالے کرتوتوں کے باوجود اس روشن حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ جن پاکباز ہستیوں کی عظمت و سربلندی کو یزید کی تلوار نہ مٹا سکی ان کی سرفرازیوں کی داستان یزید نوازوں کے قلم کس طرح تبدیل کرسکتے ہیں۔

میرا ایمان ہے جسطرح دشت کربلا میں عظمت سادات کو مٹانے میں یزید کی عسکری قوت ناکام رہی ہے اسی طرح آج بھی بلکہ تا صبح قیامت یزید کے میر منشیوں کی ناپاک سیاست بھی ناکام رہے گی۔

ہمیں تسلیم کہ راکب دوش پیمبر حضرت امام حسین آج ہماری ظاہری نگاہوں کے سامنے موجود نہیں لیکن خون حسین کا یہ کھلا ہوا اعجاز ہے کہ آج لاکھوں کی تعداد میں غلامان حسین ان دشمنان اہل بیت کی سرکوبی کیلئے اور ناموس اہل بیت کے خاطر وقت آنے پر خون جگر پیش کرنے کیلئے ہر وقت تیار ہیں اور انشاء اللہ تا صبح قیامت اسی جذبہ ایثار کے ساتھ انکی باطل قوتوں کو ایمانی قوتوں سے اور ان کے گستاخ قلم کی تحریروں کو اپنے و نما کیش قلم کے تیشے سے کچلتے رہیں گے۔

نظام قدرت کا مطالعہ کرنے والے اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ پروردگار عالم ہر دور میں کچھ ایسی شخصیات پیدا فرماتا رہا ہے جو مستقبل میں قوم و ملت کی آبرو بن جایا کرتی ہیں۔ اور آسمان علم و حکمت کے آفتاب بن کر چمکتی ہیں۔ سیادت، شرافت بالغ نظری، فکری اصابت حق گوئی، حق آگہی، حق پرستی، حق نوازی جیسی میں تمام خصوصیات ایک ہی شخص میں سمو دیتا ہے!

چنانچہ رئیس القلم حضرت علامہ سید مختار علی صاحب قبلہ

جعفری المداری کی ذات گرامی میں بھی ان تمام خوبیوں کو تلاش کیا جاسکتا ہے۔ علامہ موصوف جو وجاہت علمی، شرافت نسبی، حلم و بردباری جیسی بیشمار خوبیوں کے مالک ہیں۔ دارالنور مکن پور شریف کے روحانی، عرفانی، علمی، ادبی ماحول میں ۱۲ ربیع النور ۱۳۵۱ھ میں پیدا ہوئے۔

آپ کا عہد طفلی بڑا پاکیزہ اور شائستگی، ستھراپن، اور نفاست سے بھرا تھا بچپن ہی سے آپ کے سینے میں حصول علم کا شوق بدرجۂ اتم تھا یہی وجہ ہے کہ مستقبل میں آپ نے اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء و مشائخ سے اکتساب فیض کیا علمی مذاکرات میں حصہ لئے تحریری مجالس میں شرکت کی تنظیمی حلقوں میں شریک ہوئے، عصر حاضر میں آپ کا شمار دارالنور مکن پور شریف کی ان ممتاز شخصیات میں ہوتا ہے جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قوم و ملت کے لئے سرمایۂ افتخار ہے آپ کی ذات بالخصوص وابستگان سلسلۂ عالیہ، مداریہ، قدسیہ کیلئے محتاج تعارف نہیں۔

آپ اس گلشن کے ایک پھول ہیں جس کی خوشبو سے مشام کائنات معطر ہے اور اس ہمہ گیر اور تاریخ ساز شخصیت کے نور نظر ہیں جس کی صرف ایک نگاہ کیمیائے ہزاروں زخمی دلوں کو سامان تسکین فراہم کیا جسکا وجود اہل ایمان کے لئے جہاں لالہ کے جگر کی ٹھنڈک تھا وہیں پر دشمنان اہل بیت اور گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے غیظ و جلال کا دہکتا ہوا انگارہ بھی جس نے اہل علم کی دنیا کو تصنیفات و تالیفات کی وہ بیش بہا دولت عطا فرمائی جس کے مطالعہ سے آج بھی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے۔

عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اٹھتے ہوئے جس کے قلم کی روشنائی

کا ایک ایک قطرہ آج بھی عشق و وفا اور فکر و اعتقاد کی جنتوں میں کوثر و تسنیم کی معصوم لہروں کی طرح بہتا ہوا نظر آتا ہے سلطنت عشق کا وہ شہریار جس نے اپنے جدِ کریم سید نا مدار العالمین علیہ الرحمہ کے مقدس مشن کو عام کرنے کیلئے ملک کے گوشے گوشے کا دورہ فرما کر فضل و عطاء کے وہ موتی بکھیرے جس کی چمک سے کائنات کی نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ روحانی عظمت کے وہ پرچم لہرائے جس کے سائے میں سیکڑوں خانہ بدوشوں کو راحت زندگی نصیب ہوئی۔ علوم باطنی کے وہ دریا بہائے جس سے سیکڑوں آبشاروں نے زندگی کی خیرات مانگی اور آج اسی کے چشمہ فیض سے پیاسی انسانیت کو سکون زندگی بخش رہے ہیں۔

جن خوش نصیبوں کو ان کی بزم علم و ادب میں باریابی کا موقع ملا ہے۔ خود ان کا بیان ہے کہ وہ علوم ظاہری کے ہمالیہ اور علوم باطنی کے بحر بیکراں تھے انہوں نے اپنی پوری حیات ظاہری اپنے اپنے دائرہ کار میں انسانیت کی وہ بے لوث خدمات انجام دی جس کی مثال نہیں بیان کی جاسکتی۔ ایسا نورانی چہرہ تھا کہ دیکھنے والا خود اپنے وجود کو بھول کر ان کی نورانی شعاؤں میں کھو جاتا تھا۔ یہ عظیم شخصیت وہ ہے جسے دنیائے محبت آج قطب عالم، ضیغم مدار، جان مدار جیسے مقدس القاب اور سیدنا کلب علی ابو الوقار علیہ الرحمہ کے نام نامی اسم گرامی سے جانتی پہچانتی ہے اور ظاہر ہے ایسی عبقری شخصیت جس کے عرفان و آگہی اور علم و دانش کی داستانیں چمن چمن میں پہونچ گئی ہوں اور لوح قرطاس سے گذر کر جسکی جلالت شان کے چراغ کشور دل کے شبستانوں میں جل رہے ہوں وہ سفر و حضر میں اپنے سایۂ عاطفت میں زندگی کے بیشتر لمحات گذارنے والے

نور نظر کو کیا کچھ نہیں عطا کیا ہوگا۔ پاکیزگی کردار، شیریں گفتار، بصیرت دینی اصابت فکری، دور اندیشی، اعلیٰ ظرفی، بلند خیالی غرض ہر وہ چیز جو ایک وفا کیش مومن اور دیوانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ضروری ہے وہ سب کچھ آپ کو آپ کے والد گرامی کی نگاہ کیمیا اور شفقتوں نے نوازا ہے۔

چنانچہ علامہ موصوف کا یہ قلمی شاہکار مسمّٰی بہ "فضائل اہل بیت اظہار در عرفان زندہ شاہ مدار" والد محترم کی نگاہ کرم کا ہی عطیہ ہے یوں تو آجتک سیکڑوں اہل قلم نے اہل بیت کی مقدس زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کر کے اپنی اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے لیکن بیشتر مصنفین سے اس کمی کا ضرور شکوہ ہے کہ انہوں نے سادات کرام کے فضائل تو ذکر کئے لیکن انکی دینی خدمات اور علمی سرگرمیاں جو ان زندگی کے اہم پہلو ہیں انہیں قطعاً نظر انداز کر دیا۔ جو ایک طرح کی یہ بڑی احسان فراموشی ہے۔

علامہ موصوف کی کاوشیں اور محنتیں یقیناً لائق صد تحسین ہیں کہ آپ نے اپنی اس تالیف لطیف میں گلشن فاطمی کے جن جن پھولوں کا ذکر کیا ہے انکی حیات کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ انکی دینی خدمات اور تبلیغی سرگرمیوں کو بھی مختصر مگر جامع طریقے اور شگفتہ انداز میں پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے تاکہ سبھی عوام و خواص اس سے مستفید و مستفیض ہو سکیں۔

حضرت موصوف علامہ سیّد مختار علی صاحب جعفری المداری کی تالیف کو شہرت عامہ بخش کر اجداد کرام کی محبت میں ایک وفا کیش

فرزند ارجمند کے اٹھے ہوئے قلم کی روشنائی کے ایک ایک قطرے کو شرف قبولیت بخشے اور کتاب کی ایک ایک سطر عامۃ المسلمین کیلئے استفادہ کا باعث ہو۔

مولانا سعید اختر پلاموی

۱۸ر جنوری ۹۳ء

۷۸۶ / ۹۲

نذرانۂ عقیدت

از رشحات قلم حضرت علامہ محمد غلام یحیٰی نوری مصباحی وقاری

حامداً لولیہ مصلیاً و مسلماً علیٰ حبیبہٖ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

زیر نظر کتاب المسمی فضائل اہلبیت اطہار و عرفان سیدنا قطب المدار مناقب و فضائل اہل بیت اور عظمت اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس موضوع پر اردو زبان میں ایک بیش بہا علمی سرمایہ اور تحقیقات کا ایک گلدستہ ہے۔ سلوک اور تصوف کے ضروری اور اہم مسائل بھی شامل کر کے حضرت مصنف نے کتاب کی انفرادیت کو اور زیادہ روشن کر دیا خصوصیت کے ساتھ شہنشاہ اولیائے عظام سیدنا سید بدیع الملۃ والدین حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار علیہ الرحمۃ والرضوان کا پر نور تذکرہ شامل کر کے مصنف نے ایک بہت بڑی ضرورت پوری فرما دی۔ آج تمام تذکرہ نگار و ارباب قلم کو پوری توجہ دینی ہوگی تاکہ ناموس اولیاء اور عظمت بزرگان دین کے خلاف اٹھنے والے قلم کو ہمیشہ کے لئے مٹی میں ملایا جا سکے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ہم مسلمانوں کا ایمان و عقیدہ ہے کہ گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دشمنان اولیاء اللہ کا تھوڑے ہی دنوں بعد دنیا میں بھی عبرتناک اور انتہائی ہولناک انجام ہوا ہے۔ ایسی زبانیں اور ایسے گستاخ قلم اس طرح صفحۂ ہستی سے مٹ گئے کہ آج ان کا کوئی نام لیوا نہیں رہ گیا۔

کتاب مذکور کے مصنف حضرت علامہ سید مختار علی شاہزادہ قطب عالم حضرت مولینا الحاج ابوالوقار سید کلب علی شاہ علیہ الرحمۃ وہ خود ایک ایسے ماہر تاریخیات اور عالم علوم ظاہریہ و باطنیہ ہیں کہ انھیں بحر علوم

کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ عالم یہ ہے کہ جب کبھی مکن پور شریف کے مشائخ
وعلماء میں سے کسی کو حوالہ دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو ایسے موقع
پر حضرت علامہ سید مختار علی کی طرف رجوع ہوکر اطمینان حاصل کرتا ہے۔ ظاہر
ہے جس مقام ومرتبہ کا مصنف ہوگا ویسی اسکی تصنیف ہوگی۔

یہ کتاب آپ کی علمی تجربہ اور معلومات دینیہ اور مہارت تاریخیہ کی ایک ہلکی
سی جھلک ہے جو عوام وخواص خطباء وطلباء ومصنفین سب کے لئے لاجواب تحفہ ہے
مولےٰ تعالےٰ مصنف کے فیضان قلم سے ہم تمام قارئین کو مستفیض فرمائے
اور مزید تصنیف وتالیف کی عظمت سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

مولینا غلام یحیٰی نوری وقاری مداری
جامعہ عربیہ مدار العلوم بشنپور ٹٹنواں ضلع گونڈہ
یو۔پی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گذارش مؤلف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ الطیبین الطاہرین وعلی آل المسلمین البدیع
الکرام ابن الکریم

حضور سید عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علم وبصیرت اور
رشد وہدایت کا حقیقی سرچشمہ اصحاب کرام واہل بیت رضی اللہ تعالےٰ علیہم
اجمعین کی نامور ہستیاں ہیں جنھوں نے اپنی بے مثال قربانیوں کے ذریعہ دین
حق کو حیات جاوداں بخشی اور انسان کو معراج انسانیت پانے کیلئے عملاً رہنما
اصولوں کا درس دیا۔ ان ہادیان اسلام کی روشن تاریخ صرف مقبول اور
باعظمت ہی نہ تھی بلکہ عالم انسانیت کیلئے ہمیشہ، ہر قرن ہر زمانہ، اور ہر ماحول
میں رہنمائے اعظم اور درس حیات کا کام دے رہی ہے اور قیامت تک دیتی
رہے گی آج بھی ان پاکیزہ زندگیوں کی تقلید وپیروی خدا کی خوشنودی کا
سبب بھی ہے اور انسان کے روشن وتابناک مستقبل کی ضمانت بھی ہے۔
ہر وقت ان کے نقش قدم پر چل کر قلب ونظر میں انقلاب لایا جاسکتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل عالم کے سامنے دو رفیع الشان اور
جلیل القدر معجزے پیش کئے ہیں اور ان کو قرآن واہل بیت کی بزرگی اور
اہمیت سے آگاہ فرمایا اور تاکید فرمائی کہ نور ہدایت کے ان دو روشن چراغوں
کی روشنی میں زندگی کا سفر پورا کرکے منزل تسلیم ورضا کی رسائی حاصل کریں

کیوں کہ شاہد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ نبوت آنے والے خونیں انقلاب کو دیکھ رہی تھی اور قلب اچھی طرح پہچانتا تھا کہ یہ مسلمانوں کا روح پرور اور مثالی اتحاد دیر تک قائم نہ رہے گا۔ یقیناً ملت اسلامیہ میں اختلاف نمودار ہوگا اور خدا کی مقدس کتاب سے بے رغبتی برتی جائے گی۔ اس روشن و زندہ کتاب سے درس حیات لینے کے بجائے غیروں کے دروازے بھیک مانگی جائیگی اور اہل بیت کی محبت و تعظیم سے اکثر دل خالی ہو جائیں گے۔ کائنات سے ان کا نام و نشان مٹانے کی بد ترین کوشش کی جائے گی بلکہ اہل بیت کے اسلامی و دینی کارناموں پر انگشت نمائی کی جائیگی اور ان کا مذاق اڑایا جائے گا اس لئے سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں ایک بہت بڑی جماعت کے سامنے واضح الفاظ میں اپنی امت کو ہدایت کی اور آگاہ فرمادیا کہ اس دار فانی میں دوام بن کر نہیں آیا ہوں۔ رفیق اعلیٰ کی قدسی بہاریں، میرا انتظار کر رہی ہیں۔ میں اپنا فریضہ ادا کر چکا ہوں، آئندہ سال یہ مبارک دن اپنی بے پناہ بخششوں اور رحمتوں کے ساتھ آئیگا ضرور، مگر یاد رکھو آج کی طرح تم میں ہم موجود نہ ہونگے۔ خدا کا قاصد آنے سے پہلے ہر بات ہم سے معلوم کرتے رہو، قرآن عظیم کو مضبوطی سے تھامے رہو جیسیں سراسر ہدایت اور نور ہے اور تمہارے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یاد رکھو، میرے اہل بیت کی محبت و تعظیم و تقدیس کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنانا، کیوں کہ وہ قرآن حکیم کی عملی تفسیر ہیں اور ایمان و عمل کے کامل ترین پیکر ہیں۔ قرآن و اہل بیت در حقیقت ایک ہی مجموعہ کے دو نام ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ قرآن علم ہے اور اہل بیت عمل ہیں۔

اللہ اکبر، اہل بیت نبوت کی جلالت و عظمت کا کیا کہنا قرآن عظیم کے بعد اہل بیت کو رشد و ہدایت کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ اور حسنین رضی اللہ

تعالےٰ عنہما کو آسمان ولایت کے چمکتے ہوئے تارے مانند بتایا گیا ہے۔ بیشک قرآن کریم جن برتر ہستیوں کی تعریف و توصیف کرتا ہو اور جن کی طہارت کا اعلان خدا کا قول ہو، جن حضرات کیلئے زبان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل و کمالات بیان فرمائے ہوں، مجھ جیسے حقیر انسان میں کیا طاقت ہے کہ ان بلند تر رہنماؤں، جنت کے سرداروں اور مختار کون و مکاں کے اوصاف جمیلہ تحریر کر سکے، البتہ حقیر فقیر کو یہ امید ضرور ہے کہ میرا رب اس عمل سے خوش ہو کر میری بخشش فرمائے گا۔ انشاءاللہ تعالےٰ

خاکپائے اہل بیت

سید مختار علی جعفر احمد آری

مکن پور شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط ارشاد باری تعالٰے ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربٰی ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسناً

اے میرے محبوب آپ فرما دیجئے کہ میں تبلیغ دین کے سلسلے میں کوئی اجرت نہیں چاہتا بجز اسکے کہ تم میرے قرابت داروں سے محبت کرو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرابت سے مراد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ اور سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کا یہ مسلک ہے کہ قربیٰ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہے امام بخاری نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب مودۃ فی القربیٰ کے معنٰی دریافت کئے گئے تو حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا کہ قربیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریات طیبات مراد ہے یہ سن کر حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ تم نے جواب دینے میں جلدی کی اسلئے قریش میں کوئی خاندان ایسا نہیں ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی قرابت داری و رشتہ داری نہ ہو لہٰذا حضور نے فرمایا کہ بس میری اجرت یہی ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ اور قرابت ہے اسی کا پاس و لحاظ رکھو اور مجھے ایذا دینے اور دشمنی رکھنے سے باز آؤ اور رشتہ داری کی وجہ سے مجھ سے میل جول رکھو صرف میل جول ہی نہیں بلکہ رشتہ داری کے باعث تم لوگ زیادہ حقدار ہو کہ دعوت کو تسلیم کرو اور ایمان لاؤ اگر بدبختی سے تم مسلمان نہیں ہوتے تو قرابت کا لحاظ رکھتے ہوئے مجھے ایذا تو نہ پہنچاؤ کیا رشتہ داری کا یہی حق ہے ؟

قارئین کرام! ہمیں قرآن کریم اور حدیث مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ اپنے قرابت داروں میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے زیادہ کس سے محبت فرماتے تھے "مناقب السادات میں" حضرت بزاز رضی اللہ تعالٰے عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت کی ہے اخرج البزاز عن عبد اللہ ابن الزبیر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل اھل البیت مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا غرق۔ یعنی میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسے نوح کی کشتی جو اس پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اسے چھوڑا وہ ڈوب گیا۔ مراد یہ ہے کہ جو آل رسول کے دامن سے چمٹا رہا وہ ناجی ہے اور جس نے ان کا دامن چھوڑ دیا وہ خاطی ہے اور اس کا مقدر تباہی ہے۔

حضرت ابو سعید خذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اے علی تمہاری محبت ایمان ہے اور دشمنی نفاق" سب سے پہلے جنت میں تمہارا دوست جائے گا اور سب سے پہلے دوزخ میں تمہارا دشمن جائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی ذریت اللہ تعالٰے نے اسکی پشت سے پیدا کی اور میری ذریت اللہ تعالٰے نے علی کی پشت سے پیدا فرمائی ہے" (طبرانی)

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مجھے چار شخصوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ باری تعالٰی بھی ان سے محبت رکھتا ہے" صحابہ نے عرض کیا وہ کون ہیں یا رسول اللہ تو آپ نے تین بار فرمایا وہ علی، ابوذر، مقداد اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم ہیں (ترمذی شریف)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک پرندہ کا پکا ہوا گوشت پیش کیا گیا حضور نے ارشاد فرمایا یا اللہ

جو تیری مخلوق میں سب سے بہتر ہے اس کو میرے پاس لا کر اس کھانے میں شریک کر دے دریں اثنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے آپ کے ساتھ میں شریک ہوئے۔ (ترمذی شریف)

مسلم شریف کی حدیث مبارک ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً۔ تو حضور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کاشانۂ نبوت سے باہر تشریف لائے اور اپنی پیاری بیٹی فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا حضرت علی اور حسنین پاک کو ردائے پاک میں داخل فرما کر انکا تطہیر عطا فرمائی اس وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں بھی اہل بیت میں سے ہوں؟ آقائے دو عالم نے ارشاد فرمایا اے ام سلمہ تم خیر میں سے ہو۔

(ترمذی شریف)

حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے علی اے فاطمہ اور اے میرے حسنین پاک جس سے تم لوگ جنگ کرو گے میں بھی ان سے جنگ کروں گا اور جس سے تم صلح کرو گے میں بھی ان سے صلح کروں گا۔ ترمذی شریف

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو حکم دیا جن کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے کہ تم لوگ اپنے دروازے بند کر لو بجز علی کرم اللہ وجہہ کے لہذا سارے دروازے بند ہو گئے صرف حضرت علی کا دروازہ ویسے ہی رہا۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ کو ایسی حالت میں جب آپ حسن حسین کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مجھ سے اور ان دونوں کے والدین سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہو گا۔ (ترمذی شریف)

حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولا جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں بعض راوی اتنا اضافہ اور بتاتے ہیں کہ اے اللہ جو علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علی سے بغض رکھے الٰہی تو بھی اس سے بغض رکھ۔ (ترمذی شریف)

ایک بار ایسا واقعہ پیش آیا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ایک لاکھ چالیس ہزار برگزیدہ بندوں کے سامنے توحید کی تعلیم اور دعوت عمل دی تھی اسی راہ میں حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے علی مرتضیٰ کی نسبت مال یمن کی تقسیم کے لیے سرکار سے شکایت کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولا اس فرمان رسول کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مبارک باد دی اور بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے بقیہ عمر حضرت علی کی محبت میں گزار دی اور جنگ جمل تک حضرت علی کے ہمراہ رہے اور شہادت پائی۔

جنگ خیبر میں ایک کافر کا تیر آپ کے پائے مقدس میں چبھ گیا صحابہ نے نکالنا چاہا تو آپ نے شدت کی تکلیف محسوس کی اور تیر نکل نہ سکا صحابۂ کرام نے طے کیا جب آپ حالت نماز میں ہوں تو تیر نکال لیا جائے چنانچہ جب نماز کا وقت آیا اور آپ نے نماز کی نیت کی تو لوگ آئے اور جب سجدہ میں گئے اس پاؤں سے تیر کھینچ لیا گیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے لوگوں سے دریافت کیا تم لوگ تیر نکالنے کیلئے جمع ہوئے ہو؟ اور جب کو بتایا گیا کہ تیر نکل چکا ہے آپ نے فرمایا الحمد للہ مجھے خبر بھی نہیں اس واقعہ کو مولینا روم نے اپنی مثنوی میں تحریر فرمایا۔

(مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

اسم گرامی:۔ آپ کا اسم گرامی علی ہے کنیت ابو الحسن لقب ابو تراب، مرتضیٰ، اسد اللہ

حیدر و صفدر صاحبِ ذوالفقار، امام المتقین، مشکلکشا، اور سید العرب وغیرہ ہے۔

علی ابن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف۔

آپ کی والدہ محترمہ بی بی فاطمہ بن اسد بن ہاشم بن عبدمناف ہیں آپ ہی وہ مکرمہ ہیں جنھوں نے آٹھ سال کی عمر سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش فرمائی تھی۔ اور اپنے بچوں سے زیادہ سرکار کا خیال رکھتی تھیں۔ یہی سبب ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کی طرح ان کو مانتے تھے آپ کے شوہر ہر چند ایمان نہیں لائے تھے لیکن آپ نے اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور سرکار کی رسالت پر ایمان لا کر کلمہ پڑھا۔

پرورش و تربیت:۔ واقعہ فیل سے بہت زمانہ بعد آپ کی پیدائش اندرون کعبہ ہوئی۔ آپ کے والد محترم کہیں باہر گئے ہوئے تھے حضرت علی نے تولد ہونے کے بعد اس وقت تک اپنی آنکھ نہیں کھولی جب تک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی آغوش میں نہیں لیا آنکھ کھولی تو سرکار رسالت کا روئے مبارک سامنے تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے اپنے والد کے اسم گرامی کے مناسبت سے آپ کا نام اسد رکھا لیکن جب حضرت ابوطالب مکان پر تشریف لائے تو انھوں نے اس نومولود کا نام علی رکھا ایک روایت میں آیا ہے کہ سرکار ابدِ قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام علی رکھا۔

حضرتِ علی کا علم و فضل:۔ شہنشاہِ ولایت سید الاولیاء سند الاصفیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل و مناقب کا یہ عالم ہے کہ قرآن کریم آپ کے اعمال حسنہ کا شاہد اور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت سی حدیثیں آپ کے فضائل کی گواہ

ہیں اور جو ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ اور بخاری جیسی معتبر و مستند کتب احادیث میں ہیں جن سے بارگاہِ رسالت میں مولا علی کا کمال قرب ظاہر ہوتا ہے اس طرح مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ جس نے دانہ کو اگایا اور روح کو پیدا فرمایا، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی تم سے ایمان دار محبت کریگا اور منافق بغض رکھیں گے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہٗ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علی کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے علی کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی اور یہی فرمان خداوندی اور قرآنی فیصلہ ہے۔ والذین یوذون اللہ ورسولہٗ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لھم عذابا مھینا جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا اور تکلیف پہنچاتے ہیں ان لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے دنیا و آخرت میں ملعون کر دیا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور یہ دونوں مجھ سے جدا ہونے کے بعد حوض کوثر پر ملیں گے۔ (طبرانی)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت ایسا آیا کہ حضرت علی کے پاس صرف چار درم تھے اور کچھ نہ تھا انھیں آپ نے ایک دن میں ایک رات میں پوشیدہ طور پر اور ایک درم ظاہر میں صدقہ کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی الذین ینفقون اموالھم بالیل والنھار سرا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم

اور قرابت رسول ، علم حدیث وفقہ ، شجاعت ، جنگ اور سخاوت مال میں کمالات کے اعتبار سے تمام صحابہ میں ایک خاص فضیلت کے مالک تھے ۔

بلکہ حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ تعالےٰ کے علم سے ہے اور علی کا علم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ۔ اور ہمارا علم اور تمام صحابہ کا علم حضرت علی کے علم کے مقابل میں ایسے ہے جیسے سات سمندروں میں سے ایک قطرہ ۔

حضرت علی کے فیصلے ایسے نادر الوجود اور عجیب ہیں جن پر حیرت ہوتی ہے مثالی طور پر ایک واقعہ پیش کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں ۔ دو شخص دوران سفر کھانا کھانے کیلئے بیٹھے ایک کے پاس تین روٹیاں اور دوسرے کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اسی درمیان تیسرا شخص آگیا جسے ان دونوں نے اپنا شریک طعام بنالیا ۔ سب نے مل کر وہ روٹیاں کھائیں اور تیسرے شخص نے چلتے وقت آٹھ درم ان دونوں کو دیئے پانچ روٹیوں والا کہنے لگا کہ میں پانچ درم لوں گا اور تمہیں تین درم دوں گا ۔ یہ سن کر تین روٹیوں والا کہنے لگا مجھے برابر کا حصہ چاہیئے اس بات پر دونوں میں جھگڑا ہوا اور دونوں فیصلہ کرانے کی غرض سے امیر المومنین حضرت علی کے پاس پہونچے اور واقعہ بیان کر کے فیصلہ چاہے حضرت علی نے فرمایا کہ وہ تمہیں تین درم دے رہا ہے لے لو اس لئے کہ تمہاری روٹیاں کم تھیں اور دوسرے کی زیادہ تھیں اس نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں جب تک مجھے پورا پورا حق نہ دلایا جائے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا اگر واقعی تو اپنا پورا حق چاہتا ہے تو از روئے انصاف تیرے حصہ کا ایک درم ہوتا ہے یہ تو تمہارے ساتھی کا کرم ہے کہ وہ تین درم دے رہا ہے اس نے کہا سبحان اللہ یہ کیسے مجھے آپ سمجھائیے حضرت نے فرمایا اچھا سنو تم دونوں کے

مالہم ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون ۔ جو لوگ مال کو رات اور دن میں پوشیدہ اور ظاہر طور پر خرچ کرتے ہیں ۔ ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے نہ ان کو کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۔

حضرت مولا علی سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یمن کا گورنر بنا کر روانہ کرنا چاہا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے بھیجتے ہیں میں ایک نوجوان نا تجربہ کار شخص ہوں معاملات طے کرنا نہیں جانتا حضور نے یہ الفاظ سنے اور میرے سینہ پر مارا اور فرمایا الٰہی اس کے دل کو روشن فرمادے اور اسکی زبان کو استقلال اور مضبوطی عطا فرما واللہ اس روز سے مجھے معاملات فیصل کرنے اور مقدمات چکانے میں کبھی شک نہیں ہوا ۔ (حاکم)

اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا مرتبہ عظمت علمی کے اعتبار سے نہایت بلند ہے ۔ آپ نے حضور صلے اللہ علیہ سے پانچسو چھیاسی حدیثیں روایت کی ہیں آپ کے نادر و نایاب فتوؤں اور فیصلوں کا نایاب مجموعہ اسلامی علوم کے خزانوں کا بہترین اور قیمتی سرمایہ ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تمام صحابۂ کرام میں حضرت علی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں ۔ اور اکثر یہ فرماتے تھے ۔ کہ میں ایسے مقدمے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں جس کا فیصلہ حضرت علی نہ کر سکیں ۔ حضرت سعید ابن مسعب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مدینہ طیبہ میں حضرت علی کے سوا کوئی ایسا صاحب علم نہ تھا جو یہ دعوے کر سکے کہ جسکو جو کچھ دریافت کرنا ہو وہ مجھ سے معلوم کرلے ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جن کا علم وفن کے اعتبار سے ایک منفرد مقام ہے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علی سے زیادہ فرائض کا جاننے والا اور معاملات کا فیصلہ کرنے والا کوئی بھی نہ تھا تاریخ خلفاء میں حضرت عبداللہ ابن عباس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ حضرت مولا علی کمال علم

پاس آٹھ روٹیاں تھیں اور تم تین شخص ہو گئے اب آٹھ روٹیاں تین شخصوں میں برابر تقسیم نہیں ہو سکتیں لہذا آٹھ کو تین سے ضرب دو اور ہر روٹی کے برابر تین ٹکڑے کردو تو آٹھ روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے ہوے اور یہ معلوم نہیں کس نے زیادہ کھایا اور کس نے کم یہ تسلیم ہی کرنا پڑے گا کہ سب نے کھانا برابر کھایا اب معاملہ بالکل صاف ہے جس کی پانچ روٹیاں تھیں اس کے پندرہ ٹکڑے ہوئے اور تمہاری تین روٹیاں تھیں اسلئے تمہاری روٹیوں کے نو ٹکڑے ہوئے ایسی صورت میں ایک روٹی کا ٹکڑا تمہارا کھایا اور اسکے سات ٹکڑے کھائے اب تم خود سمجھ لو کہ تمہارا ایک ٹکڑا اور اس کے سات ٹکڑے ہوئے تمہارا ساتھی سات درم کا مالک ہوا اور تمہارے حصے میں ایک درم آیا یہ فیصلہ سن کر دونوں خوش ہو گئے اور بے اختیار بول اٹھے اے امیر المومنین بے شک آپ کا فیصلہ حق کا فیصلہ ہے ہم دونوں راضی ہیں۔ اسی میرے آقا نے فرمایا انا مدینۃ العلم وعلی بابہا۔

میں آپ کی توجہ اس واقعہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جسکا بیان ترمذی شریف میں موجود ہے۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ ابن ابی سفیان نے مجھے حکم دیا اور کہا کہ تم ابو تراب یعنی حضرت علی کو سب وشتم کیوں نہیں کرتے حضرت نے فرمایا مجھے تین باتیں ایسی یاد ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں اس لئے میں حضرت علی کو برا بھلا نہ کہوں گا ان تین باتوں میں سے اگر آقا نے میرے لئے ایک بات بھی کہی ہوتی تو میں خوشی سے پھولے نہ سماتا اور وہ بات مجھے قیمتی سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو علی کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا ہے اس وقت حضور نے آپ کو کسی غزوے میں اپنا نائب بنا کر مدینہ میں چھوڑا تھا حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں جنگ میں ساتھ

نہیں لے جاتے یہ سن کر تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میرے نزدیک تمہارا دوسرا مرتبہ ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں یہ واقعہ جنگ تبوک کا ہے میں نے جنگ خیبر کے دن فرماتے ہوئے سنا " بیشک میں صبح کو فتح ونصرت کا علم اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس شخص سے محبت کرتے ہیں۔ لوگ منتظر تھے کہ دیکھیں صبح کو یہ منصب و اعزاز کس کو ملتا ہے صبح سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو طلب فرمایا حضرت علی آئے اور آپ نے جھنڈا حضرت علی کے ہاتھ میں دیدیا علی نے عرض کیا یا رسول اللہ میری آنکھیں آشوب چشم سے متورم ہیں میں یہ خدمت کیسے انجام دے سکوں گا حضور نے اپنا لعاب دہن حضرت علی کی آنکھوں میں لگا دیا اور آپ کی آنکھیں اچھی ہو گئیں اللہ تعالٰے نے خیبر آپ کے ہاتھ سے فتح کرایا۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی قل تعالوا ندع ابنآءنا وابنآءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ فاطمہ زہرا حضرت حسن اور حضرت حسین کو بلایا اور فرمایا یہ میرے اہل بیت ہیں۔

ایک دن مولے علی رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کے بعد اپنے خادم سے کہا تم فلاں محلہ میں جاؤ اس میں ایک مسجد ہے مسجد کے پہلو میں ایک مکان ہے جس میں ایک عورت مرد میں جھگڑا ہو رہا ہے ان دونوں کو میرے پاس لاؤ خادم اس پتہ پر گیا دیکھا کہ واقعی آپس میں مرد عورت لڑ رہے ہیں خادم نے کہا تم دونوں کو امیر المومنین نے بلایا ہے وہ دونوں حضرت مولیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے آپ نے فرمایا آج کی رات تم دونوں نے آپس میں لڑتے ہوئے گذار دی مرد بولا کہ حضور میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے لیکن جس وقت سے یہ عورت میرے سامنے آئی مجھ

کو اسے سخت نفرت ہو گئی ہے اس وقت سے یہ مجھ سے جھگڑا کرنے لگی امیر المومنین نے جس قدر لوگ تھے ان سب کو رخصت کیا اور پھر ان دونوں کو مخاطب کیا۔ آپ نے فرمایا اے عورت میں تم سے جو کچھ سوال کروں تم سچ سچ جواب دو گی اس نے اقرار کیا۔ آپ نے دریافت کیا اے عورت تیرا نام اور تیرے باپ کا نام یہ ہے عورت نے جواب دیا کہ آپ صحیح فرما رہے ہیں۔ آپ نے کہا ایک رات تو اپنے مکان سے باہر آئی تو تیرے چچا زاد بھائی نے تجھ کو پکڑ لیا تو اس سے حاملہ ہوئی۔ تیری ماں نے اس راز کو مخفی رکھا اور جب تیرے درد زہ شروع ہوا تیری ماں تجھکو دوسری جگہ لے گئی وہاں بچہ پیدا ہوا تیری ماں اس بچہ کو کپڑے میں لپیٹ کر ایک ویران جگہ رکھ کر چلی تھی کہ اس بچے کے قریب ایک کتا آگیا تیری ماں نے اس کتے کو ایک پتھر مارا وہ پتھر بجائے کتے کو بچے کے سر پر لگا جس سے خون جاری ہوا اور زخم ہو گیا تیری ماں نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر بچہ کے سر پر باندھا اور اس جگہ سے چلی گئی خدا کے لئے تم سچ بتاؤ جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سچ ہے؟ پھر اس نے تمام باتوں کا اقرار کیا۔ مولا علی رضی اللہ عنہٗ نے اس مرد سے فرمایا تو اپنا سر کھول جب مرد نے اپنا سر کھولا زخم کا نشان موجود تھا۔ آپ نے فرمایا اے عورت یہ تیرا شوہر نہیں بلکہ یہ تیرا بیٹا ہے اللہ تعالےٰ نے دوسرے حرام سے تجھے بچا لیا۔

حضرت جعفر بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دور خلافت میں ایک عورت فریاد لیکر آئی یہ عورت ایک انصاری نوجوان سے بیحد محبت کرتی تھی اور چاہتی تھی کہ کسی طریقہ سے اس نوجوان سے میری شادی ہو جائے وہ نوجوان اس عورت کو نہ چاہتا تھا اس عورت نے ایک گر کرکے ایک انڈا لیکر اس کی زردی پھینک دی اور سفیدی کو اپنی دونوں رانوں اور کپڑوں پر مل لیا اور امیر المومنین سے کہنے لگی فلاں انصاری شخص نے مجھ پر غلبہ پا کر میرے ساتھ زنا

بالجبر کیا اور مجھکو اپنے گھر والوں میں رسوا کیا اس کی بدکاری کا اثر میری رانوں اور کپڑوں پر موجود ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے تصدیق کے لئے عورتیں طلب کیں اور حکم دیا جو یہ کہتی ہے اس کی تصدیق کرو ان عورتوں نے دیکھ کر آپ سے عرض کیا کہ واقعی منی کا اثر موجود ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے اس جوان پر حد شرعی جاری کرنے کا حکم دیا تو اس جوان نے شور و غل اور فریاد کرنے لگا اے امیر المومنین آپ تحقیق فرمایئے قسم ہے اس ذات کی جس نے سارے عالم کو پیدا کیا میں نے اس سے کوئی برائی نہیں کی اور نہ اسکے ساتھ زنا کیا ہے اس عورت نے مجھ پر افتراپردازی کی ہے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مولا علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا ان دونوں کے مقدمہ میں آپ کی کیا رائے ہے آپ نے اس سفیدی پر جو کپڑے پر لگی ہوئی تھی غور سے دیکھا اور فرمایا کھولتا ہوا گرم پانی مجھکو لا کر دو جب آپ کو پانی ملا تب انڈے کی سفیدی پر جو جم کر سخت ہو گئی تھی آپ نے اس کو سونگھا اور کھولتا ہوا پانی اس جگہ پر ڈالا تو وہ سفیدی جم کر سخت ہو گئی ایک عورت سے فرمایا اس کو اٹھا کر میرے پاس لاؤ وہ انڈے کی سفیدی تھی جس کی تصدیق سبھوں نے کی پھر تو آپ نے اس عورت کو خوب ڈانٹ کر اصل حقیقت دریافت کی تو اس نے اقرار کر لیا آپ نے امیر المومنین کے حوالے کر دیا

فقہی فیصلہ:۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے دور خلافت میں ایک واقعہ پیش ہوا دو عورتیں آپس میں لڑتی ہوئی حاضر خدمت ہوئیں ایک عورت کے لڑکا پیدا ہوا دوسری کے لڑکی لیکن دونوں کا یہ کہنا تھا کہ لڑکا میرا ہے اور آپ سے فریاد کرنے لگیں کہ اے امیر المومنین آپ میرا فیصلہ کر دیجئے آپ نے فرمایا تم دونوں اپنی اپنی چھاتی سے الگ الگ دودھ نکالو لہٰذا جب آپکے سامنے دودھ لیا گیا تو آپ نے اس دودھ کو تولوایا جس کا دودھ بھاری ہوا اس عورت کا آپ

آپ نے لڑکا بتایا اور جس عورت کا دودھ ہلکا تھا اس عورت کی لڑکی یہ فیصلہ سن کر آپ سے سوال کیا گیا یہ فیصلہ آپ نے کہاں سے دیا تو آپ نے فرمایا قرآن کریم سے پھر سوال ہوا قرآن کریم میں وہ کون سی آیت ہے جس سے آپ نے فیصلہ دیا آپ نے اس آیت کی تلاوت کی لِلذّکر مثل حظ الانثیین۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مرد کو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر فضیلت عطا کی ہے۔

ایک شخص نے ایک دوسرے شخص کو ایک ہزار دینار دے کر کہا جس قدر تجھکو پسند ہو وہ خیرات کردے باقی خود لے لو اس شخص نے ان دینار کا دسواں حصہ یعنی سو۱۰۰ دینار خیرات کئے اور نوسو۹۰۰ دینار خود رکھ لئے خیرات لینے والوں کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو کہا آدھا ہم کو دو آدھا خود رکھ لو اس نے نہیں مانا آخر یہ فیصلہ امیر المومنین مولیٰ علی کے پاس لے کر آئے اور عرض کیا آپ نے فرمایا ان لوگوں نے تیرے ساتھ انصاف کا برتاؤ کیا کہ آدھا مانگا اور آدھا تجھکو چھوڑ دیا اس پر اس شخص نے کہا مجھے دینار دینے والے نے وصیت کی تھی جتنا تجھکو پسند ہو وہ خیرات کردینا باقی تم لے لینا یہ سن کر مولا علی نے فرمایا معاملہ بالکل صاف ہے نوسو دینار خیرات کردینا چاہیئے تھا اس نے کہا یہ کیونکر آپ نے فرمایا دینار دینے والے کی وصیت یہ تھی اس میں سے جتنا تجھکو پسند ہو وہ خیرات کرنا تو نے نوسو دینا خود پسند کیے جس کو اپنے پاس رکھ لئے ایک سو دینار تو رکھ اور نوسو دینار خیرات کر۔

فضائل و مراتب:۔ ایک یہودی کی داڑھی میں بہت کم بال تھے جن کو شمار میں لایا جاسکتا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے علی تمہاری داڑھی ماشاءاللہ خوب گھنی ہے اور میری داڑھی کا یہ حال ہے آپ کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں جمیع علوم موجود ہیں اور آپ مدینۃ العلم علی بابہا بھی ہیں کیا آپ بتائیں گے قرآن میں آپ کی گھنی داڑھی اور میری مختصر داڑھی کا ذکر ہے؟ آپ نے

فرمایا کیوں نہیں بیشک ہے اے شخص سن والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لایخرج الانکدا۔ یعنی جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے خوب نکلتا ہے اور خراب زمین ہے اس میں تھوڑا سا مشکل سے۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی بزرگی آفتاب و ماہتاب سے بڑھکر ہے آپ ہی نے علم نحو وحساب ایجاد کیا آپ کو اسلئے حیدر کہتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ کی حلق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن اترا۔

ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام عالم بشریت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے آپ تو مدینۃ العلم ہیں آپ بتا سکتے ہیں کہ اس وقت جبریل کہاں ہیں۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے مغرب و مشرق میں دیکھا پھر نظر کو شمال وجنوب کی طرف کیا پھر آپ نے زمین و آسمان کی طرف کیا تب آپ نے فرمایا جبریل نہ آسمان پر نہ زمین کے کسی حصہ پر نہ شمال میں نہ جنوب میں نہ مشرق میں نہ مغرب میں نظر آتے ہیں ہو نہ ہو جبریل تمہیں ہو تب جبریل نے فرمایا کہ اے علی تم بیشک علی بابہا ہو۔

ایک صحابی نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کیا کہ گذشتہ خلافتوں کے وقت اہل ایمان میں یہ انتشار نہ تھا جو آپ کی خلافت کے وقت ہے ہاتو آپ نے فرمایا "کہ ان خلفاء کے مشیر ہم تھے اور ہمارے مشیر تم ہو۔" ایک واقعہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا پہلے خلفائے ربط و تعلق کا اندازہ آسانی سے ہوسکتا ہے۔ حیدر کرار خلیفہ اوّل ہوئے یا چہارم بنے۔ آپ حیدر کرار ہی ہیں آپ کی جو عظمت و رفعت جو شان امام الانبیاء کی زبان فیض ترجمان سے بیان ہوچکی ہے اس میں کچھ بھی فرق نہیں آسکتا علی وہ ہیں جسکی ولادت بھی خدا کے گھر میں ہوئی اور شہادت بھی خدا کے گھر میں ہوئی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھ دو شخص مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے. ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ کہنا شروع کیا اسی اثنا میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپکے چہرۂ مبارک پر غضب کے آثار نمودار تھے. میں نے آپکے غصہ سے اللہ کی پناہ چاہی، حضور نے فرمایا تم لوگوں کو کیا کہوں اور مجھے کیا ہوگیا، جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ کہنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو اس قبر والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتا ہے۔ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں اور علی ابی طالب کے بیٹے اور یہ بھی عبدالمطلب کے پوتے ہیں۔ تو حضرت علی کا تذکرہ بجز بھلائی کے مت کر اگر تو نے حضرت علی کو تکلیف پہونچائی تو ان صاحب قبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہونچائی۔

حضرت ابوبکر بن خالد بن عرفطہ، حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم لوگ کوفہ میں حضرت علی کو برا کہتے ہو، تو کیا تو نے بھی ان کو برا بھلا کہا حضرت سعد بن مالک نے کہا اللہ کی پناہ اس ذات کی قسم کہ سعد کی جان جس کے قبضہ میں ہے، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے جو کچھ فرماتے تھے تو اگر سر کے بیچ پر آرا چلایا جائے تو میں اس قول کو سننے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب بھی برا نہ کہوں گا۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ اپنی والدہ محترمہ کے شکم میں تھے اور آپکی والدہ محترمہ جب بت کو سجدہ کرنا چاہتیں تو آپ اپنی والدہ محترمہ کے شکم میں پیر پھیلا دیتے اور لیٹ جاتے اس طرح اپنی ماں کو بت کے سجدہ سے روک دیتے۔

علامہ صفوری شافعی نے لکھا ہے ابن جوزی نے روائت کیا ہے کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ شیر خواری کی عمر میں پالنے میں آرام فرما رہے تھے ایک سانپ نے آپکو کاٹنا چاہا آپ نے جھولے سے کود کر سانپ کو مار ڈالا یہ ماجرا دیکھ کر آپکی والدہ محترمہ کو بہت تعجب ہوا تو آپنے ایک آواز غیبی سنی کہنے والا کہتا تھا یہ بچہ بہادر شیر ہے اس کا پالنے سے چھلانگ لگا کر اپنے دشمن کو قتل کرنے میں کون سا تعجب ہے۔

آپ بہت چھوٹی عمر میں ایمان لائے بعض روائتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷ برس کی عمر میں ایمان لائے بعض ۱۰ سال کی عمر میں لہٰذا ایک روز آپکی والدہ محترمہ نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ علی جمعہ کی رات کو سو جاتے ہیں حالانکہ اس رات کو جاگنا بہتر ہے تب حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی شب کو علی کے لئے سونے کا قصہ فرمایا ہے اور وہ اس طرح کہ انکی روح سے اللہ تعالیٰ نے ایک سبز پرندہ پیدا فرمایا جو آسمانوں میں سیر کرتا رہا اور آسمانوں میں کہیں ایک بالشت

ایسی جگہ باقی نہ رہی جہاں علی نے رکوع و سجدہ نہ کیا ہو۔

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۱۷۳ صفحہ ۱۷۶ دفتر اول حصہ اول میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ آج کل بیچارے اہل اسلام اسطرح گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں کہ وہ نہیں جانتے کہ انکی نجات بھی خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی کشتی سے ہے۔ فرمان آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ مثل اھل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک۔ میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسے نوح کی کشتی جو اس پر سوار ہوگیا بچ گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوگیا۔

مدارج النبوت حصہ اول صفحہ ۳۰۵ اردو میں فرمان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جنگ خندق کے دن حضرت مولا علی کا جنگ و مقابلہ کرنا قیامت تک کی میری امت کے اعمال سے افضل ہے حضور نے مولا علی کرم کے حق میں دعا فرمائی اور اپنی وہ تلوار جس کا نام ذوالفقار تھا عطا فرمائی۔ "مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۹۰۔"

جبکہ خیبر کے قلعے سب کے سب فتح ہوگئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح خیبر پر شکر ادا فرمایا۔ حضرت مولا علی شیر خدا نے خیبر کا پھاٹک کا ایک حصہ جس کا وزن آٹھ سو من کا تھا اسے اکھاڑ پھینکا یہ طاقت خدائی طاقت تھی جسکو تحریر کیا ہے۔

صاحب مدارج النبوت نے اور یہ تحریر کیا ہے کہ جب مولا علی کرم حضور سے ملنے پہونچے تو حضور صلعم خیمہ سے باہر تشریف لائے مولا علی کا استقبال کیا اور آغوش میں لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور فرمایا تمہاری بہادری و دلیری

بیان ہو چکی ہے، بیشک اللہ تم سے راضی ہوا اور میں بھی تم سے راضی ہوں یہ سنکر حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ رونے لگے حضور نے فرمایا اے علی یہ رونا خوشی کا ہے یا غم کا علی مرتضیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ رونا خوشی کا ہے میں کیوں اسپر خوش نہ ہوں جب آپ مجھ سے راضی ہیں۔ حضور نے فرمایا اے علی میں ہی تم سے تنہا راضی نہیں بلکہ اللہ۔ جبرائیل، میکائیل اور تمام فرشتے تم سے راضی ہیں۔

حضرت حیدر کرار شیر خدا کو جہاں اللہ تعالیٰ نے بہت سے علوم سے نوازا وہاں آپکو علم برزخ بھی عطا کیا چنانچہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اور آپکو دفن کیا گیا سب لوگ واپس چلے گئے لیکن مولا علی نکیرین نے سوال و جواب سننے کیلئے بیٹھے رہے جب نکیرین قبر میں داخل ہوئے تو انکی ڈراونی شکل وصورت دیکھ کر حضرت عمر فاروق رض گھبرا گئے اور جب نکیرین کے سوالات کے صحیح جوابات دے چکے تو نکیرین نے کہا اب کیا آپ سو جائیں تب حضرت فاروق اعظم رض نے نکیرین سے فرمایا کیونکر سوؤں۔ تمہاری ڈراونی شکل وصورت دیکھ کر مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوگی حالانکہ مجھے سرور کائنات صلعم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا اے نکیرین آپ مجھ سے وعدہ کریں اللہ اور اسکے فرشتوں کو گواہ کرکے کہ ایمان والوں کے پاس اچھی شکل وصورت میں آیا کریں گے تو نکیرین نے وعدہ کیا یہ سوالات سنکر مولا علی نے فرمایا اے امیر المومنین اب آپ آرام سے سو جائیں اللہ تعالیٰ آپکو ایمان والوں کیطرف سے بہتر جزا عطا فرمائے

خدا کی قسم آپنے زندگی میں بھی مخلوق خدا کو فائدہ پہنچایا اور بعد وصال بھی ایمان والوں کا کس قدر خیال رکھا۔

ثقیف کے ایک شخص کا بیان ہے کہ اسکو حضرت مولا علیؑ نے موضع عکبرا میں عامل بنا دیا اور دیہات میں نمازی ٹھہرا نہیں کرتے تھے تو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے مجھ سے فرمایا کہ جب ظہر کا وقت ہو تو میرے پاس چلے آنا چنانچہ میں آپکے پاس گیا تو میں نے آپکے پاس کوئی دربان نہیں پایا جو مجھے حضرت علیؑ کے پاس جانے سے روکے میں نے آپکو بیٹھا ہوا پایا ایک پیالہ اور کوزہ پانی کا تھا اسکے بعد ایک چھوٹی سی تھیلی منگوائی میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید حضرت علیؑ نے مجھ کو بہت بڑا آدمی سمجھا ہے جو مجھے جواہرات کی تھیلی منگوائی اور مجھے یہ علم نہیں تھا کہ اس تھیلی میں کیا ہے اس تھیلی پر مہر لگی ہوئی تھی حضرت مولا علیؑ نے اس مہر کو توڑا تو میں نے دیکھا کہ اس تھیلی میں ستو تھے ان ستوؤں کو اسمیں سے نکالا اور پیالے میں الٹا اور اس میں پانی ڈالا خود پیا اور مجھے بھی پلایا یہ دیکھ کر مجھے صبر نہ آیا اور میں نے کہہ ہی دیا کہ اے امیر المومنینؑ آپ ایسا کام عراق میں کرتے ہیں حالانکہ عراق کا کھانا اس سے کہیں بہتر ہے۔ حضرت مولا علیؑ نے فرمایا تجھے معلوم ہونا چاہیئے خدا کی قسم میں نے اس تھیلی پر بخل کرنے کی وجہ سے مہر نہیں لگائی لیکن میں اتنی مقدار خرید لیتا ہوں جو میرے لئے کفالت کرے اور مجھے اور مجھے ڈر لگتا ہے کہیں گھل مل جائے تو اس تھیلی کے علاوہ دوسری تھیلی سے ستو تیار نہ کئے جائیں یہ میرا کام شاید احتیاط کی وجہ سے ہے اور میں ہر اس کھانے کو جو میرے پیٹ

میں داخل ہو کر وہ سمجھتا ہوں مگر صرف مال طیب کہ جسمیں کوئی دغدغہ نہ ہو مکروہ نہیں سمجھتا۔

حضرت عبداللہ بن شریکؓ کے دادا بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے پاس فالودہ لایا گیا اور آپکے سامنے رکھ دیا گیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یہ فالودہ تو بڑی اچھی خوشبو والا بڑے اچھے رنگ والا بہترین ذائقہ والا ہے لیکن میں اس بات کو مکروہ سمجھتا ہوں کہ اپنے آپ کو اس چیز کا عادی بناؤں جس کا میرا نفس عادی نہیں۔

حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ معہ اپنے حسنینِ پاک کے حرم کعبہ میں حاضر تھے کہ درمیانی رات میں آپ نے التجا کرنیوالی آواز سنی اور وہ گڑگڑا کر اپنی حاجت کیلئے دعا مانگ رہا ہے اور زار و قطار رو رہا ہے آپنے اپنے بچوں کو حکم دیا اس شخص کو میرے پاس لاؤ وہ شخص اس حال میں حاضر خدمت ہوا کہ اسکے بدن کی ایک کروٹ فالج زدہ تھی اور وہ زمین پر گھسٹتا ہوا آپکے سامنے آیا آپنے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے عرض کیا اے امیر المومنین میں بہت ہی بیباکی سے قسم قسم کے گناہوں میں منہمک رہتا تھا اور میرا باپ جو بہت ہی صالح اور پابند شریعت مسلمان تھا بار بار ہمکو گناہوں سے روکتا تھا اور بار مجھ کو گرفت کرتا تھا ایک دن میں نے اپنے باپ کی نصیحت سے ناراض ہو کر بری طرح مارا میری مار کھا کر میرا باپ رنج و غم میں ڈوبا ہوا حرم کعبہ میں پہونچا میرے لئے بددعا کرنیکے لئے ابھی بد دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ اچانک میری ایک کروٹ پر

فالج کا اثر ہوگیا اور میں زمین پر گھسٹ کر چلنے لگا اس غیبی سزا سے مجھے بڑی عبرت حاصل ہوئی اور میں نے رو رو کر اپنے والد سے اپنے جرم کی معافی طلب کی اور میرے والد نے اپنی شفقت پدری سے مجبور ہو کر رحم کیا اور مجھے معاف کر دیا اور کہا کہ بیٹا چل جہاں میں نے تیرے لئے بد دعا کی تھی اسی جگہ اب تیرے لئے صحت و سلامتی کیلئے دعا مانگوں گا چنانچہ والد کو اونٹنی پر سوار کر کے مکہ میں جا رہا تھا کہ ناگہاں اونٹنی ایک مقام پر بدک کر بری طرح بھاگنے لگی اور میرا باپ اسکی پشت سے گر کر ہلاک ہوگیا۔ پھر میں تنہا حرم کعبہ میں رو رو کر دعائیں مانگتا رہتا ہوں۔ امیر المومنین نے اسکی ساری سرگزشت سنکر فرمایا کہ اے شخص اگر واقعی تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تھا تو تو اطمینان رکھ کہ اللہ تعالےٰ بھی تجھ سے خوش ہو گیا ہے۔ پھر اس نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین میں بحلف شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا باپ مجھ سے خوش ہو گیا تھا۔ حضرت مولا علی کرم نے اس شخص کی حالت زار پر قسم کھا کر تسلی دی اور کچھ رکعت نماز نفل پڑھیں پھر اسکی تندرستی کیلئے دعا مانگی پھر فرمایا اے شخص اٹھ اور کھڑا ہو جا یہ سنتے ہی وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور چلنے لگا۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ اے شخص کاش تو نے قسم کھا کر مجھے یہ نہ بتایا ہوتا کہ تیرا باپ تجھ سے خوش ہو کر تجھ کو معاف کر چکا ہے تو میں ہرگز تیرے لئے دعا نہ کرتا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو مولا علی کرم کے بلانے کیلئے کہا میں آپکے دولت کدہ پر گیا دیکھا کہ گھر میں چکی بغیر کسی چلانے والے کے خود بخود چل رہی ہے جب میں نے بارگاہ

رسالت میں اس عجیب کرامت کا تذکرہ کیا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو ذر اللہ تعالےٰ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو زمین پر سیر کرتے ہیں اللہ تعالےٰ نے ان فرشتوں کی یہ بھی ڈیوٹی مقرر فرما دی ہے کہ وہ میری آل کی امداد و اعانت کرتے رہیں۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ ایک دیوار کے سائے میں ایک مقدمہ کا فیصلہ سنانے کیلئے بیٹھ گئے درمیان مقدمہ میں لوگوں نے شور مچایا کہ اے امیر المومنین یہاں سے اٹھ جائیں یہ دیوار گر رہی ہے آپ نے نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ مقدمہ کی کارروائی جاری رکھی اور فرمایا اللہ تعالےٰ بہتر محافظ و نگہبان ہے چنانچہ اطمینان کے ساتھ آپنے مقدمہ کا فیصلہ فرما کر جب وہاں سے چل دئیے تو فوراً دیوار گر گئی۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ فرمایا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن میری بیٹی فاطمہ اٹھے گی اور اس کے خون سے لتھڑا ہوا کپڑا ہوگا اور عرش کے پائے کو پکڑ کر کہے گی کہ اے عادل میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے درمیان انصاف کر رب کعبہ کی قسم میری صاحبزادی کے منشا کے مطابق حکم دیا جائیگا۔

ایک دن حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ منبر رسول پر بیٹھے اور فرمایا آج جو کچھ مجھ سے معلوم کرنا چاہتے ہو اور جو بھی سوال کرنا چاہتے ہو سوال کر لو بالکل اسی طرح جس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرمایا کرتے تھے آج جو کچھ مجھ سے معلوم کرنا ہو معلوم کر لو آخر کار ایک

شخص نے مولا علی کرم سے دریافت کیا اے علی تم نے کبھی اپنے رب
کو دیکھا تو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے جواب میں فرمایا میں اس
وقت تک نماز میں سجدہ نہیں کرتا جب تک اپنے خدا کو نہ دیکھ لوں
دریافت کیا گیا اے علی تمیں یہ حال کب سے حاصل ہوا جواب دیا
یہ میرے آقا محمد رسول اللہ کے لعاب دہن کا فیض ہے۔
در کتاب مقام نبوت صہ ۲۲۳

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا گیا اس قدر علم کہاں
سے آگیا آپ نے فرمایا جب میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے
رخصت ہوئے اور میں آپ کو آخری غسل دے رہا تھا تو پانی کے
چند قطرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکوں پر ٹھہر گئے اور میں نے ان
قطروں کو اپنے ہونٹوں سے چوس لیا بس پھر کیا تھا علم و ادراک
کا سمندر میرے اندر ٹھاٹھیں مارنے لگا یعنی سمندر کی طرح موجزن
ہو گیا۔

اہل بیت اطہار و صحابہ کرام و آلِ رسول و امہات المومنین رضوان
اللہ علیہم اجمعین وغیرہ سے محبت واجبات میں سے ہے اور ان حضرات
اور ان کی ذریات سے عداوت و بغض رکھنے سے ہلاکت خیز زندگی گذرے
گی ایسا شخص اسلام کی نورانیت اور ایمان کی تابانیوں سے محروم رہیگا
اولاد رسولؐ و آلِ نبی و ازواج مطہرات، اولاد علی و اولاد جعفر و اولاد عقیل
و اولاد عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین جن میں مخصوص فاطمہ رضی اللہ عنہا
امام حسن و امام حسین علیہم السلام اسلئے کہ انکی فضیلت بکثرت ہیں۔ انکی ذریات

کو صدقہ نہ دینا چاہیے کیونکہ صدقہ ان حضرات کیلئے حرام ہے۔ ہمارے
کمائے ہوئے پیسے میں ان حضرات کا حصہ ضرور ہے۔ بار بار تحریر کیا جارہا
ہے۔ فرمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑ رہا
ہوں کہ اگر تم نے لازم رکھا اور مضبوطی سے تھامے رکھا تو گمراہ نہ ہو گے ایک
خدا کی کتاب اور دوسری میری عترت تو اب غور کرو کہ ان دونوں سے
تم کس طرح خلاف ورزی کر سکتے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
آلِ محمدؐ کو پہچاننا آتش دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے اور آلِ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا صراط سے گذرنے کا آسان طریقہ ہے
اور آلِ محمدؐ سے عقیدت عذاب الہٰی سے اماں ہے اور پہچاننے سے مراد
انکی انکی منزلت اور مرتبہ کا پہچاننا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں
حضرات کو قرب حاصل ہے اور جو انکی نسبت کو جسے حق تعالےٰ نے نازل
فرمایا پہچان لیا تو معلوم ہو جائیگا انکی خلاف ورزی اور انکی گستاخی
سے گمراہی لازم آتی ہے اور انکی عقیدت و احترام و پیروی سے عذاب
سے نجات ملتی ہے۔ میرے آقا کا فرمان ہے کہ میرے اہل بیت میں
کسی ایک کے ساتھ اگر دشمنی رکھے گا تو اسے حق تعالےٰ جہنم میں ضرور
داخل کرے گا۔ ان چار حضرات کو اپنی آغوش میں لیکر فرمایا سے
اللھم ان ھؤلاء اھل بیتی۔ اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں
یعنی علی، فاطمہ، حسن، حسین علیہم السلام۔ حضرت مولا علی کرم کیلئے فرمایا
اے علی تم سے مومن محبت رکھے گا اور منافق ہی تم سے بغض رکھے گا۔

 مدارج النبوت حصہ اوّل اردو صہ ۲۳ تا ۲۵

ایک مرتبہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی تم پانچ کام کرکے سویا کرو۔ چار ہزار دینار صدقہ دے کر سویا کرو۔ ایک قرآن کریم پڑھکر سویا کرو۔ جنت کی قیمت دیکر سویا کرو۔ دو لڑنے والوں میں صلح کراکے سویا کرو۔ ایک حج کرکے سویا کرو۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ امر محال ہے مجھ سے کیسے ہو سکتا ہے تب سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تم چار بار سورۃ فاتحہ پڑھکر سویا کرو اس کا ثواب چار ہزار دینار صدقہ دینے کے برابر تمہارے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔

تین بار سورۂ اخلاص پڑھکر سویا کرو اس کا ثواب ایک قرآن پاک پڑھنے کے برابر ہوگا۔

تین بار درود شریف پڑھکر سویا کرو کہ جنت کی قیمت ادا ہوگی۔

دس مرتبہ استغفار پڑھکر سویا کرو دو لڑنے والوں میں صلح کرانے کے برابر ثواب ہوگا۔

چار بار تیسرا کلمہ پڑھکر سویا کرو ایک حج کا ثواب ہوگا۔

اس پر حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب تو میں روز از رات کو یہ عملیات کرکے سویا کرونگا۔

ایک مرتبہ نہر فرات میں ایسی خوفناک طغیانی آگئی کہ سیلاب میں کھیتیاں غرق ہوگئیں لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دربار میں فریاد کی آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارکہ و چادر مقدس زیب تن فرماکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور لوگوں کی جماعت جسمیں حسنین پاک بھی تھے کے ہمراہ نہر کے پل پر پہونچے اور آپنے اپنے عصائے نہر فرات کیطرف اشارہ فرمایا تو نہر کا ایک گز پانی کم ہوگیا اسی طرح دوسری اور تیسری بار اشارہ فرمایا تو تین گز پانی اتر گیا اور سیلاب ختم ہوگیا لوگوں نے شور مچایا کہ اے امیر المومنین بس کیجئے اتنا ہی کافی ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۷۰ دن تک فجر کی نماز سے پہلے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر یہ آواز دیتے السلام علیکم یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ اصحاب صفہ اپنے آقا کی زبان مبارک سے ۹ ماہ تک سنتے رہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جن کا میں مولا علی انکے مولا۔ علی کا ذکر عبادت ہے۔ علی کی محبت عبادت ہے۔

یا اللہ جو علی کا احترام کرے تو اسے محترم بنادے۔ اسلام کی بنیاد میری اور میرے اہل بیت کی محبت ہے۔ آل محمدؐ کے مقام کا عرفان حاصل کرنا جہنم سے نجات ہے اور آل محمدؐ سے محبت رکھنا پل صراط سے پار ہو جانا ہے اور آل محمدؐ کی نصرت و حمایت کرنا عذاب سے امان پانا ہے۔

اللہ کی قسم کسی شخص کے دل میں اسوقت تک ایمان نہیں آسکتا جب تک میرے اہل بیت سے اللہ کے لئے اور میری قرابت داری کیوجہ سے محبت نہ رکھے۔

حضرت جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ بغداد کے بازار سے گذر رہے تھے دیکھا ایک نجومی بڑھ چڑھ کر باتیں بنا رہا تھا حضرت مولا علیؑ نے اسکا ہاتھ پکڑا اور فرمایا میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ تم اپنے فن میں بہت کامیاب معلوم ہوتے ہو جو آسمانوں اور زمینوں اور اقلیموں، تندرستی و بیماری گرانی و ارزانی کی خبریں دیتے ہو اور نجومیوں کے سردار ہو۔ آپنے فرمایا ذرا ٹھہرو میں کھانا لیکر آؤں پھر ہم تم کھائینگے۔ اور ان لوگوں کو تمہاری بزرگی بتادوں گا پس حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ تشریف لے گئے اور ایک ہانڈی میں دودھ اور دو خمیری روٹیاں لیکر آئے اور اس نجومی کے آگے رکھ کر ایک نجومی کو دی اور ایک خود لے لی اور فرمایا اسکے ٹکڑے کرکے دودھ میں ڈالو اور خود بھی اپنی روٹی کے ٹکڑے کرکے دودھ میں ڈال دیئے پھر آپ نے انگلی سے خوب ملا دیا اور جب نجومی نے کھانے کیلئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے فرمایا ٹھہرو پہلے اپنے علم نجوم کا ٹکڑوں پر امتحان کرو۔ نجومی نے عرض کیا ان ٹکڑوں پر کس طرح امتحان کروں ارشاد فرمایا اپنے علم نجوم سے ان ٹکڑوں کو پہچانو جو تم نے اپنے ہاتھ سے توڑے ہیں نجومی نے عرض کیا یہ بات تو میں نہیں جان سکتا اور نہ علم نجوم سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اے کذاب جس روٹی کے ٹکڑے تو نے خود اپنے ہاتھ سے ابھی ابھی کئے ہیں انکو تو نہیں پہچان سکتا تو پھر زمین آسمان کا غیب تجھ کو کیونکر معلوم ہو گیا۔ نجومی کہنے لگا اے علی آپ اپنے ہاتھ کے توڑے ہوئے ٹکڑوں اور میرے توڑے ہوئے ٹکڑوں کو الگ کر سکتے ہیں

اور انکو پہچان سکتے ہیں حضرت شیر خدا نے فرمایا میں غیب جاننے کا دعوی تو نہیں کر سکتا اور علم غیب خدائے قدوس کیلئے خاص ہے جو اپنے محبوبوں کو عطا فرماتا ہے۔ نجومی نے عرض کیا کاش میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ آپکے توڑے ہوئے ٹکڑوں کو اور میرے توڑے ہوئے روٹی کے ٹکڑوں کو کیسے جدا کرتا ہے تو میں علم نجوم سے توبہ کرتا۔ یہ سنکر حضرت علیؓ نے بارگاہ الہی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے دیکھتے کیا ہیں برتن میں یک بیک جوش پیدا ہوا اور نجومی کے توڑے ہوئے ٹکڑے سب برتن کے باہر بالکل خشک گر گئے جنہیں دودھ ذرا بھی لگا ہوا نہ تھا۔ یہ دیکھکر نجومی کو سخت حیرت ہوئی پھر تو اس نجومی نے فوراً توبہ کی اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے اس برتن کے کھانے سے تمام حاضرین کو کھلایا سب نے مل کر سیر ہو کر کھایا لیکن برتن کو دیکھا اس میں تھوڑا بھی کم نہ ہوا تھا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ امیر المومنین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع گئے تو امیر المومنین نے قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر بہ آواز بلند فرمایا اے قبر والوں السلام علیکم و رحمۃ اللہ علیہ کیا تم لوگ اپنی خبریں ہمیں سناؤ گے یا ہم تم لوگوں کو تمہاری خبریں سنائیں اسکے جواب میں قبروں کے اندر سے آواز آئی وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اے امیر المومنین آپ ہمیں یہ سنائیں کہ ہماری موت کے بعد ہمارے گھروں میں کیا کیا معاملات ہوئے حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ اے قبر والو تمہارے بعد تمہارے گھروں کی خبر یہ ہے

تمہاری عورتوں نے دوسروں سے نکاح کر لیا اور تمہارے مال و دولت تمہارے وارثوں نے آپس میں تقسیم کر لیا اور تمہارے چھوٹے چھوٹے بچے یتیم ہو کر دربدر پھر رہے ہیں اور تمہارے مضبوط اور اونچے اونچے محلوں میں تمہارے دشمن آرام اور چین کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اسکے جواب میں قبروں میں سے ایک مردے کی دردناک آواز آئی اے امیرالمومنین ہماری خبر یہ ہے کہ ہمارے کفن پرانے ہو کر پھٹ چکے ہیں اور جو کچھ ہم نے دنیا میں خرچ کیا تھا اسکو ہم نے یہاں پا لیا ہے اور جو کچھ ہم دنیا میں چھوڑ آئے تھے اس میں گھاٹا ہی گھاٹا اٹھانا پڑا ہے۔

امیرالمومنین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے دور خلافت میں

ایک سیاہ رنگ کے غلام نے چوری کی اور پکڑا گیا اور بارگاہ امیرالمومنین میں پیش کیا گیا آپنے اس چور سے دریافت فرمایا کہ تم نے چوری کی ہے، کہنے لگا جی ہاں۔ امیرالمومنین نے اس کا ایک ہاتھ کٹوا دیا جب وہ باہر نکلا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی آپ نے دریافت کیا اے شخص تیرا یہ ہاتھ کس نے کاٹا اس نے جواب میں کہا مولا علی نے اور اپنی زبان سے آپکی تعریف کرنے لگا آپ کے ہمراہ ایک صحابی اور تھے انھوں نے اس چور سے کہا کہ جو تیرا ہاتھ کاٹے تو اسکی تعریف کرتا ہے، جواب میں کہنے لگا میں انکی تعریف کیوں نہ کروں کہ انھوں نے میرا ہاتھ حق کی وجہ سے کاٹا اور مجھے یہ سزا دیکر جہنم کی آگ سے بچا لیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اسکی یہ بات سنکر اسکو اپنے ہمراہ لیکر امیرالمومنین کی بارگاہ میں پہونچے اور اسکی کہی ہوئی بات آپکو بتائی آپنے ہاتھ اسکی کلائی کیساتھ رکھا اور ایک رومال سے ڈھانپ دیا اور بار بار اسکے لئے دعائیں کیں ایک غیبی آواز جسکو تمام لوگ جو وہاں موجود تھے سنی، کپڑا اٹھا دیا جائے، کپڑا اٹھایا گیا تو

دیکھا گیا ہاتھ بالکل ٹھیک تھا۔ یہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی دعاؤں کا اثر ہے

یزیدی حکومت نے جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو مدینہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تو آپ مکہ معظمہ تشریف لے آئے یہاں بھی عین طواف میں آپکو شہید کرنیکا منصوبہ بنایا گیا۔ جہاں سب کو امن لیکن سیدہ کے لال کو رہنے نہ دیا ادھر کوفے سے آپکے پاس برابر خطوط آ رہے تھے۔ حرمت کعبہ کی حفاظت کیلئے وہاں سے روانہ ہو کر کربلا پہونچے جہاں آپکو آپکے گھر والوں کے ساتھ تین دن بھوکا پیاسا رکھ کر ظالموں نے ذبح کر دیا جنکے لئے قیامت تک دنیائے اسلام خون کے آنسو روتی رہے گی۔ حضرت امام عالی مقام کو شہید کرنے کے بعد آپکی مقدس نعش پر اور آپکے گھر والوں کی لاشوں پر گھوڑے دوڑا کر روند ڈالا اور ان پاک سروں کو نیزوں پر چڑھا کر اور بچے اہل بیت کے چند افراد کو زنجیروں سے جکڑ کر کربلا سے کوفے چلے شام کی گلی گلی میں گھمایا اور نبی زادیاں کبھی امام زین العابدین کبھی سر حسین اور دیگر اہل بیت کے سروں کیطرف نگاہ اٹھاتیں جو ان پر بیت رہی تھی وہ خود جانتے یا اللہ اور اس کا حبیب۔ اس سلسلہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے" جس نے میرے اہل بیت کو دکھ پہونچایا اس نے مجھ کو دکھ پہونچایا اور قول خدا ہے جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو ایذا و تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ تعالٰی نے دنیا میں انھیں ملعون کر دیا ہے اور قیامت کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حضرت امام عالیمقام کی کربلا میں آخری شب اور دیدار نانا جان

اس رات صبح تک امام عالیمقام نے عبادت الہی میں گذاری رات کے پچھلے پہر آپ پر استغراق کی کیفیت طاری ہوئی حق تعالٰی کی یاد میں اسقدر محو ہوئے کہ

دنیا و مافیہا سے بے خبر تھے اسی عالم میں آپکے محترم نانا جان فرشتوں
کی جماعت لیکر میدان کربلا میں تشریف لائے اور حضرت امام حسینؑ
کو بچوں کیطرح گود میں لیکر خوب پیار کیا اور فرمایا اے نور العین میرے بیٹے
حسین میں خوب جانتا ہوں کہ دشمن تمہارے در پے آزار ہیں اور تم کو
قتل کرنا چاہتے ہیں، بیٹا تم صبر و شکر سے اس ساعت کو گذارنا تمہارے جتنے
قاتل ہیں قیامت کے دن سب میری شفاعت سے محروم رہیں گے
اور تمکو شہادت کا بڑا درجہ ملنے والا ہے اور تھوڑی ہی دیر میں تم کربلا
سے چھوٹ جاؤ گے۔ بیٹا تمہارے لئے بہشت سنواری گئی ہے تمہارے
ماں باپ بہشت کے دروازہ پر تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں۔ یہ باتیں
فرماکر پھر حضرت امام عالی مقام کے سر و سینہ پر ہاتھ پھیر کر دعا فرمائی
اے اللہ میرے حسین کو صبر و اجر عنایت فرما۔

بصرہ ازویہ نے کہا حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے
تو آسمان سے خون برسا جب رات بیت گئی اور صبح لوگ بیدار
ہوئے تو ہم لوگوں کے تمام مٹکے اور گھڑے بلکہ تمام برتن خون سے بھرے
ہوئے تھے۔ زہری نے کہا مجھکو خبر پہونچی ہے کہ جس دن حضرت امام حسین
علیہ السلام شہید ہوئے اس دن بیت المقدس سے جو پتھر اٹھایا جاتا
اس سے خون نکلتا۔

ابن جوزی نے کہا کہ آسمان کی سرخی کا راز یہ ہے کہ جب کوئی غصہ
ہوتا ہے تو خون جوش میں آتا ہے اور اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور
اللہ تعالٰی جسم اور عوارض جسم سے منزہ ہے تو اس نے اپنے غصہ کا
اظہار کے واسطے تمام آسمان کو سرخ کر دیا اور یہ بھی روایتوں میں
آیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے قتل کے دن اس طرح سورج گہن
میں آیا کہ دوپہر کو تارے نظر آنے لگے اور لوگوں کو گمان ہو گیا کہ
شاید قیامت آج ہی قائم ہو گئی۔

روایت کیا ابونعیم نے حبیب بن ثابت سے کہ انھوں نے
کہا میں نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر جنوں کو عربی شعر پڑھکر
روتے سنا ہے جس کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ اس روشن چہرۂ مقدس کو
نبی نے بار بار چوما ہے کیا ہی چمک تھی حسین کے چہرہ پر ان کے ماں باپ
قریش کی جان تھے اور ان کے نانا جان تمام جہاں سے بہتر۔

روایت کیا ابونعیم نے طریق حبیب بن ثابت سے کہ ام سلمہؓ
نے کہا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کبھی بھی جنوں
کو روتے ہوئے نہیں سنا مگر آج رات جب جن روئے تو میں نے جانا کہ
کہ میرا بیٹا شہید ہو گیا۔ اپنی لونڈی سے کہا گھر سے باہر نکل کر دریافت
کرو تو معلوم ہوا کہ حسینؑ شہید ہو گئے اور جن یہ شعر پڑھکر رو رہے ہیں۔
ترجمہ۔ اے آنکھ تو جتنا ہو سکے رولے کون روئے گا پھر شہیدوں پر۔

روایت کیا جمیل بن مرہ نے کہ یزید کے لشکر والوں نے حضرت امام حسینؑ کے
لشکر کے کئی اونٹ ذبح کئے اور ان کا گوشت پکایا جو اتنا کڑوا ہو گیا کہ یزید کے
لشکر والے اسکو کھا نہ سکے۔

"اہل بیت اطہار"

ان نفوسِ قدسیہ کو اہل بیت کہا جاتا ہے جو رشتے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ نزدیکی و قریبی ہیں، جن پر حضور کی خاص لطف و عنایت ہے اور جنھیں اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے گندگی سے دور اور پاکی کے ساتھ مخصوص فرما دیا ہے۔

حضرت ابو الحمراء فرماتے ہیں میرا ربط مدینۂ منورہ سے زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سات مہینے تک رہا ہے میں نے ہر فجر کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت علی و فاطمہ کے دروازے پر تشریف لے جاتے اور فرماتے اَلصَّلوٰۃ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ الخ

مندرجہ بالا حوالہ جات سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرات حسنین پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اہل بیت نبوی ہونے کا فخر حاصل ہے۔

ایک مرتبہ آپ حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر کے ساتھ حج کو جا رہے تھے، جس اونٹ پر زادِ راہ تھا پیچھے رہ گیا راستے میں ایک جگہ بھوک و پیاس سے مجبور ہو کر ایک بڑھیا کی جھونپڑی میں تشریف لے گئے۔ فرمایا کچھ پینے کو ہے؟ عرض کیا ہاں۔ اس بڑھیا کے پاس ایک بکری تھی اس کا دودھ دوہ کر حاضر کیا۔ ان حضرات نے پینے کے بعد فرمایا کچھ کھانے کو بھی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تیار نہیں ہے۔ اس بکری کو ذبح کر کے پکا لیجیے۔ چنانچہ بکری ذبح کی گئی

اور پکائی گئی۔ کھانے کے بعد جب واپس ہونے لگے تو فرمایا۔ بڑی بی! ہم خاندان قریش سے ہیں۔ جب اس سفر سے واپس ہونگے ہمارے پاس آنا۔ ہم اس احسان کی اچھی جزا دیں گے۔ یہ فرما کر روانہ ہو گئے، جب اس بڑھیا کا شوہر گھر واپس آیا اور بڑھیا سے سارا واقعہ سُنا تو خفا ہو کر کہنے لگا۔ تو نے بکری ان لوگوں کو کھلا دی جنھیں جانتی بھی نہیں اور کہتی ہے کہ وہ لوگ اہل قریش تھے۔

تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ وہ میاں بیوی مفلسی سے تنگ ہو کر مدینۂ منورہ آ گئے اور اونٹ کی مینگنیاں چن چن کر بیچنے لگے۔ ایک روز بڑھیا کہیں جا رہی تھی۔ حضرت امام حسن اپنے در دولت پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے اس بڑھیا کو دیکھ کر پہچان لیا اور اُسے بلا کر فرمایا۔ بڑی بی مجھے پہچانتی ہو؟ اس نے عرض کیا نہیں، آپ نے فرمایا میں وہ شخص ہوں جو فلاں دن تیرا مہمان ہوا تھا۔ بڑھیا نے بغور دیکھا اور پہچان لیا۔ بولی ہاں ہاں پہچان لیا۔ واقعی آپ ہی میری جھونپڑی میں تشریف لائے تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ نے نوکروں کو حکم فرمایا کہ ایک ہزار بکریاں خرید کر بڑھیا کو دی جائیں۔ چنانچہ ارشاد کی تعمیل کی گئی۔ ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار بھی دیا گیا، پھر امام حسن نے اپنا غلام ساتھ کر کے اس بڑھیا کو امام حسین کے پاس بھیجا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ نے اس سے پوچھا بھائی صاحب نے تمھیں کیا دیا؟ بڑھیا نے جواب دیا کہ ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار آپ نے بھی اسے ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار عطا فرمایا اور بڑھیا کو غلام کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن جعفر کے پاس بھیج دیا،

انھوں نے پوچھا' دونوں بھائیوں نے تمھیں کیا دیا؟ وہ بولی دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار۔ حضرت عبداللہؓ ابن جعفرؓ بھی اسے دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار عطا فرمائے۔ وہ بڑھیا چار ہزار بکریاں اور چار ہزار دینار لے کر اپنے خاوند کے پاس پہنچی اور کہنے لگی' یہ انعام ان سخیوں نے دیا ہے جن کو میں نے فلاں اور فلاں مقام پر بکری کھلائی تھی۔ اب یہی اونٹوں کی مینگنیاں چن کر فروخت کرنے والے میاں بیوی مدینہ کے امیر و کبیر لوگوں میں سے ہو چکے تھے۔

رعائت رسول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حسنین پاک سے بے انتہا پیار تھا۔ حضورؐ فرماتے ہیں اے اللہ! میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی محبوب رکھ۔ حضورؐ حضرات حسنین کے بچپن میں رونے کی آواز سنتے تو بے چین ہو جاتے۔ ایک دن حضورؐ نے حضرات حسنین کے رونے کی آواز سنی' آپ جلدی سے فاطمہ کے گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت زہرا سے فرمایا میرے بیٹے کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ انھیں پیاس لگ رہی ہے اور اس وقت یہاں پانی موجود نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا انھیں ادھر لاؤ۔ چنانچہ حضورؐ نے پہلے حسن کو اٹھایا اور اپنی زبان مبارک انکے منہ میں ڈال دی' حضرت حسن نے حضورؐ کی زبان مبارک چوسنی شروع کی اور انکی پیاس جاتی رہی اور چپ ہو گئے۔ پھر آپ نے حضرت حسین کے ساتھ بھی یہی عمل فرمایا اور آپ بھی خاموش ہو گئے۔

ابو علی فضل بن حسن طبری اپنی کتاب "اعلام الہدیٰ" میں لکھتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم حضور کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ حضرت فاطمہ زہرا روتی ہوئی تشریف لائیں۔ حضور نے فرمایا کیوں رو رہی ہو' عرض کیا یا رسول اللہ حضرات حسنین بہت دیر سے گھر سے باہر گئے ہوئے ہیں اور ابھی تک واپس نہیں ہوئے ہیں۔ اس وقت حضرت علی بھی نہیں ہیں کہ انھیں تلاش کے لئے بھیجوں۔ حضور نے فرمایا فاطمہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب اللہ نے انھیں پیدا کیا ہے تو محفوظ بھی رکھے گا۔ اس کے بعد حضور نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ! اگر حسنین بیابان میں ہوں حفاظت فرما اور اگر دریا میں ہوں سلامتی کے ساتھ کنارے پر لا' اسی وقت حضرت جبرئیل حاضر بارگاہ ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' حضرات حسنین اس وقت حظیرۂ بنی نجار میں ہیں' اللہ نے انکی حفاظت کیلئے دو فرشتوں کو مقرر فرما دیا ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور اسی وقت کھڑے ہو گئے' ہم بھی انکے ساتھ کھڑے ہوئے اور تمام لوگ حظیرۂ بنی نجار میں پہنچے' دیکھتے ہیں کہ حضرات حسنین آرام فرما رہے ہیں اور فرشتہ ایک پر بچھائے ہوئے اور دوسرے سے سایہ کئے ہوئے ہے۔ حضور نے دونوں کا منہ چوم لیا اور اٹھا کر گھر لائے پھر خطبہ فرمایا!

اے لوگو نانا اور نانی کے اعتبار سے تمھیں بہترین مردوں کی خبر نہ دوں؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا حسن حسین کہ انکے جد مکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جدۂ کریمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں' پھر فرمایا تمھیں ماں باپ کے اعتبار سے بہترین مردوں کیطرف

نشاندہی نہ کردوں؟ عرض کیا ہاں اے نبی کریم صلی علیہ وسلم۔ فرمایا حسن و حسین انکے والد حضرت علی اور انکی والدہ ماجدہ حضرت فاطمۃ الزہرا ہیں۔ پھر فرمایا کیا تمھیں بہترین مردوں کی خبر نہ دوں از روئے ماموں و خالہ؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا وہ حسن و حسین ہیں جن کے ماموں حضرت قاسم اور انکی خالہ حضرت زینب ہیں۔ پھر فرمایا تمھیں ایسے بہترین شخص کو نہ بتاؤں جس کے چچا اور پھوپھی بے نظیر ہوں؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا وہ حسن و حسین ہیں، جن کے چچا حضرت جعفر بن ابی طالب اور پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب ہیں۔

عطائے رسول۔ ایک دن حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا دونوں صاحبزادوں کو لیکر بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ان دونوں کو کچھ عطا فرمایا جائے۔ حضور نے فرمایا ہاں اور فرمایا حسن کو میں نے اپنا علم اور اپنی ہیبت عطا کی اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم۔

ذکاوت۔ حضرت امام حسن کے یہاں ایک مہمان آیا اس نے کھانا کھانے کے بعد شربت طلب کیا۔ حضرت امام حسن نے دریافت فرمایا آپ کو کون سے شربت کی خواہش اور کیسا شربت درکار ہے۔ مہمان نے عرض کیا وہ شربت جو نہ ملنے کے وقت جان سے زیادہ عزیز اور قیمتی متصور ہوتا ہے اور مل جانے کے وقت نہایت کم قیمت اور بے وقعت معلوم ہوتا ہے۔ امام حسن نے اپنے غلام

سے فرمایا کہ مہمان پانی مانگتا ہے۔ حاضرین کو آپکی ذہانت پر نہایت حیرانی ہوئی۔

عبادت و ریاضت حج۔ عبداللہ بن عبید بن عمیر فرماتے ہیں کہ امام حسن نے پچیس پاپیادہ حج فرمایا حالانکہ سواری اور باربرداری کیلئے آپکے ساتھ اونٹ رہتے پھر بھی سفر فرماتے۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک باغ سے گذر رہا تھا میں نے دیکھا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسا ہی اچھا باغ ہے۔ حضور نے فرمایا اے علی تیرے لئے جنت میں اس سے بہتر ہوگا اسی طرح ہم سات باغات سے گذرے اور میں اسی طرح کہتا گیا اور حضور بھی یہی فرماتے گئے کہ اے علی جنت میں اس سے بہتر تمہارے لئے باغات ہونگے۔ بعد ازاں حضور علیہ السلام نے اونچی آواز سے رونا شروع کر دیا۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ آپ کیوں روتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے علی تیرے خلاف بعض لوگ اپنے سینوں میں بغض رکھتے ہیں جو میری وفات کے بعد ظاہر کریں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ لوگ اس جہاں سے سلامتی سے جائیں گے۔ حضور نے فرمایا ہاں۔ سلامتی دین کے ساتھ۔ فرمایا ایک قوم خروج کرے گی جس کے افراد ہلاک ہونگے انکی قاعدہ ایک عورت ہوگی اور وہ اہل بہشت سے ہوگی۔

تجرید بخاری صفحہ ۲۶۳ حدیث نمبر ۱۳۵۱ کے مطابق حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب میں سے چند لوگوں کو بائیں جانب لے جانے کا حکم ہوگا تو میں عرض کروں گا کہ میرے اصحاب ہیں جواب دیا جائے گا جب آپ ان سے جدا ہوئے ہیں یہ لوگ اسلام سے پھر گئے تھے۔

حدیث بخاری نمبر ۲۱۲۳ کے مطابق دوسری حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں کھڑا ہونگا کہ میری نظر ایک گروہ پر پڑے گی میں انکو پہچان لونگا تو ایک شخص میرے اور اس گروہ کے درمیان میں ظاہر ہوگا اور اس گروہ سے کہے گا کہ آؤ۔ میں پوچھونگا کہاں کو بلاتا ہے وہ کہے گا یہ لوگ آپکے بعد پھر گئے تھے لہذا مجھکو یہی خیال ہوتا ہے کہ ان میں سے کچھ تھوڑے ہی سے خلاصی پائیں گے۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ ایک دن حضرت زبیر سے بعض راز کی باتیں کر رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

فرمایا تم زبیر سے راز کی باتیں کہتے ہو حالانکہ وہ تمھارے خلاف جنگ جمل میں لڑیں گے اور ظلم کا ارتکاب کریں گے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے جنگ جمل میں حضرت زبیر کو جب وہ باتیں یاد دلائیں تو وہ حضرت علی کے ہمراہ ہو گئے لیکن ایک شخص نے پیچھے سے جا کر آپ کو ایک وار میں شہید کر دیا حضرت مولا علی نے حضرت زبیر کو شہید ہوتے ہوئے دیکھ کر فرمایا زبیر کے قاتل کو عذاب دوزخ کی خبر دو۔

مستند کتب بخاری و ترمذی میں موجود ہے عمار بن یاسر کا قتل کرنے والا اگروہ باغیوں میں سے ہوگا، حضرت مولا علی کے بارے میں روایات صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ جب آپ سواری کرتے وقت گھوڑے کی رکاب پر پیر رکھتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب پر پاؤں رکھتے تو ختم کلام مجید کر لیتے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ گھوڑے پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے۔

جنگ صفین میں آپ مشغول تھے حضرت امیر المومنین مولا علی رضی اللہ عنہٗ کے ساتھیوں کو پانی کی سخت ضرورت پڑی، حالانکہ ہر چند لوگ ادھر ادھر پانی کی تلاش میں دوڑے، پانی دستیاب نہ ہو سکا تو حضرت مولا علی نے فرمایا کلیسا تو ایک لق و دق صحرا میں کلیسا نظر آیا تو آپ نے اس کلیسا میں رہنے والے سے پانی کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کچھ دور پر پانی موجود ہے۔ آپ کے ساتھیوں نے کہا اے امیر المومنین آپ ہمیں اجازت دیجئے شائد طاقت ختم ہونے سے پہلے پانی حاصل کر سکوں، حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہٗ نے اپنے خنجر سے مغرب کی طرف اشارہ فرمایا" اس جگہ کو کھودو، ابھی کچھ زمین کھودی گئی تو ایک بڑا پتھر نکلا جس کو ہٹانے کیلئے

کوئی ہتھیار بھی کارگر نہ ہو سکے۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا یہ پتھر پانی پر واقع ہے ذرا ہمت کر کے اکھاڑ پھینکو، ہر چند کوشش کرتے رہے اس پتھر کو ہلا نہ سکے۔ پھر تو امیر المومنین نے اپنی آستین چڑھا کر ہاتھ لگایا پتھر ہٹایا تو اسکے نیچے سے نہایت ٹھنڈا میٹھا اور صاف پانی نکل آیا پھر تو آپکے تمام ساتھیوں نے پانی پیا اور جتنا چاہا رکھ لیا پھر حضرت امیر المومنین نے اس پتھر کو اٹھا کر چشمہ کے سر پر رکھ دیا اور فرمایا اس پر خاک ڈال دو۔ جب ایک راہب نے یہ سب کچھ دیکھا تو مولا علی کی حضوری میں آیا اور آپ سے معلوم کرنے لگا کیا آپ نبی یا رسول ہیں، حضرت امیر المومنین نے فرمایا نہیں۔ پھر دریافت کرنے لگا آپ کون ہیں۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ خاتم النبیین کا بھائی ہوں راہب کہنے لگا ہاتھ بڑھایئے تاکہ آپکے دست اقدس پر اسلام قبول کروں۔ حضرت مولا علی نے اپنے دست حق پرست پر اس شخص کو اسلام میں داخل کیا۔ حضرت مولا علی نے اسلام میں داخل ہونے کی وجہ دریافت کی، اس نے کہا کہ اے امیر المومنین مجھ سے پہلے یہاں پر کئی راہب رہتے تھے ان کا کہنا تھا یہ پتھر ہٹانے والا پیغمبر یا نبی پیغمبر کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ آپنے پتھر ہٹا دیا تو میری مراد پوری ہو گئی اور مجھے جس چیز کا انتظار تھا وہ مل گئی۔ جب آپ نے یہ بات سنی تو اس قدر روئے کہ آپکی داڑھی کے بال تر ہو گئے، فرمایا ساری تعریف اللہ تبارک تعالےٰ کیلئے ہے۔ پھر تو وہ راہب ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتا، اہل شام کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہٗ

نے اسکی نماز جنازہ پڑھائی اور دعائے مغفرت فرمائی - اور پھر اکثر اس کا ذکر رہتا تھا۔

ایک شخص امیرالمومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام علیک یا حضرت امیرالمومنین' حضرت مولا علی نے جواب دیا وعلیک السلام۔ اس شخص نے کہا میں کلیسا میں رہتا ہوں میرا نام سموم بن یوحنا ہے اور اس کلیسا کیطرف ہاتھ کا اشارہ کیا اور کہنے لگا کہ ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے میراث در میراث چلی آرہی ہے اگر آپ چاہیں تو میں پڑھکر سناؤں اور اگر آپ چاہیں تو حاضر خدمت کروں - حضرت مولا علی رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا پڑھو، اس شخص نے پڑھنا شروع کیا۔ اس کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعت شریف تھی اور آپکے اوصاف حمیدہ تھے۔ اور آخری مضمون یہ تھا" ایک دن دریا کے کنارے وہ شخص اترے گا جو اس زمانہ میں دین اور قرابت داری کے لحاظ سے سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین ہوگا اور وہ اہل مشرق کے ساتھ اہل مغرب سے مقاتلہ کرے گا۔ اسی جگہ آپ کا پڑاؤ پڑا ہے اے امیرالمومنین اور یہ بھی تحریر ہے اس کے سامنے دنیا کی قدر وقیمت ریت سے بھی کم تر ہوگی وہ شدت جنگ میں طوفان سے بھی زیادہ طاقت ور ہوگا کہ نگاہوں میں موت اتنی عزیز ہوگی جتنا شربت ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی مدد اسکے شامل حال ہوگی اور اس کے ساتھ قتل ہونا شہادت ہوگی۔ پھر اس نے کہا جب وہ نبی مبعوث ہوئے تو میں ان پر ایمان لے آیا اور جب کہ آپ نے یہاں پر پڑاؤ ڈالا ہے تو میں آپکی خدمت میں حاضر ہوگیا ہوں۔

تاکہ زندہ یا مردہ آپ ہی کے پاس رہوں۔ اسکی یہ باتیں سن کر امیرالمومنین رو دیئے اور آپکے ساتھ حاضرین بھی رونے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا سب تعریفیں اس ذات اقدس کیلئے ہیں جس نے میرا تذکرہ نیک لوگوں کے صحیفہ میں کیا۔ امیرالمومنین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ اس شخص کا بیحد خیال رکھتے، کھانے پینے میں شریک کرتے جب کہ حضرت معاویہ اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ میں جنگ ہوئی وہ شخص شہید ہوا حضرت مولا علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں رکھا۔

" حضرت مولا علیؓ وادئ جنات میں "

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے، جبکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے دن مکہ معظمہ کو مراجعت فرما رہے تھے اس وقت مسلمان سخت پیاسے تھے جب کسی جگہ سے پانی دستیاب نہ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بمقام جحفہ میں قیام فرمایا اور فرمایا تم میں کون ہے، جو فلاں کنویں پر جاکر مشکیں بھر کر پانی لے آئے تاکہ خدا کا رسولؐ اسے جنت کی ضمانت دیدے ایک شخص اٹھا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں جاتا ہوں۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو ہمراہ کیا حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں میں انکے ساتھ تھا جب ہم کنویں کے قریب پہنچے تو وہاں پر بہت سے درخت دیکھے جن سے طرح طرح کی آوازیں آرہی تھیں اور وہ درخت عجیب طرح کی حرکتیں کر رہے تھے، اُن سے آگ کے شعلے بلند ہوتے ہوئے بھی دیکھے جنکو ہم دیکھ کر خائف ہوئے۔ اس ڈر کے باعث ہم درختوں سے گذر نہ پائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس چلے آئے۔

آقا نے فرمایا وہ جنوں کا ایک گروہ تھا جو تمھیں ڈراتا تھا اگر تم میرے کہنے کے مطابق چلتے رہتے تو تمھیں کوئی تکلیف نہ گذرتی۔ یہ سن کر ایک اور صحابیِ رسول اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں جاتا ہوں، وہ بھی ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے لیکن انکو بھی اسی حالت میں واپس آنا پڑا بری طرح خائف ہوئے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میرے حکم پر عمل پیرا ہوتے تو کوئی مگر وہ چیز تمھارے آڑے نہ آتی اسی حالت میں شام ہو گئی۔ صحابۂ کرام کی پیاس کی شدت اور بڑھ گئی۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مولا علی کو طلب فرمایا۔ اور فرمایا اے علی تم فلاں کنویں سے پانی بھر لاؤ۔ حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں ہم بھی اپنے کاندھے پر مشکیں اور ہاتھوں میں تلواریں لیکر باہر آ گئے حضرت مولا علی ہمارے آگے آگے چلتے گئے اور مندرجہ ذیل رجز پڑھتے گئے!

اَعوذ بالرحمٰن ان اَمیلا۔ عن عزفِ جنِ اظہر تنولا و واقد نبیوا انہا تولا

جب ہم اس جگہ پہونچے تو وہی آوازیں آنے لگیں اور درختوں نے ہلنا شروع کر دیا ہم پر خوف و ہراس چھانے لگا، ہم دل میں کہا علی بھی پہلے دو آدمیوں کی طرح لوٹیں گے اس پر حضرت مولا علی نے مری طرف دیکھا اور فرمایا میرے قدم بر قدم چلے آؤ جو تمکو نظر آ رہا ہے اس سے مت ڈرو دیکھوں کہ اب تم کو کوئی دکھ نہ پہونچے گا۔ جب ہم درختوں کے جھنڈ میں پہونچے تو ان میں آگ کے بھیانک شعلے بلند، ہونا شروع ہوئے، ان شعلوں میں سے کٹے ہوئے انسانوں کے سر دکھنے میں آنے لگے جن سے سخت ہولناک آوازیں آتی تھیں، ان آوازوں سے ہمارے اوسان خطا ہو گئے مگر حضرت مولا علی ان سروں سے گذرتے ہوئے کہتے جاتے تھے میرے قدم بر قدم چلے آؤ دائیں بائیں مت دیکھو اب تم کو کوئی خوف نہیں۔ ہم آپ کے پیچھے چلتے گئے یہاں

تک کہ اس کنویں تک پہونچ گئے۔ ہم نے ایک ڈول کنویں میں ڈالا براء بن مالک نے ایک یا دو ڈول ہی پانی کے نکالے تھے کہ رسی ٹوٹ گئی اور ڈول کنویں میں گر گیا۔ کنویں سے قہقہوں کی آوازیں آتی رہیں۔ حضرت مولا علی نے فرمایا، ہے کوئی جو لشکر اسلام میں جا کر ایک رسی اور ڈول لے آئے۔ ساتھیوں نے کہا ہمارے بس سے باہر ہے کہ ہم ان درختوں کے درمیان سے گذریں۔ حضرت مولا علی نے کمر پر پٹکا باندھ کر کنویں میں اتر گئے۔ قہقہوں کی آوازیں اور زوردار لہجے میں آنے لگیں۔ جب مولا علی کنویں کے درمیان پہونچے تو آپ کا پیر پھسل گیا اور آپ نیچے گر گئے، کنویں میں عجیب وغریب غلغلہ اٹھا اور اس طرح آواز آنے لگی جیسے کسی کا گلا گھونٹا جا رہا ہو۔ اچانک حضرت علی اللہ اکبر اللہ اکبر انا عبد اللہ و اخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکار اٹھے اور کہا مشکیں نیچے ڈالو۔ آپنے تمام مشکیں پانی سے بھر لیں اور انکے منہ باندھے اور ایک ایک کر کے باہر نکال لیں بعد ازاں آپ نے دو مشکیں اٹھائیں اور ہم نے صرف ایک ایک۔ جب ان درختوں کے قریب پہنچے تو جو کچھ پہلے ہم نے دیکھا یا سنا تھا وقوع میں نہ آیا اور ہم آسانی سے درختوں سے گذرنے لگے لیکن ابھی کچھ دور چلے تو ہمیں ایک ہی آواز سنائی دی۔ ہاتف نے حضور علیہ السلام کی نعت اور حضرت علی کی منقبت پڑھنا شروع کی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس آکر تمام قصہ سنایا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہاتف عبد اللہ جن تھا جس نے بتوں کے شیطان کو کوہ صفا میں قتل کیا تھا

یہ واقعہ ۶ھ میں ہوا اسوقت سولہ سو صحابی موجود تھے اور سب ایک درخت کے نیچے آپ نے بیعت لی تھی اسوقت یہ آیت نازل ہوئی تھی

اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ؕ

آقا اگر چاہتے تو ممد راٹھ کر قدم ناز بکڑتا بجوں کر ساری کائنات آپکے تابع ہے اور رہے گی۔

ایک دن حضرت مولا علی نے حاضرین مجلس کو قسم دی کہ جس نے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے جو میرے لئے ہے "من کنت مولاہ فعلیؓ مولا" وہ گواہی دے، اسوقت انصار میں بارہ افراد موجود تھے، ان لوگوں نے گواہی دی لیکن ایک شخص جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث مبارکہ سنی تھی، گواہی نہیں دی۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تم گواہی کیوں نہیں دیتے تم نے بھی تو یہ حدیث سنی تھی۔ وہ کہنے لگا سنی تھی لیکن میں بھول گیا ہوں۔ حضرت مولا علی نے دعا کی کہ اے مالک بے نیاز اگر یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے تو اسکے چہرہ پر برص کے نشان ظاہر کر دے جس کو عمامہ بھی نہ ڈھانپ سکے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے بخدا وہ شخص دیکھا ہے اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان برص کا نشان تھا۔

مقام کربلا کی نشاندہی حضرت مولا علی نے براء بن عازبؓ سے فرمائی کہ میرے لخت جگر حسینؑ کو تیری آنکھوں کے سامنے لوگ شہید کریں گے تو براء کہنے لگے کہ حضرت علی نے سچ فرمایا تھا۔ حسین علیہ السلام شہید ہو گئے اور میں انکی کوئی مدد نہ کر سکا، وہ کہتے ہوئے اظہار ندامت کیا کرتے تھے۔

اور ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سرزمین کربلا سے گذر رہے تھے۔ آپ روتے ہوئے ادھر ادھر دیکھتے اور کہتے بخدا حسین کی شہادت اور اونٹوں کے مرجانے کی جگہ یہی ہے۔ آپکے ہمراہی نے دریافت کیا یہ کون سا مقام ہے آپ نے فرمایا یہ کربلا ہے۔ یہاں پر ایک جماعت کو شہید کیا جائے گا جو بغیر حساب وکتاب جنت الفردوس میں داخل ہونگے۔ یہ کہکر وہاں سے چلے آئے اور کسی کے ان باتوں کی تاویل سمجھ میں نہ آئی یہاں تک کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ سامنے آیا۔

مذہب اسلام میں عدل و انصاف کا یہ حال ہے۔ اس مذہب میں خواہ اپنا ہو یا غیر، غریب ہو یا امیر، آقا ہو کہ غلام، مالک ہو یا ملازم مرد ہو یا عورت، اپنے وقت کا شہنشاہ یا اسکی رعایا۔ مذہب اسلام سے ہو یا غیر مذہب، اپنا ہو یا بیگانہ ہر ایک کے ساتھ عدل و انصاف ضروری ہے اور یہی ہمارے اسلاف کا دستور رہا ہے۔ اگر خلفائے اربعہ کا ذکر شروع کر دوں تو ظاہر ہے کتاب نہ جانے کہاں پہونچے۔ لیکن مقصد اور ہی ہے۔۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام جذبۂ اخلاق و انصاف اور بھائی چارہ کو لیکر بہت جلد دنیا پر چھا گیا۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی ایک زرہ چوری ہو گئی کچھ روز بعد وہ زرہ ایک یہودی کے پاس سے برآمد ہوئی حضرت مولا علی نے فرمایا کہ یہ زرہ تو میری ہے۔ یہودی نے کہا اگر آپکی ہے تو عدالت میں دعویٰ کیجئے اور گواہ پیش کیجئے۔ چنانچہ حضرت شیر خدا نے قاضی شریح کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔ دونوں مدعی و مدعا علیہ کی حالت میں عدالت میں پیش ہوئے قاضی صاحب نے بغیر کسی رعایت کے دونوں سے بیان لئے اور حضرت، امیر المومنین سے گواہ طلب کئے۔ حضرت حیدر کرار نے اپنے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور اپنے غلام قنبر کو عدالت میں پیش کیا۔ اسد اللہ الغالب کے نزدیک اپنے بیٹے اور غلام کی گواہی جائز تھی لیکن قاضی صاحب نے یہ گواہی نہ مانی اور مقدمہ خارج کر دیا۔ حضرت مولا علی جب عدالت کے باہر تشریف لائے تو یہودی نے آپکے چہرۂ مبارکہ کو دیکھا اور پھر بغور دیکھا تو اسے کوئی رنج و ملال اور غصہ آپکے چہرہ سے ظاہر ہوتے ہوئے نہیں دکھائی دیا۔ یہودی خیال کرنے لگا کہ یہ تو امیر المومنین ہوتے ہوئے بھی غصہ نہ ہوئے۔ اسکو بعد تعجب ہوا اور خیال کرنے لگا کس چیز نے آپکو اس بات سے روکا۔

اس سوال کا جواب یہودی کے دل ہی نے دیا "مذہب اسلام نے" لہٰذا یہودی فوراً مولا علی کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کیا حضور میں نے آپکی زرہ لی تھی۔ لیکن اب تو آپنے میرا دل لے لیا ہے۔ آقا آپ اپنا دست اقدس بڑھائیے اور مجھے بھی مذہب اسلام میں داخل فرمالیجئے۔ اس طرح آپ نے یہودی کو دائرہ اسلام میں داخل فرمالیا۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے دور خلافت میں ایک نوجوان گھبرایا ہوا آپکی بارگاہ میں پہونچا اور آپ سے عرض کرنے لگا کہ اے امیرالمومنین میرا انصاف کیجئے۔ بتانے لگا میری ماں نے ۹ ماہ تک مجھے اپنے شکم میں رکھا۔ میری پیدائش سے لیکر دو سال تک دودھ پلایا اور میں جب جوان ہوگیا تب ایک دن گھر سے بری طرح سے نکال دیا اور اب یہ کہ میری فرزندی کا انکار کرتی ہے اور یہ بھی کہتی ہے میں تم کو پہچانتی بھی نہیں۔ خدارا آپ میرا انصاف کریں۔ آپ نے دریافت کیا۔ تیری والدہ کہاں رہتی ہے۔ نوجوان کہنے لگا فلاں قبیلہ کے فلاں مکان میں رہتی ہے۔ امیرالمومنین نے حکم دیا اس نوجوان کی ماں کو میرے سامنے لایا جائے۔ وہ عورت اپنے چار بھائیوں اور کچھ مصنوعی گواہوں کے ہمراہ پیش ہوئی۔ بھائیوں اور گواہوں نے قسم کھا کر گواہی دی اور کہا کہ یہ نوجوان جھوٹا ہے اور جس کا دعویٰ کر رہا ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اس عورت کو ذلیل کریں۔ حالانکہ اس عورت کا ابھی نکاح نہیں ہوا ہے پھر یہ بچہ کہاں سے پیدا کرلی یہ عورت اب تک پاک دامن ہے۔ امیرالمومنین نے اس نوجوان سے فرمایا اب تم کیا کہتے ہو اس نوجوان نے قسم کھا کر عرض کیا کہ یہ میری

ماں ہے اس عورت نے مجھکو جنا دودھ پلایا پھر گھر سے نکالا یہ سن کر پھر آپ نے فرمایا' اے عورت یہ لڑکا کیا کہتا ہے۔ عورت بولی اے مومنوں کے سردار، میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں اسکو پہچانتی بھی نہیں اور نہ یہ جانتی ہوں کہ یہ نوجوان کس خاندان سے ہے۔ یہ مجھے خوامخواہ ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ میں ایک اچھے خاندان کی لڑکی ہوں اور ابھی تک کنواری ہوں۔ دوسری بار پھر گواہوں نے عرض کیا کہ امیرالمومنین جو کچھ یہ عورت کہتی ہے وہ صحیح ہے۔

امیرالمومنین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا انشاءاللہ میں تمہارے درمیان ایسا فیصلہ نافذ کروں گا جو بہتر ہی ہوگا۔ آپ نے فرمایا اے عورت تیرا کوئی ولی ہے۔ کہنے لگی کیوں نہیں یہ میرے بھائی ہیں امیرالمومنین نے اسکے بھائیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جو میں تم سے کہوں کیا تم سب قبول کروگے، چاروں بھائیوں نے عرض کیا اے امیرالمومنین آپ جو فرمائیں گے ہم سب کو منظور ہے۔ امیرالمومنین نے فرمایا تب تو یہ اچھا ہے کہ اس عورت کا نکاح چار سو نقد درہموں کے مہر پر اپنے مال سے کردوں،' آپنے اپنے غلام قنبر کو بتایا فلاں جگہ پر میرے چار سو درہم رکھے ہیں لے آؤ۔ قنبر نے فوراً حکم کی تعمیل کی تب امیرالمومنین نے فرمایا اے نوجوان' ان درہموں کو اپنی ہونے والی عورت کی گود میں ڈال دو اور جاؤ نکاح کرکے اس حالت میں حاضر ہونا جبکہ تم پر غسل واجب ہوجائے یہ سن کر عورت تیز آواز سے چیخنے لگی۔ اے امیرالمومنین پھر تو میرا ٹھکانہ جہنم ہوگا امیرالمومنین یہ سچ ہے کہ یہ نوجوان میرا بیٹا ہے، بخدا یہ میرا ہی فرزند ہے میرے بھائیوں نے ایک کمینے شخص سے میرا عقد کردیا تھا جس سے میں نے یہ بچہ جنا اور بھائیوں کی مرضی سے میں نے اس لڑکے کو گھر سے نکالا تھا اے امیرالمومنین بخدا یہ میرا ہی لخت جگر ہے۔

سیب اٹھایا جس کی ایک جانب یہ تحریر تھا۔ ھٰذہٖ ھدیۃ من اللہ الحنان المنان لعثمان بن عفان یعنی یہ خدا تعالےٰ کا تحفہ عثمان بن عفان کیلئے ہے اور دوسری طرف یہ لکھا ہوا تھا من البغض عثمان الآخر یعنی عثمان کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طباق سے ایک اور سیب اٹھایا جس کی ایک جانب یہ لکھا ہوا تھا ھٰذہٖ ھدیۃ من اللہ الغالب لعلی بن ابی طالب یعنی خدائے غالب کا تحفہ ہے علی بن ابی طالب کے لئے اور دوسری جانب یہ تحریر تھا من البغض علیاً لم یکن للہ والناس۔ یعنی علی کا دشمن خدا کا دوست نہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عبارات کو پڑھ کر اللہ کی بعد حمد و ثنا کی

تو سن لو انکے دشمن پر بھی خدا کی لعنت ہے اسکے بعد فرمایا علی کہاں ہیں۔ حضرت علی بولے یا رسول اللہ علی حاضر ہے تو حضور نے علی کو بھی اپنے سینۂ مبارکہ سے لگایا پیشانی کو چوما اور بلند آواز میں فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ یہ علی ابن ابی طالب ہیں مہاجرین و انصار کے شیخ و برگزیدہ ہیں۔ یہ میرے گوشت و خون ہیں یہ اللہ کے دشمنوں کیلئے تلوار ہیں۔ یہی شیر خدا ہیں۔ پس سن لو انکے دشمنوں پر خدا کی لعنت اور اس سے میں بری ہوں اور خدا بھی بری ہے۔ جو شخص خدا اور رسول سے بیزاری چاہے وہ علی سے بیزار ہو۔

رسولِ خدا و خلفائے اربعہ

ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک طباق لیکر آئے جو جنت کے سیبوں سے بھرا ہوا تھا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ اسمیں سے اس شخص کو عنایت کیجئے جو آپکو پیارا ہو۔ یہ طباق نورانی خوان پوش سے ڈھکا ہوا تھا۔ حضور نے اپنے دستِ اقدس اسمیں داخل کرکے ایک سیب نکالا دیکھتے کیا ہیں کہ اسکے ایک جانب یہ لکھا ہوا ہے۔ ھٰذہٖ ھدیۃ من اللہ لابی بکر الصدیق یعنی یہ تحفہ ابو بکر صدیق کیلئے ہے اور دوسری جانب لکھا ہوا ہے من البغض الصدیق فھو زندیق یعنی صدیق سے بغض رکھنے والا بے دین ہے۔ پھر آپنے دوسرا سیب اٹھایا اسکی ایک جانب یہ لکھا ہوا تھا۔ ھٰذہٖ ھدیۃ من الوھاب لعمر بن الخطاب یعنی یہ تحفہ ہے اللہ تبارک تعالےٰ کیطرف سے عمر بن خطاب کیلئے۔ دوسری جانب لکھا ہوا تھا من البغض عمر فھو فی النار مثواہ یعنی عمر کے دشمن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ بعد ازاں ایک اور

دعوتِ بے مثال

ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ میرے مکان پر آپ تشریف لے چلیں آپ کی دعوت ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا اور جس کو آپ ہمراہ لے آئیں کرم ہوگا۔ لہٰذا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے چلنے لگے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم ناز شمار کرنے لگے جب کہ حضور نے عثمان غنی کو یہ دیکھا تو دریافت کیا' یہ کیا ہے اے عثمان تب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے ہر قدم کے عوض میں آپکی تعظیم وتوقیر کی خاطر ایک ایک غلام آزاد کردوں چنانچہ حضرت عثمان کے مکان تک حضور کے جس قدر قدم مبارک پڑے اسی قدر حضرت عثمان غنی نے غلام خرید کر آزاد کیے۔ جب یہ دعوت ہو چکی تو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ اپنے مکان پر تشریف لے گئے تو حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ آپ بہت مغموم ہیں۔ آپنے معلوم کیا تو حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے فاطمہ میرے بھائی عثمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شاندار دعوت کی ہے۔ اور آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک قدم ناز کے بدل میں عثمان غنی نے غلام آزاد کیے ہیں، کاش ہم بھی اپنے آقا کی اسی قسم کی کوئی دعوت کرتے تو اچھا ہوتا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ جائیں اور حضور کو دعوت

دے آئیں، حضرت مولا علی نے فرمایا اے فاطمہ تم یہ کیا کہتی ہو۔ اے فاطمہ تم اس قدر انتظام اور ایک ایک قدم کے بدلے ایک ایک غلام آزاد کرنا یہ سب کیسے ہوگا۔ تو حضرت دختر رسول نے فرمایا انشاء اللہ تعالٰی یہ سب کچھ ہوجائے گا۔ اب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آقا کی خدمت میں حاضر ہو کر دعوت کیلیے کہا۔ آقا نے علی کی دعوت قبول فرمالی۔ اور اپنے اصحاب کے ساتھ اپنی چہیتی بیٹی کے مکان پر تشریف لے چلے۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان پر پہونچے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سب کو بٹھایا اور خود خلوت میں تشریف لیجاکر سجدہ میں گئیں اور اللہ تبارک تعالٰی سے عرض کیا کہ میرے اللہ تیری فاطمہ نے تیرے محبوب اور محبوب کے اصحاب کی دعوت کی ہے اور تیرے محبوب کی بیٹی کو تجھ ہی پر بھروسہ ہے۔ یا الٰہی میری لاج رکھ اور اس دعوت کے کھانے کا تو انتظام فرما۔ یہ دعا مانگ کر دختر رسول نے ایک خالی ہانڈی چولھے پر رکھدی اور رو رو کر اپنے پروردگار سے دعا کرنے لگیں' الٰہی تو اپنی بندی فاطمہ کو شرمندہ نہ کرنا۔ یہ عرض کرنا تھا کہ خدائے تعالٰی کا دریائے کرم جوش میں آیا اور جبرائیل کو حکم دیا اس ہانڈی کو جنت کے کھانے سے بھردو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہانڈی کو دیکھا تو کھانے سے بھرا پایا پھر تو سب کو کھانا پہونچانا شروع کیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب جب کھانا تناول فرما چکے پھر بھی ہانڈی ہی بھری دیکھی گئی کچھ کم نہ ہوا تو آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے جانثارو تم جانتے ہو یہ کھانا کہاں سے آیا ہے، صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا یہ کھانا اللہ نے ہم سب کیلیے جنت سے بھیجا ہے۔ جانثاران رسول بہت خوش ہوئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پھر خلوت میں گئیں اور سجدے

ہیں جا کر یہ دعا کرنے لگیں کہ اے اللہ عثمان نے تیرے محبوب کے ایک ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام آزاد کیا ہے اور تیری بندی میں اتنی استطاعت نہیں ہے اے میرے مولا جہاں تو نے میری خاطر جنت سے کھانا بھیج کر میری لاج رکھ لی وہاں تو میری خاطر اپنے محبوب کے قدموں کے برابر جتنے قدم آپ میرے گھر چل کر تشریف لائے ہیں اپنے محبوب کی امت کو جہنم سے آزاد کر دے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب دعا سے فارغ ہوئیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ بشارت دی ہے کہ آپکی صاحبزادی کی دعا قبول فرماتے ہوئے ہم نے آپکے ہر قدم کے عوض ایک ہزار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کر دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ حسنین پاک کو پیار کر رہے ہیں اور یہ بھی دیکھا ان دونوں کو چوم رہے ہیں۔ ایک شخص نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ میرے دس بچے ہیں مگر میں نے انکو کبھی نہیں چوما اور نہ پیار کیا۔ آپنے اسکی طرف دیکھکر کہا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا "بخاری و مسلم۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے چند بار سنگ اسود کو چوما لہٰذا امت پر واجب قرار دیا گیا اس پتھر کا چومنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس پتھر میں یہ صفت پیدا ہو گی کہ مسلمان قیامت تک اسکو چومتے رہیں اور گناہوں سے پاک ہوتے رہیں۔ میرے آقا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جانے کس قدر حسنین پاک کو پیار کیا اور چوما بڑی شفقت اور محبت سے: کیا حسنین پاک میں کوئی صفت نہ پیدا ہوئی؟ ارے نادانوں تمکو کیا خبر، حسنین پاک سے جسکو نسبت رہی اس خوش نصیب کو رسول خدا سے نسبت ہے، جو ان سے منسوب وہی محبوب خدا کو محبوب

"جنگلی درندہ اور مولا علی کی انگوٹھی"

ایک شخص نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہٗ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اب میرا ارادہ سفر کرنے کا ہے مگر میں جنگلی درندوں سے ڈرتا ہوں حضرت نے فرمایا میں تمکو اپنی ایک انگوٹھی دیتا ہوں وہ تم اپنے پاس رکھنا اور تم آرام سے سفر کرنا کوئی خوف کرنیکی ضرورت نہیں اسلئے میری انگوٹھی تمھارے پاس ہوگی۔ اگر کوئی خوفناک درندہ تم کو دکھائی دے تو اس جانور سے کہدینا کہ علی بن ابو طالب کی انگوٹھی میرے پاس ہے۔ لہٰذا اس مرد مومن نے سفر کرنا شروع کیا۔

مسافر کا بیان ہے کہ اتفاق سے راہ میں ایک جنگلی درندہ نے مجھ پر حملہ کیا نے دوڑا میں نے فوراً پکار کے کہا اے درندے یہ دیکھ میرے پاس علی بن ابو طالب کی انگوٹھی ہے۔ درندے نے میری بات سنی اور انگوٹھی دیکھی تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر وہاں سے جنگل کی طرف دوڑتا ہوا چلا گیا۔ جب میں سفر سے واپس آیا تو امیر المومنین سے اس درندے کا سارا حال سنایا، تو آپ نے فرمایا کہ اس درندے نے آسمان کی طرف منہ کرکے یہ قسم کھائی کہ اپنے رب کی قسم اس علاقہ میں ہرگز نہ ہوں گا اس لئے کہ ایسا نہ ہو جو وہ میری شکایت علی بن ابو طالب سے کریں۔

"رسول خدا کا اعلان حق"

ایک وقت ایسا آیا کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان فرمائی پھر فرمایا ابو بکر کہاں ہیں حضرت ابو بکر بولے میں حاضر ہوں یا رسول اللہ، فرمایا میرے

پاس آؤ۔ حضرت ابو بکر حضورؐ کے پاس پہونچے تو آپ نے سینے سے لگایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور پھر بلند آواز سے فرمایا کہ اے مسلمانوں کے گروہ یہ ابو بکر صدیق ہیں مہاجرین و انصار کے بزرگ و شیخ ہیں یہ میرے سچے دوست و ہمدرد ہیں، جس وقت لوگوں نے مجھے جھٹلایا انھوں نے میری تصدیق کی اور اپنے مال و جان سے میری خیر خواہی کی، میری خاطر بلال کو خریدا اور اسکو آزاد کیا تو سن لو انکے دشمن پر خدا کی لعنت ہو خدا تعالےٰ ایسے شخص سے بیزار ہے اور میں بھی بیزار ہوں تم لوگوں کو چاہئے یہ میرا اعلان سب کو سنا دو۔

پھر فرمایا عمر کہاں ہیں حضرت عمر بولے میں حاضر ہوں میرے آقا، فرمایا میرے قریب آؤ تو عمر حضور کے قریب ہوئے، عمر کو بھی اپنے سینے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پھر بلند آواز سے فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت یہ عمر بن خطاب مہاجرین و انصار کے شیخ و بزرگ ہیں۔ یہی وہ ہیں کہ جن کے دل اور زبان پر خدا نے حق نازل فرمایا اور سچ بات کہنے سے نہیں رکے۔ ان اللہ لاینطق علی لسان عمر خدا کی زبان سے بات کرتے ہیں، تو سن لو جوان کا دشمن ہے خدا اس سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی بیزار اور اس شخص پر خدا کی مار ہو۔

پھر فرمایا عثمان کہاں ہیں۔ حضرت عثمان بولے حضور میں حاضر ہوں، فرمایا میرے پاس آؤ حضرت عثمان حضور کے پاس ہوئے تب حضور نے انھیں بھی اپنے سینے سے لگایا اور پیشانی کو چوم کر بلند آواز سے فرمایا یہ عثمان مہاجرین و انصار کے شیخ و بزرگ ہیں جن سے آسمان کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ یہی وہ ہیں جن کے نکاح میں، میں نے خدا کے حکم سے اپنی دو بچیاں دیں۔ اور انکو اپنا داماد بنایا

کسے را میسر نہ شد ایں سیادت
بہ کعبہ ولادت و مسجد شہادت

علی وہ ہیں جن کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے علی وہ ہیں جن کو رسول اللہ نے اپنا بھائی کہا۔ علی وہ ہیں جن کو اللہ کے رسول نے اہل بیت کہا ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو امام الاولیا ء سیدنا حیدر کرار مولائے کائنات فرمایا۔ اور فرمایا ہم علم کے شہر ہیں علی اس کا دروازہ ہیں۔ آقا نے فرمایا ہم حکمت کا گھر ہیں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ جس کے ہم مولیٰ علی بھی اس کے مولا۔ علی ہم سے ہیں اور ہم علی سے ہیں اور ہمارے بعد تمام مومنوں کے ولی ہیں۔ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ علی حق کے ساتھ ہیں حق علی کے ساتھ اور فرمایا اے علی تم میرے امت کے امام۔ فرمایا تم جنت اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ہو۔ وہ شخص جھوٹا ہے جو محبت کا دعویٰ کرے اور تم سے محبت نہ کرے۔ بہر نوحضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی سرداری و سلطانی مسلّم ہے۔ آپ کی شان و حالات بیان کرنے کیلئے تو ہزاروں دفتر ناکافی ہیں۔ تو پھر ان چند اوراق میں کیا عرض کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ کو دیکھ کر مسکرائے آپ نے دریافت کیا اے صدیق آپ بتائیں آپ کیوں مسکرا رہے ہیں صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا مجھے اپنے آقا کی ایک بات یاد آگئی جس کی وجہ سے میں خوش رہا ہوں مولیٰ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے فرمایا وہ بات مجھے بتایئے تو صدیق رضی اللہ نے بتایا ایک بار رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ جنت میں وہی لوگ جا سکیں گے جن کو علی اجازت دیں گے یہ سن کر مولیٰ علی رضی اللہ نے فرمایا آپ نے بالکل بجا فرمایا لیکن حضور نے یہ بھی تو کہا تھا اے علی تم اسی سعادت مند کو اجازت دینا جس کے دل میں صدیق اکبر کی محبت ہے۔

یاتی بیوم القیمۃ کل امۃ عطاشا الا من احب ابابکر و عمر و عثمان و علی۔

قیامت کے روز تمام جماعتیں پیاسی اٹھیں گی بجز ان لوگوں کے جو لوگ ابوبکر و عمر و عثمان و علی کو دوست رکھیں گے وہ لوگ پیاسے نہ ہونگے۔

آج دنیا میں کون سا ایسا عاشق رسول ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی سے واقف نہ ہو ان کے علم و فضل کرم کا ہر مسلمان قائل ہے بہت سے صحابہ کی مقدس جماعت میں آپ ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ احادیث کا بہت سا ذخیرہ آپکی سے ملت اسلامیہ کے پاس موجود ہے۔ آپ ذات گرامی عشق رسول میں غرق تھی اور ہر اس چیز کی انتہائی زیادہ توقیر و تعظیم کیا کرتے تھے جس کا تعلق آقا سے ہو خاندان نبوت کی محبت و تعظیم آپ اپنے ایمان کا حصہ مانتے تھے حضرت مولا کائنات سے بے حد محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ جنگ صفین میں الگ رہنے کے باوجود مولا علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے لیکن کھانا معاویہ کے دسترخوان پر کھاتے تھے یہ سوال سنکر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تڑپ اٹھے اور کہنے لگے تم سچ کہتے ہو اے شخص حقیقت یہی ہے نماز کی حقیقی لطف اور حقیقت علی کے پیچھے ہی حاصل ہوتی ہے اور کھانے کی لذت معاویہ کے دسترخوان پر ملتی ہے۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ اپنے مکان پر جب تشریف لیگئے تو فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا نے کہا، میں نے سوت کاتا ہے آپ اسکو بازار میں فروخت کر کے آٹا لے آئیے تو میں روٹی پکا کر بچوں کو کھلاؤں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس سوت کو بازار میں چھ دینار میں بیچ ڈالا اور چاہتے تھے کہ آٹا خریدوں۔ فوراً ایک سائل نے آپ سے سوال کر دیا آپنے ان دیناروں کو سائل کو دیدیا ابھی کچھ وقت گذرا تھا کہ ایک اعرابی اور کہنے لگا: "یہ میری اونٹنی خرید لیجیے" آپنے فرمایا، "میرے پاس پیسے نہیں ہیں" اعرابی نے کہا پیسے پھر دیدینا۔ یہ کہہ مہار آپکے ہاتھ میں دیدی اور خود چلا گیا۔ اب دوسرا اعرابی آیا اور کہنے لگا۔ اے علی یہ اونٹنی مجھے دیدو اور تین سو دینار لے لو وہ تین سو دینار نقد دیکر چلا گیا حضرت علی نے پہلے اعرابی کو بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ آپ تشریف لائے دیکھا کہ

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی کے ہمراہ تشریف فرما ہیں۔ آقا علی کو دیکھ کر مسکرائے اور کہنے لگے "اے علی اونٹنی کا قصہ تم سناؤ گے یا خود تم ہم سے سنو گے؟" حضرت علی نے فرمایا "یا رسول اللہ آپ ہی فرمائیں" تو آپ نے فرمایا کہ پہلا اعرابی جبرئیل تھے اور دوسرا اعرابی اسرافیل تھے اور وہ اونٹنی بھی جس پر سوار ہو کر فاطمہ جنت میں جائے گی۔ اے علی تمہارا ایثار جو تم نے چھ دینار سائل کو دیئے تھے اس کا اجر اونٹنی کے خرید و فروخت کا بہانا تھا۔"

اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی اور آپ کا سر مبارک حضرت علی کی گود میں تھا اور حضرت نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تم نے نماز پڑھی ہے۔ آپنے فرمایا نہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ علی تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا آفتاب کو اس پر واپس فرما اسماء کہتی ہیں کہ آفتاب غروب ہو کر پھر واپس آیا جس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پر پھیل گئی یہ واقعہ صہبا کے مقام پر ایک دو میل کے فاصلہ خیبر میں ہوا۔

ایک بار مضر جو کہ توریت کا عالم تھا حضرت امیر المومنین مولی علی سے کہنے لگا "کیا آپ میرے چند سوالوں کا جواب دیں گے؟" آپ نے فرمایا "کہ وہ تمہارے کون سے سوالات ہیں؟ تم بیان کرو میں ان کا جواب دوں گا۔ کہنے لگا "کہ وہ کون سا مرد ہے جسکی ماں ہے نہ باپ؟" اور وہ کون سی عورت ہے جس کا نہ باپ نہ ماں؟ اور وہ کونسا مرد ہے جسکی ماں تو ہے اور باپ کوئی نہیں؟ وہ کون سا پتھر ہے جس سے جانور پیدا ہوا؟ وہ کون سی عورت ہے جس نے ایک دن میں صرف تین گھڑیوں میں بچہ پیدا کیا؟ وہ کون سے دو دوست ہیں جو آپس میں کبھی دشمن

ہوں گے؟ اور وہ کون سے دو دشمن ہیں جو آپس میں کبھی دوست نہ ہوں گے؟ یہ سوالات سن کر حضرت علی نے فرمایا "تو تم ان سوالوں کا جواب سنو وہ مرد جسکا باپ ہے نہ ماں وہ آدم علیہ السلام ہیں۔ اور وہ عورت جسکی ماں ہے نہ باپ وہ عورت حوا ہے اور ایک وہ جس مرد کی ماں تو ہے باپ نہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور وہ پتھر جس نے جانور جنا وہ پتھر ہے جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پیدا ہوئی اور ایک وہ عورت جس نے ایک ہی دن تین گھڑیوں میں بچہ جنا وہ مریم ہیں جن کو ایک گھڑی حمل ٹھہرا دوسری گھڑی میں درد زہ ہوا اور تیسری میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوئے۔ اور وہ دو دوست جو آپس میں کبھی دشمن نہ ہوں گے وہ جسم اور روح ہے اور وہ دو دشمن جو آپس میں کبھی دوست نہ ہوں گے وہ موت اور حیات ہے" یہ سارے جوابات سنکر مفسر بولا "یا علی بیشک آپ نے صحیح جوابات دیئے ہیں آپ واقعی مدینۃ العلم علی بابھا ہیں"

حسن بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "اے انس تم سید العرب کو میرے پاس بلا لاؤ" تب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی "اے میرے آقا کیا آپ سید العرب نہیں ہیں؟" رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی سید العرب ہے اور میں سید الاولاد آدم ہوں" جب کہ مولے علی حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ یا معشر الانصار کیا تم کو ایسا شخص بتلاؤں؟ اگر تم اس سے جڑے رہو تو کبھو گمراہ نہ ہو گے۔ وہ شخص علی ہے اسکو میری محبت کی بنا پر دوست رکھو اور میری بزرگی کی وجہ سے اُن کی تعظیم کرو جو بات میں تم سے کہہ رہا ہوں اس بات کا اظہار خدا کی طرف سے ہے جبرئیل مجھے حکم دے گئے ہیں" (طبرانی)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

فرماتے ہوئے سنا آپ نے ایک جنگ کے سلسلہ میں مولیٰ علی کو بھیجا تھا کہ آپ کی طبیعت علیل ہوئی تو آپ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرما رہے تھے اے خداوند تو مجھے اسوقت تک موت نہ دیجو جب تک علی کو نہ دکھلا دے۔ (ترمذی)

ربیع الاول کا مہینہ تھا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہوئے تو آپ نے سب بیبیوں کے گھر جانے کی باری ترک نہیں کی مگر چاہتے تھے کہ سب اکٹھی ہو جائیں اور حجرۂ عائشہ میں رہوں تو سب بیبیاں حاضر ہوئیں اور عرض کیا "یا رسول اللہ ہم سب اس بات پر راضی ہیں کہ آپ حجرۂ عائشہ میں رہیں" اس بات سے آپ بہت خوش ہوئے اور ان سب کے لئے دعا کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز فاطمہ حالت بیماری میں حضور کے پاس آئیں تو آپ نے دائیں جانب بٹھا لیا پھر کوئی راز کی بات بتائی فاطمہ رُو پڑیں حضور نے کوئی دوسری بات فرمائی تو حضرت فاطمہ ہنس پڑیں تو میں فاطمہ سے دریافت کیا فاطمہ! ہنسنے اور رُونے کا کیا سبب ہے؟ اس راز سے مجھے آشنا نہ کیا جب کہ میرے آقا کا وصال ہو گیا اور کچھ دن گذر گئے تو پھر میں نے فاطمہ سے پوچھا کہ اے فاطمہ اب تو بتا دو کہ اس دن تم پہلے رُو پڑی تھی اور پھر ہنسی تھی آپ نے فرمایا پہلے مجھ سے کہا کہ جبرئیل ہر سال رمضان شریف کے موقع پر ایک قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے اس سال دو قرآن پاک سنائے معلوم ہوتا ہے کہ میرا وقت قریب ہے یہ سن کر میں رُو دی اور حضور نے فرمایا میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے آ کر ملو گی۔

(بخاری شریف) ص ۵۱۲

جب بیماری نے بہت ستایا تو چلنے پھرنے سے لاچار ہو گئے۔ حضرت بلال نے اذان دی صحابۂ کرام نماز کیلئے مسجد میں اکٹھے ہوئے مگر آقا بیماری کے سبب سے نہ پہنچ سکے۔ بلال آپ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں اجازت

چاہتا ہوں اندر آنے کی آپ کو اجازت مل گئی بارگاہ رسول میں سلام پیش کیا اور کہا یا رسول اللہ نماز کا وقت ہو گیا آقا نے فرمایا میں مسجد تک نہ پہنچ سکوں گا۔" ابوبکر صدیق سے کہو وہ نماز پڑھا دیں حضرت بلال روتے ہوئے مسجد میں آئے اور ساری کیفیت آقا کی صحابہ سے بیان کی مسجد میں ایک شور مچ گیا۔ وقت تنگ ہونے لگا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کھڑا کیا اور جب صدیق رضی اللہ عنہ نے محراب میں قدم رکھا اور صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشبو ان کے دماغ میں پہنچی اور محراب کو خالی پایا آپ تڑپ اٹھے اور غش کھا کر گر پڑے۔

آخر الامر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی نماز پوری کرنے کے بعد جاں نثار رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے ابھی سب لوگ موجود تھے ظہر کا وقت آیا۔ بلال نے اذان دی آقا نے فرمایا "جاؤ سب لوگ وضو کرو" صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہو سکے تو مسجد میں تشریف لے چلیں۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے۔ پھر آپ نے وضو کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ عبداللہ بن عباس کو بلا کر ایک ہاتھ علی کے کاندھے پر رکھا اور دوسرا ہاتھ عبداللہ بن عباس کے کاندھے پر رکھا۔ دونوں نے چاہا کہ آقا کو اٹھا لیا جائے آپ نے فرمایا "نہیں مجھے اس طرح لے چلو کہ میرے دو پیر زمین سے رگڑتے رہیں تا کہ اس ثواب سے محروم نہ رہوں مکان مبارک سے لیکر مسجد تک آپ کے قدم مبارک کا خط زمین پر پڑ گیا۔

حبیب خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو بغل میں لیکر منبر پر بٹھایا۔ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کی طرف روئے مبارک کر کے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا اور پھر خطبہ دیا جس میں نصیحت کی فرمایا "قرآن مجید

کو مضبوطی سے پکڑو اہل بیت سے حسن سلوک کرو۔ نماز کو اچھی طرح پڑھو اور جماعت سے پڑھو۔ اللہ کے دیئے ہوئے حکم کی تعظیم کرو۔ غربا و مسکین پر شفقت و مہربانی کرو۔ اولاد کو امانت سمجھو۔ عورتوں سے نرمی کرو۔ ظاہر و باطن میں خدا تعالےٰ سے ڈرتے رہو۔ جو اپنے لئے پسند کرو وہی اپنے بھائی مسلمان کیلئے پسند کرو۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! میں اللہ تعالےٰ کا بھیجا ہوا رسول تم میں کیسا تھا؟ تمام صحابۂ کرام رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ ہم میں آپ ایسے تھے کہ کوئی نبی اپنی امت میں ایسا نہ تھا جو ماں باپ سے زیادہ مہربان ہو آپ ہمارے اور باپ کے شفیع اور یتیموں اور بیوہ عورتوں کے دلجوئی اور تسلی دینے والے ہیں۔" اور پھر آپ نے فرمایا "میں تم سے خوش ہوں" سبھوں نے ایک زبان ہو کر کہا ہم سب آپ سے خوش ہیں۔

پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے مسجد کی ہر در و دیوار سے رونے کی آواز آنے لگی پھر آپ مسجد کے صحن میں حضرت علی سے تکیہ لگا کر بیٹھے پھر کہا "کہ سب کو بلاؤ تا کہ میں سب سے رخصت ہو لوں" آقا نے یتیموں کو طلب کیا کچھ بچے یتیم آئے ان کے سروں کو بوسے دیئے اور کچھ نقد دے کر رخصت کئے پھر بیوہ عورتوں کو بلا کسی کو نقد دینار دیئے اور کپڑا دے کر رخصت کیا۔ اور پھر غریبوں کو بلایا ان کو بھی کچھ عطا کیا اور عزت کے ساتھ رخصت کیا پھر حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں پہنچے حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔ رب العزت کا سلام پیش کیا اور کہا خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم رفیق اعلیٰ ہی کی طرف آنا پسند کرتے ہو یا دنیا آپ نے فرمایا "میں دنیا کو پیغام خدا پہنچا چکا ہوں اب اللہ کی مرضی پر راضی ہوں۔" عزرائیل آئے دروازے سے آواز دی آپ نے ان کو اندر بلایا اور فرمایا "جو خدا کا حکم ہوا اس کو پورا کرو۔" آپ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق آئے تو میں نے پردہ اٹھایا تو آپ نے حضور کی طرف دیکھا اور فرمایا اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون، اور حضور کے سرہانے کی طرف آئے اور اپنا منہ جھکایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کا بوسہ لیا پھر کہا ہائے ہمارا نبی ۔

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں جب ہم حضور کے غسل کی تیاری کی تو تمام لوگوں سے دروازہ بند کر دیا تو انصار نے آواز دی اور کہا کہ ہم آپکے ماموں ہیں۔ قریش نے آواز دی اور کہا کہ ہم حضور کے خاندان سے ہیں، ابوبکر صدیق نے فرمایا حضرت علی اور حضرت عباس سے معلوم کرو، حضور کے پاس وہی جائے گا جس کو یہ حضرات فرمائیں۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ، شروع بیماری سے اور وفات تک آپ کے پاس ہی رہے۔ کیوں کہ علی کو حضور نے اپنے قریب ہی رکھا اور حضرت علی سے ٹیک بھی لگاتے رہے، حضرت علی فرماتے ہیں حجرہ میں اس قدر خوشبو پھیلی کہ لوگوں نے اتنی اچھی خوشبو کبھی بھی نہ پائی تھی اور ایک آواز اسی حجرہ میں پائی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے نہ اتارنا اسی کرتہ کے ساتھ غسل دو، حضرت مولا علی نے غسل دیا حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں تھوڑے تھوڑے ٹولی کر کے لوگ حجرہ میں داخل ہوتے رہے اور نماز بغیر امام کے پڑھی گئی یعنی حضور کی نماز جنازہ میں کسی نے امامت نہیں کی۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں جس وقت حضور کو چارپائی پر پہونچایا گیا تو حضرت مولا علی نے کہا کہ کوئی امام نہ بنے کیونکہ آپ زندگی و وفات میں تم سب کے امام ہیں۔

حضرت اُمِ سلمہؓ فرماتی ہیں ہم سب ازواج ایک جگہ جمع تھیں اور رو رہی تھیں اسوقت نیند کا غلبہ ہوا کہ نالوں کی آواز سنی ہم سب

کی چیخ نکلی اہل مسجد بھی رونے لگے، حضرت بلالؓ نے فجر کی اذان دی اور جب اشہد ان محمد رسول اللہ پر پہونچے تو رو پڑے اور بہت پھوٹ پھوٹ کر روئے اور ہم سب کے حزن و ملال میں اور زیادہ اضافہ کر دیا۔ اور جب حضور کی وفات کی خبر مکہ میں پہونچی تو مسجد الحرام سے بے اختیار رونے کی آواز سنی گئی۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں جبکہ حضور کی وفات ہوگئی تو سارے صحابہ روئے اور کہا خدا کی قسم ہم اس بات کو زیادہ دوست رکھتے تھے کہ ہماری آپ سے پہلے وفات ہو جاتی۔ حضرت عثمان بن عفانؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہؓ کرام کو اتنا رنج شدید ہوا کہ بعض صحابہ کا یہ حال تھا جیسے انھیں وسوسہ اور جنون ہوگیا ہو، میں بھی انھیں لوگوں میں سے تھا۔

حضرت صفیہ بن عبد المطلب نے آپکی وفات پر اظہار غم میں کچھ عربی اشعار کہے، مجھے اپنے اوپر افسوس ہے۔ میں نے اس طرح رات کاٹی جس طرح وہ آدمی رات کاٹے جس کا مال چھین لیا گیا ہو اور اس کا سارا مال لٹ گیا ہو اور میں جس وقت فاطمہ کے گھر پہونچی تو میری کنپٹی کے سیاہ بال سفید ہوگئے، اے ہمارے نبی آپ ہم لوگوں کیلئے بھلے تھے رحم کرنے والے اور مہربان تھے جسکو رونا ہو وہ آج کے دن آپ پر روئے۔ میری عمر کی قسم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آنسو نہیں بہا رہی ہوں لیکن میں آپکے بعد آنے والے فتنوں پر رو رہی ہوں۔ آپنے فرمایا اے فاطمہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار عالم نے اپنی بے پناہ رحمتوں کی بوچھار کی ہے۔ اے فاطمہ میں یہ بھی دیکھ رہی ہوں حسنین پاک کو یتیم کر دیا اور انکو روتا ہوا چھوڑ دیا ہے اور آج وہ اپنے نانا جان کو پکار رہے ہیں جو دور چلے گئے۔

آپکے روپوش ہونے کے بعد دفن کرنے میں اختلاف پیدا ہوا

۳۳ ہزار صحابہ کی جماعت تھی کسی نے یہ کہا کہ حضور کو بقیع میں رکھا جائے کسی نے رائے دی مسجد ہی میں رہیں تو زمین رونے لگی جسکی آواز جس قدر لوگ موجود تھے انھوں نے سنی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے زمین تو صبر کر بخدا میں نے حضور کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جس نبی کا جس مقام پر وفات ہو اسکو وہیں پر دفن کیا جائے، یہ سن کر زمین خاموش ہو گئی اور حجرۂ عائشہ ہی میں آپکو دفن کیا گیا۔

فضیل کہتے ہیں جس وقت میں نے کفن کے بند کھولے تو دیکھا کہ آپکا چہرۂ مبارک بجید روشن اور دیکھا کہ لب مبارک جنبش کر رہے ہیں میں نے اپنے کان حضور کے چہرے کی طرف لے گیا تو یہ آواز سنی آپ فرما رہے تھے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ' اے پروردگار میری امت کی مغفرت فرما بے ساختہ اپنی زبان سے سبحان اللہ نکلا اور خیال کرنے لگے کس قدر سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے امت کے حال پر شفقت تھی۔ اور پیدائش کے وقت بھی سب سے پہلے آپکی زبان مبارک سے اپنی امت کی مغفرت کی دعائیں کیں۔

تمام عمر اپنی امت ہی کا خیال وغم' حالت وفات میں بھی امت کا الم۔ قیامت کے دن بھی اپنی امت کا ملال۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے، عبادت و ریاضت حتیٰ کہ اپنے رب سے ملنے کے وقت بھی جو نبی اپنی امت کا خیال رکھتا ہو وہ امت کیسی جو اپنے نبی کی پیدائش کو فراموش کر دے۔ خوش قسمت ہیں وہ مسلمان جو اپنے نبی کا جشن میلاد منعقد کرتے رہتے ہیں ہر غم و خوشی کے موقع پر۔

مشہور ہے کہ آپکی عمر مبارک تریسٹھ سال کی تھی، دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے، دوشنبہ کے دن معراج ہوئی اور دوشنبہ کو آپکی وفات بھی

حضرت صالح عجلی نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی نے ایک خطبہ دیا تو پہلے اللہ کی حمد و ثنا کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ اسکے بعد فرمایا اللہ کے بندو تمکو دنیوی زندگی دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ یہ دنیا ایسا گھر ہے جو بلاؤں سے گھرا ہوا ہے اور فنا ہونے کیلئے مشہور ہے۔ غداری کے ساتھ اسکی تعریف کی گئی ہے۔ اور جو کچھ اس دنیا میں ہے سب ضائع ہونے کیلئے ہے۔ اور یہ دنیا اہل دنیا کیلئے چھوٹا بڑا ڈول ہے، جس کو لوگ نمبروار بھرتے ہیں۔ اس کے شر سے جو اسمیں اترا محفوظ نہیں رہا بھی اسکے اہل وسعت عیش اور خوشی میں تھا اچانک وہ اسکی دنیا سے بلا اور دھوکے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس دنیا میں عیش اچھی چیز نہیں اور اس دنیا میں فراخی باقی رہنے والی نہیں اور بیشک اہل دنیا' دنیا میں وہ نشانہ ہیں جس پر تیر مارا جاتا ہے، دنیا ان پر اپنا تیر مارتی ہے اور اپنی موت سے انکے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ اللہ کے بندو! تم اور دنیا کا طریقہ یہی ہے جو تم سے پہلوں پر گذر چکا ہے' جو عمروں میں تم سے طویل تھے اور تم سے زیادہ قوی تھے۔ جنھوں نے شہر آباد کئے اور اونچی اونچی عمارتیں بنائیں۔ آج انکی آوازیں خاموش ہیں انکے جسم بوسیدہ ہو چکے ہیں، انکے شہر ان سے خالی ہیں۔ مضبوط محلوں کے بجائے اور تخت کے بدلے لنگر پتھر جو قبروں میں لگے ہوئے ہیں اور انھیں جزا و سزا کیلئے' اللہ کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائے گا۔ تمام دل دھڑک رہے ہونگے اپنے کئے ہوئے گناہوں کے ڈر سے، تمھارے کھلے اور چھپے عیب ظاہر ہو جائیں گے۔ پس جنھوں نے بھلے کام کئے بھلا بدلہ دیا جائے گا۔ اور جس نے برے کام کئے انکا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر توحید و اخلاص کے بارے میں سختی کی ہے اور مسلمان تو وہی ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔

سن لو بیشک قبر دن میں تین بار پکار کر کہتی ہے کہ میں تاریکی کا گھر ہوں کیڑوں کا گھر ہوں میں وحشت کا گھر ہوں اور سن لو اسکے بعد ایک ایسی چیز ہے جو اس سے بھی زیادہ سخت ہے، وہ آگ ہے جس کی حرارت سخت ہوگی جس کی چوڑائی ساتوں آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ اللہ تعالٰی ہم کو اور تم کو پرہیزگاروں میں سے کرے اور ہم کو اور تم کو دردناک عذاب سے پناہ دے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرات حسنین کو یہ تعویذ بنا کر دیتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے، میں تم دونوں کو پناہ میں دیتا ہوں اللہ تعالٰی کی پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان سے اور زہریلے کیڑے مکوڑے سے اور ہر نظر بد سے۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے بیان کیا کہ میں ایک درد میں مبتلا ہوا حضورؐ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور مجھ پر اپنے کپڑے کا کنارہ ڈال دیا اور اسکے بعد فرمایا اے ابن ابی طالب تو اچھا ہو گیا اب تجھ پر کوئی خوف نہیں۔ جو کچھ میں نے اللہ سے اپنے لئے مانگا ہے اسی جیسا تیرے لئے مانگا ہے اور جس چیز کو میں نے اللہ تعالٰی سے مانگا ہے وہ سب اللہ نے مجھے دی، مگر یہ بات مجھ سے کہی گئی کہ تیرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت علی فرماتے ہیں اسکے بعد میں کھڑا ہوا تو گویا مجھے وہ مرض ہی نہ رہا تھا۔

حضرت مولا علی نے بیان کیا ہے کہ خدا کی قسم کوئی آیت ایسی نہیں اتری جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ کس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی۔ بیشک میرے رب نے ایک ایسا دل مجھے ہبہ کیا ہے جو سمجھدار ہے اور ایسی زبان عطا فرمائی ہے جو فصیح ہے۔ یحیٰی بن سعید بن مسیّب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مشکل مسئلے سے اللہ تعالٰی کی پناہ چاہتے تھے جس کے لئے ابو الحسن یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ موجود نہ ہوں۔

ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت مولا علی کے پاس ایک مکاتب غلام آیا اس نے آپ سے کہا۔ میں اپنا بدل کتابت سے ادا کرنے سے عاجز آگیا ہوں لہٰذا آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی نے کہا میں تم کو وہ کلمات نہ سکھا دوں جنکی حضورؐ نے مجھے تعلیم دی ہے۔ اگر تیرے اوپر پہاڑ جیسا قرض ہو تو تیرا قرض ایسا ہو جائے گا کہ جیسے اللہ نے اسکو تیری جانب سے ادا کر دیا۔ حضرت مولا علی نے فرمایا کہ "اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ" اے میرے اللہ حرام کے بدلے تو مجھے میری ضرورت کے مناسب حلال روزی عطا فرما اور اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے بے نیاز کر دے۔

دختر رسول سیدۃ النساء العالمین فاطمہ زہرا کی ولادت باسعادت

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے اعلان نبوت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اس وقت پینتیس ۳۵ سال تھی۔ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا حضور کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔

حضرت سیدہ کے لقب :۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجۃ الکبریٰ جیسی شفیق و مہربان ماں اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جیسے باپ کی آغوش تربیت کی پروردہ تھیں۔ آپ کی کنیت ام محمد اور لقب طاہرہ، زاکیہ، راضیہ اور بتول ہے۔

ابھی آپ کی عمر شریف پانچ سال کی تھی کہ باری تعالیٰ کی طرف سے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت کرنے کا حکم ملا۔ یعنی وہ تجلی جسے خدائے تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش میں تخلیق فرمایا تھا۔ فاران کی چوٹی سے اس کا ظہور اس طرح ہوا محروم بصارت دنیا کو صرف بصارت ہی نہیں ملی بلکہ انوار بصیرت کی گراں بہا نعمت بھی نصیب ہوئی۔ نہ دیکھنے والی آنکھیں ایسی روشن ہوئیں کہ ہاتھ کی ہتھیلی پر کائنات کا نظارہ کرنے لگیں۔

خدا کے آخری نبی نے جب وحدانیت باری تعالیٰ کا اعلان فرما کر قوم

کو توحید پرستی کا درس دیا تو کچھ شخصیتیں ایسی تھیں جن کے دل معبودانِ باطل کی عقیدت کے گہوارہ تھے۔ ان لوگوں کو نہایت شاق گذرا اور وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے ستانے لگے ان کا منشا تھا کہ نبی آخرالزماں اپنی تبلیغ سے باز آجائیں۔

ایسا ہی ایک موقع تھا جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حرم کعبہ میں مصروف عبادت تھے کہ عقبہ بن معیط نے حالت سجدہ میں اونٹ کی اوجھڑی سرکار کی پشت مبارک پر رکھدی۔ ہادی اعظم نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم بہت دیر تک اس حالت میں رہے اس واقعہ کی خبر جب آپکی چہیتی بیٹی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو ملی آپ دوڑتی ہوئی صحن حرم میں تشریف لائیں اور حضور انور کے پشت مبارک سے اس آلائش کو دور کیا

(بخاری شریف)

اس واقعہ سے حضرت سیدہ کی بے پناہ محبتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بھی سب سے زیادہ حضرت سیدہ سے محبت فرماتے تھے جس کا پتہ اس واقعہ سے چلتا ہے۔

ایک بار حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ نے حضور سے دریافت کیا: "یارسول اللہ آپ کو فاطمہ زیادہ عزیز ہیں یا میں؟" سرکار نے ارشاد فرمایا "اے علی مجھے فاطمہ تم سے زیادہ عزیز ہیں اور تم فاطمہ سے زیادہ مجھے پسند ہو"

حضرت سیدہ کے مراتب :۔ ایک دن سرکار کائنات نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا "بیٹی ابھی جو راستہ میں ملا تھا تم نے اس کو دیکھا؟" فاطمہ زہرا نے عرض کیا "باباجان! ہاں میں نے دیکھا۔ سرکار نے ارشاد فرمایا: وہ فرشتہ تھا جو خدا سے اجازت لیکر اس لئے زمین پر آیا تھا کہ مجھے سلام پیش کرے اور یہ بشارت دے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت کی سردار ہوں گی اور ان کے دونوں فرزند حسین اور حسن

نوجوانانِ جنت کے سردار ہونگے۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کوئی دوسرا گفتگو میں سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشابہ نہ تھا۔ آپ جب اپنے والد محترم کے پاس حاضر ہوتیں تو حضور کھڑے ہو جاتے اور آگے بڑھ کر شفقت سے پیشانی پر بوسہ دیتے اور زبان مبارک سے مرحبا فرماتے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ سے ایک صحابی رسول نے دریافت کیا "میرے آقا کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟" حضرت صدیقہ نے فرمایا فاطمہ۔" پھر پوچھا مردوں میں آپ کس کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں؟ ام المومنین نے جواب دیا "فاطمہ کے شوہر کو۔"

حضرت ثعبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کو بلایا تو حضرت علی اور حضرت فاطمہ تشریف لائیں ثعبان نے عرض کیا "یا رسول اللہ میں بھی تو آپ کے گھر والوں میں سے ہوں۔" آپ نے فرمایا "ہاں، ضرور جب تک کسی چوکھٹ پر نہ کھڑے ہو اور کسی امیر سے سوال نہ کرو۔" (طبرانی)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ۲ھ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے ۲ھ جنگ بدر کے بعد ہوا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے میری بیٹی کو غصہ دلایا اور ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔" اور سرکار نے یہ بھی فرمایا " فاطمہ نے اپنے عزت و ناموس اور عفت کی حفاظت کی تو اللہ تعالٰے نے فاطمہ اور اسکی ذریت کیلئے دوزخ حرام کر دی۔" (طبرانی)

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

ترجمہ:- اور ہم نے ہر رسول کو اسکے لئے بھیجا تاکہ خدا کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شہزادوں کو اکثر بوسے دیئے سینے مبارک سے لگایا۔ کبھی پھولوں کی طرح سونگھا اور ہمیشہ ان سے محبت کی جس عمل کو رسول مقدس نے ہمیشہ کیا وہ عمل سنت موکدہ ہے۔ سنت موکدہ کا ترک کرنے والا گناہگار و عذاب کا مستحق ہوگا۔ خدا نہ کرے مسلمان ہو کر حسنین پاک وان کے والدین سے حسن عقیدت و محبت کو نظر انداز کرے تو صاف ظاہر ہے وہ شخص رحمت الٰہی کی نظر عنایت اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ہرگز ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا۔

انما سمیة البتی فاطمہ لان اللہ فطمها وذریتها عن النار

یوم القیٰمہ

ترجمہ:- آقا نے فرمایا میں نے اپنی بیٹی کا نام اس لئے رکھا میرے پروردگار نے مجھ سے فاطمہ اور اس کی ذریت کو دوزخ سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

پیدائش حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ۳ھ

پیدائش حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ۴ھ

ایک دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیاری بیٹی فاطمہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور حسنین کو دیکھ کر فرمانے لگے "اے فاطمہ میرے لخت جگر بہت پریشان ہو گئے ہیں ان کی صحت کیلئے کوئی منت مانو۔" پس حضرت علی اور فاطمہ آپ کی کنیز فضہ

نے تین تین روزوں کی منت مانی اللہ تعالیٰ نے ان دونوں شہزادوں کو صحت عطا فرمائی اور ان تینوں نے منت ادا کرنا شروع کیا۔ پہلا روزہ رکھا تمام دن بیت گیا افطار کے لئے تین روٹیاں تیار کیں افطار کا وقت آیا دروازہ پر ایک سائل نے سوال کیا۔ "اے اہل بیت میں بھوکا اور عاجز مسکین ہوں۔" تینوں نے اپنے اپنے حصہ کی روٹی سائل کو دیدی۔ دوسرے دن پھر روزہ رکھا۔ تین ہی روٹیاں پکائی گئیں۔ عین افطار کے وقت ایک یتیم نے دروازہ پر آکر شب گذشتہ کی طرح سوال کیا۔ ساری روٹیاں اسکے حوالے کر دیں۔ تیسرے یوم پھر روزہ رکھا اور تین ہی روٹیاں پکائیں گئیں۔ افطار کے وقت ایک قیدی نے آکر سوال کیا ہر ایک نے اپنی اپنی روٹی اس قیدی کو دیدی۔ اس واقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا۔ ترجمہ: وہ کھانا کھلاتے ہیں مسکینوں کو اور یتیموں کو اور قیدیوں کو اللہ کی محبت میں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی تو آپ کے نانا جان نے دو مینڈھے عقیقہ میں ذبح کئے اور سر کے بالوں کے برابر چاندی کو صدقہ کیا۔ جبریل آئے ایک ریشمی رومال میں آپ کا نام حسن لکھا ہوا نبی کریم کی خدمت میں پیش کیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہ بات مشہور ہے کہ آپ کی شبیہ مبارک اپنے نانا جان سے ملتی ہوئی تھی۔

ایک بار رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم مولیٰ علی کے مکان پر گئے حضرت فاطمہ ایک سونے کا ہار اپنے گلے سے اتار کر ہندہ کو دکھا رہی تھیں اور یہ کہہ رہی تھیں کہ علی نے لا کر دیا ہے۔ ان باتوں کو سن کر آپ کے بابا جان اسی وقت واپس ہوئے سیدہ نے آقا کے رخ کو پہچان لیا ہار کو فرخت کرا دیا اور ان درہموں سے

ایک غلام خرید کر خدا کی راہ میں آزاد کر دیا۔

جب اس بات کی اطلاع رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی آپ بے حد خوش ہوئے اور خدا کا شکر ادا کیا۔

"کیا ہی اچھی سواری ہے اور کتنا پیارا سوار ہے"

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن کو کمال محبت سے اپنے دوش مبارک پر سوار کر کے چل رہے تھے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا ہی اچھی سواری ہے تو آقا نے فرمایا اے عمر یہ کیوں نہیں کہتے کتنا پیارا سوار ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی آغوش مبارک میں دو شاہزادے جلوہ فگن تھے یعنی آپ کے بیٹے ابراہیم اور دوسرے آپ کے نواسے امام حسین رضی اللہ عنہ آپ دونوں بچوں کے ہمراہ کھیل رہے تھے کبھی اپنے بیٹے ابراہیم سے پیار کرتے اور کبھی حسین کو بوسہ دیتے اور اپنے سینے سے لگاتے ان دونوں شاہزادوں سے خوش ہو رہے تھے کہ جبریل امین حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول خدائے تعالیٰ نے سلام پیش کیا اور اللہ تعالےٰ ان دونوں شاہزادوں میں سے ایک کو اپنے پاس واپس لینا چاہتا ہے اور یہ معاملہ آپ کی ذات اقدس سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر چھوڑ دیا ہے کہ آپ جس کو چاہیں واپس کریں۔ آقا نے خیال فرمایا کہ اگر حسین کو واپس کرتا ہوں تو ان کے جانے سے میری بیٹی فاطمہ کی گود خالی ہو جائے گی اور حسن کا بازو کٹ جائے گا۔ اور اگر ابراہیم کو واپس کرتا ہوں تو غم مجھ ہی کو ہوگا۔ لہٰذا آپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے اللہ میں اپنے بیٹے کا غم برداشت کر سکتا ہوں مگر اپنی نور نظر لخت جگر کی گود خالی ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا اے اللہ تو میرے بیٹے ابراہیم کو لے لے تین روز کے

بعد حضرت ابراہیم کا انتقال ہو گیا۔

ایک صحابی رسول نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ہرنی کا بچہ پیش کیا۔ آپ نے اسے قبول کیا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام آپ کے پاس موجود تھے وہ بچہ آپ نے حسن کو دیدیا حضرت امام حسن بچہ سے کھیلتے کھیلتے مکان پر پہنچے۔ اب اس ہرنی کے بچہ کو حضرت امام حسین نے دیکھا اور فرمایا " بھائی جان یہ بچہ مجھے دیدو "، تو حسن نے فرمایا " کہ جاؤ تم بھی اپنے نانا جان سے لے آؤ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ نے نانا جان کی خدمت میں پہنچے اور ہرنی کا بچہ طلب کیا۔ قریب تھا کہ آپ رو دیتے کہ آپ دیکھتے کیا ہیں کہ جنگل کی طرف سے ایک ہرنی دوڑتی چلی آرہی ہے اور سرکار کی حضور میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی۔ یا رسول اللہ پہلا بچہ جو آپ کے پاس آیا ہوا تھا وہ میرا تھا اب دوسرا بچہ میں خود لیکر حاضر ہوئی ہوں "، اے اللہ کے رسول اسے قبول فرمالیجئے۔ اور کہنے لگی " میں خود اپنے بچوں کی جدائی تو برداشت کر سکتی ہوں لیکن آپ کے حسین کا رونا میں نہیں دیکھ سکتی "۔

رمضان المبارک کی آخری تاریخیں تھیں اور حسنین پاک کا بچپن تھا۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالے عنہا گھر کے کام سے فارغ ہو کر نماز کیلئے مصلے بچھاتی ہیں دیکھتی کیا ہیں کہ دونوں شاہزادے باہر سے کھیلتے ہوئے آئے اور اپنی امی کی خدمت میں عرض کرنے لگے " کل صبح عید کا دن ہے شہر کے تمام لوگوں کے بچے نئے نئے کپڑے پہنیں گے کیا مالک دوجہاں کے نواسوں کو نئے لباس نہ ملیں گے ؟ "، بچوں کے اس سوال سے ماں کی مامتا تڑپ گئی۔ شاہزادوں کو تسلی دی اور فرمایا " تم فکر نہ کرو انشاء اللہ تعالیٰ تم دونوں کو نئے کپڑے ضرور ملیں گے "۔

دختر رسول نماز سے فارغ ہو کر بارگاہ رب العزت میں ہاتھ اٹھائے ہوئے عرض کرنے لگیں اے مالک دوجہاں تیرے نبی کے نواسوں نے مجھ سے نئے کپڑے مانگے ہیں اے اللہ ہم نے ان سے وعدہ کر لیا ہے اے میرے اللہ میرے اٹھے ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھ ابھی مصلے سے اٹھ نہ پائی تھیں کہ دروازے پر کسی نے آواز دی دریافت کیا کون ؟ آنے والے نے عرض کیا " میں اہل بیت کا غلام درزی ہوں شاہزادوں کیلئے نئے کپڑے لیکر آیا ہوں سیدہ نے وہ کپڑے لے لئے اور حسنین پاک پہنا کر دیکھنا چاہا اسی وقت سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دریافت کرنے لگے " فاطمہ تم جانتی ہو میرے بچوں کیلئے کپڑے کون لائے ؟ " سیدہ نے عرض کیا " بابا جان آپ بہتر جاننے والے ہیں "، آپ فرمائیں کہ وہ کون تھا ؟ تب آپ نے بتایا " کہ میری بیٹی فاطمہ وہ جبریل تھے جو خدا کی طرف سے بچوں کیلئے جنت سے کپڑے لیکر حاضر ہوئے تھے "۔

دونوں شاہزادے نانا جان سے عرض کرنے لگے " مجھ کو عید گاہ لے چلیئے "، آقا نے اپنے نواسوں کو اپنے کاندھوں پر لیا اور عید گاہ کی طرف چلے بچے کہنے لگے " سب کی سواریاں تیز چل رہی ہیں "، سرکار نے اپنے قدم مبارک کو تیز کیا اور زبان مبارک سے دو بار عف عف کہا فوراً جبریل خدا کے حکم سے حاضر آئے پہلے سلام پیش کیا اور کہا کہ اب تیسری عف نہ کہیئے دو بار کہنے سے آپ کی گنہگار امت دو تہائی بخش دی گئی اگر تیسری بار آپ نے کہا تو جہنم سرد ہو جائے گی۔

حضرات حسنین پاک رضی اللہ تعالے عنہما نے تختیاں لکھیں اور آپس میں ایک دوسرے نے اپنی اپنی تختیاں دکھائیں اور لکھی ہوئی تختیوں کی تعریف کی آخر فیصلہ کرانے اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا " کہ امی جان

میری لکھی ہوئی تختی اچھی ہے یا بھائی حسن کی؟" آپ نے خیال کیا میں کس کا دل توڑوں فرمایا جاؤ اس کا فیصلہ بابا جان سے کراؤ۔ دونوں شاہزادوں نے مولا علی کرم اللہ سے بھی عرض کیا تو آپ نے فرمایا "بیٹو تم نے اپنی تختی امی جان کو نہیں دکھایا؟" عرض کیا " بابا جان امی کی خدمت میں لے گئے تھے والدہ محترمہ نے کہہ دیا کہ تم اس کا فیصلہ بابا جان سے کراؤ۔ آپ نے ارشاد فرمایا شاہزادو تم اپنے نانا جان کے پاس جاؤ۔ اور آپ سے فیصلہ کراؤ۔ نانا جان کی خدمت میں پہنچے اور اپنا فیصلہ چاہا۔ آپ نے دریافت کیا اے لخت جگر حسین!" تم نے اپنے بابا جان امی کو تختیاں نہیں دکھائیں؟" عرض کیا نانا جان!" دونوں کو دکھا آئے بابا جان نے کہا ہے ان تختیوں کا فیصلہ اپنے نانا جان سے کراؤ۔ آپ نے سات موتیوں کو اچھالا اور فرمایا جس کی تختی پر چار موتی آجائیں اس کی بہتر ہے تین موتی حضرت امام حسن کی تختی پر گرے اور تین موتی حضرت امام حسین کی تختی پر گرے اور ایک موتی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے فضا میں معلق ہو گیا اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے جبریل کو حکم ہوا اس موتی کے دو ٹکڑے کر کے ایک امام حسن کی تختی پر۔ اور دوسرا ٹکڑا امام حسین کی تختی پر رکھ دو اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ سے دونوں شاہزادے خوش ہو گئے اور بابا جان نے امی جان سے سارا واقعہ بیان کیا مولا علی کرم اللہ وجہہ اور سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا آپ دونوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اچانک دونوں شاہزادوں کو مسجد میں آتے ہوئے دیکھا جو سرخ رنگ کی دھاری

دار قمیض پہنے ہوئے تھے بچپن کا زمانہ تھا جسکی وجہ سے اچھی طرح چل نہیں پاتے تھے ادھر مسجد کا فرش بھی ناہموار تھا کبھی چلتے کبھی گر پڑتے۔ جب آپ نے یہ منظر دیکھا تو منبر سے نیچے آئے اور دونوں شہزادوں کو اٹھا لیا اور بوسے دیئے اور سامنے بٹھا لیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت امام حسین علیہ السلام کی طہارت و پاکیزگی کی شہادت خود قرآن سے ثابت ہے آیت تطہیر اسی لئے نازل ہوئی پھر قرآن کو رہنے کیلئے حسین سے زیادہ پاکیزہ جگہ کہاں حاصل ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حسین کے ساتھ ہے اور حسین قرآن کے ساتھ قرآن بھی طیب و طاہر ہے اور حسین بھی طیب و طاہر ہیں۔ قرآن بھی نور ہے اور حسین بھی نور ہیں۔ قرآن بھی مرکز ہدایت ہے اور حسین بھی مرکز ہدایت ہیں۔ قرآن بھی روشنی کا مینار ہے اور حسین بھی روشنی کا مینار ہیں۔ قرآن اور حسین اس لئے اکٹھے رہیں گے دونوں کا منشاء ایک مقصد بھی ایک اور دونوں کی آواز بھی ایک۔ پیغام بھی ایک ان دونوں کا منشور بھی ایک آئین دستور بھی ایک۔ منزل بھی ایک۔ راستہ بھی ایک۔ فرائض بھی ایک اور امام الانبیاء سے ملاقات کا مقام بھی ایک وقت وصال بھی آپ نے فرمایا ایک۔ ہم نے اپنے پیچھے دو بڑی وزن دار چیزیں چھوڑی ہیں جو ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے اور یہ مجھ سے جدا ہو کر حوض کوثر پر ملیں گی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب بیمار ہوئیں تو آپ نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ جب میرا وصال ہو جائے جاؤ فلاں مقام پر ایک کاغذ رکھا ہے اسکو پڑھنا نہیں۔ آپ کاغذ اٹھا لائے اور فرمایا کہ " اے فاطمہ تمہیں حبیب خدا کا واسطہ ہے بتاؤ کہ اس کاغذ میں کیا لکھا ہے؟ تو سیدہ

حق سے نہ بھٹکوگے۔ اور ان سے چھوٹ کر بلا کی بھنور میں غرق ہو جاؤ گے۔ مشکوٰۃ

انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل البیتی ان تمسکم بھا لن تضلوا حتیٰ یفترقا علی الحوض۔

ترجمہ: اے لوگو! میں اپنے پیچھے دو بڑی وزن دار چیزیں چھوڑتا ہوں۔ ایک قرآن دوسرے میرے اہل بیت یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہونگے اور مجھ سے جدا ہونے کے بعد حوض کوثر پر ملیں گے۔

ومن مات علی حب ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم مات مومنا و من مات علی حب ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم مات شہیداً۔

ترجمہ: جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک سے محبت رکھتا ہو وہ مرا تو مومن مرا۔ اور جو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مرا وہ شہادت کی موت مرا۔

یہ ہے انعام ان حضرات کیلئے ہے جو کہ آل رسول سے محبت رکھتے ہیں اور جو لوگ آل رسول سے بغض وعناد رکھتے ہیں انکی سزا دہکتی ہوئی آگ ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خیمہ میں رسول اللہ، خاتون جنت، حیدر کرار اور حسنین پاک تشریف رکھتے تھے آپ باہر تشریف لائے اور اعلان فرمایا، "کہ اے جاں نثار ان اہل بیت اس خیمہ کے صلح کرنے والوں سے میں صلح کرنے والا ہوں۔ اور اس خیمہ سے جنگ کرنے والوں سے میں جنگ کرنے والا ہوں جو نیک اور پاکیزہ سیرت والا ہوگا وہ انہیں دوست رکھے گا اور جو بد ذات ہوگا وہ ان سے دشمنی رکھے گا۔" (ترمذی)

نے فرمایا: "رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا اے فاطمہ میں تمہارا نکاح چار سو مثقال کے مہر پر علی کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں فرمایا بابا جان علی مجھے پسند ہیں لیکن مہر منظور نہیں اتنے میں جبریل حاضر ہوئے حضور سے عرض کیا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جنت اور اس کی ساری نعمتیں فاطمہ کا مقرر کرتا ہوں حضور نے مجھکو بتایا اب بھی میں راضی نہ ہوئی تو فرمایا تو تم خود بتاؤ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں اکثر آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ اپنی امت کے خاطر غمگین و رویا کرتے ہیں میں چاہتی ہوں گنہگار امت کی بخشش میرا مہر مقرر ہو اسی وقت جبریل واپس گئے اور یہ کاغذ کا ٹکڑا لیکے آئے جس میں لکھا ہے امت محمد کی شفاعت فاطمہ کا مہر مقرر کیا اے علی یہ کاغذ میرے کفن کے ساتھ رکھ دینا۔

محبت اہل بیت میں سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جس نے میرے حسنین سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جن لوگوں نے حسنین سے دشمنی رکھی اور جس نے ان شاہزادوں سے جنگ کی اس نے مجھ سے جنگ کی۔ اور جس نے ان سے صلح کی اس نے مجھ سے صلح کی۔ اور جس نے ان کو غصہ دلایا اور غضبناک کیا اس نے مجھ کو غصہ دلایا اور غضبناک کیا۔ اور جس نے خدا کو غضبناک کیا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔"

فرمانِ محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم

یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل البیتی۔

ترجمہ: اے لوگو میں اپنے پیچھے دو بہت وزن دار چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک کتاب اللہ دوسرے میرے اہل بیت۔ اگر تم ان سے چمٹے رہے تو کبھی راہ

دل و دماغ میں مہر و وفا کے افسانے
تصورات میں روشن فضائے بدر و حنین
خوشا یہ اوج مقدر زہے یہ عز و شرف
مری زبان پہ جاری ہے آج ذکر حسین

کیا صرف مسلمانوں کے پیارے ہیں حسین
ہر نوع بشر کی آنکھ کے تارے ہیں حسین
انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین

حضرات حسنین کیلئے حضورؐ کی دعائیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن و حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کیلئے فرمایا اے میرے اللہ میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں کو دوست رکھ اور جس نے ان دونوں کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس لفظ کے ساتھ ' اے میرے اللہ بیشک میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں تو بھی انھیں دوست رکھ ۔

حضرت اوسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں یہ اضافہ بھی ہے" اور اسکو دوست رکھ جو ان دونوں کو دوست رکھے اور انکی روایت کے شروع میں اس طرح ہے" یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے آخر میں یہ اضافہ بھی ہے" جو ان سے بغض رکھے ان سے تو بغض رکھ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے آپنے کہا اے میرے اللہ میں حسن کو دوست رکھتا ہوں تو اسکو دوست رکھ اور اسکو بھی دوست رکھ جو انھیں دوست رکھے" اور ایک روایت میں ہے" اے اللہ انکو محفوظ رکھ اور ان میں سلامتی رکھ۔

حضرت برا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور فرمایا اے میرے اللہ میں اسے دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ ۔

نبی محترم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من لم یعرف حق عترتی فلاحدی ثلث امامنافق واماولد زنا یئنہ واماحملتہ امہ علی غیر طہر۔

جو میری اولاد کا حق نہ پہچانے وہ تین باتوں میں ایک سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔

فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف آخر (صـ ۱۳۱)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہیں اور آپ کے پہلو میں حسن بن علی رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے ہیں کبھی ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کبھی حسن کی طرف رخ کرکے فرماتے ہیں کہ "اے لوگو! یہ میرا بیٹا سردار ہے اور مجھے امید ہے مسلمانوں کی بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔"
(مشکوٰۃ شریف)

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے دعوت کی اور جب آپ مکان سے تشریف لے چلے تو دیکھا کہ حضرت امام حسین بچوں میں کھیل رہے ہیں حضور حسین کو پکڑ کر پیار کرنا چاہتے تھے حسین بچپن کی وجہ سے کبھی ادھر کبھی ادھر کبھی دہنے اور کبھی بائیں بھاگ رہے تھے۔ حضور نے ان کو پکڑ لیا پھر تو بوسے دینا شروع کئے اور یہ الفاظ زبان مبارک سے کہے۔ الحسین منی وانا من الحسین۔

ترجمہ:۔ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ (ابن ماجہ)

رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے عین سجدہ کے وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بچپن تھا انکی نظر پڑی کہ نانا جان سجدہ میں ہیں فوری بڑھ کر آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے سرکار نے

ستر تسبیح فرمائیں اور جب تک حسن پشت مبارک سے نہ اترے آقا نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا اور نماز کو پورا کیا۔ صحابہ نے عرض کیا! سجدہ دیر ہونے کا کیا سبب تھا؟ کیا کوئی وحی نازل ہونا شروع ہوئی؟ تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے لخت جگر نے مجھے سواری بنالیا تھا میں نے مکروہ سمجھا سجدہ سے سر اٹھانے کو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم سر اٹھائیں اور میرے حسن کو چوٹ آجائے۔"
(شرح بخاری مولانا غلام جیلانی میرٹھی)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نظر حضرت امام حسین پر پڑی آپ گھوڑے پر سوار ہونا چاہتے تھے لیکن انکی پشت پر نہ پہنچ پائے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ دوڑ کر آئے اور حضرت امام کی رکاب تھام کر نہایت آرام سے آپ کو گھوڑے پر سوار کر دیا۔ ادب و احترام کا یہ عالم دیکھ کر ایک شخص نے عرض کیا "کہ اے ابن عباس آج تم نے اپنے عالی مقام کو ملحوظ نہ رکھا آپ یقیناً عمر رشتے اور علم و عمل میں حضرت حسین سے بلند مقام رکھتے ہیں آپ نے حسین کی رکاب تھامی؟" یہ سن کر عبداللہ ابن عباس نے قہر آلود نگاہوں سے اسکو دیکھا اور فرمایا "کمبخت تجھے کیا معلوم یہ نواسۂ رسول کتنی عظیم شخصیت ہیں یہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند عزیز ہیں۔ انہیں کے صدقہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے ظاہری و باطنی فیوض و برکات عطا فرمائے ان کی رکاب تھامنا میرے لئے سب سے بڑا اعزاز ہے میرے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کی تعظیم و تکریم کا اسی طرح سے ارشاد فرمایا ہے۔"

حضرت امام حسین علیہ السلام ایک نماز جنازہ میں شرکت کرنے کیلئے جا رہے تھے حضرت امام حسین کسی ضرورت کی بنا پر ٹھہر

گئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو کہ آپ کے ہمراہ تھے فوراً کاندھے سے رومال اتار کر حضرت امام حسین کے پائے مبارک اور جوتیوں سے گرد و غبار جھاڑنا شروع کیا۔ حضرت امام نے اپنے قدم ناز پیچھے ہٹاتے ہوئے فرمایا "اے ابوہریرہ یہ کیا کر رہے ہو!" ابوہریرہ نے دست بستہ امام سے عرض کیا "اے میرے آقا آپ مجھے اس کام سے منع نہ کیجئے آپ کی رفیع الشان ہستی اس قابل ہے کہ مجھ جیسے انسان آپ کے قدم مبارک کو اپنے ہاتھوں سے صاف کریں مجھے کامل یقین ہے اگر مسلمانوں کو آپ کے فضائل و کمالات اور آپ کے محامد اوصاف معلوم ہو جائیں جن کو میں جانتا ہوں تو وہ حضرات آپ کو ہمیشہ اپنے اپنے کاندھوں پر اٹھائیں پھریں۔" (نقل از کتاب مناقب السادات)

حضرات امام حسن و حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمسفر تھے رات کو ایک سوکھی ہوئی کھجور کے نیچے قیام کیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا "اے حسن کاش اس درخت پر تازہ خرمہ ہوتے تو کھانے کا لطف اٹھاتے" تو حضرت امام نے فرمایا "تم خرمہ کھانے چاہتے ہو؟" ابن زبیر نے کہا "اے آقا میں چاہتا تو یہی تھا۔" اسی وقت حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے دست مبارک بارگاہ الٰہی میں بلند کیے ابھی دعا کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ درخت سرسبز و شاداب ہو گیا پھر اس میں سے خوشے نمودار ہوئے اور آنِ واحد میں کھجوریں پختہ ہو گئیں۔ ایک تیسرا شخص وہاں موجود تھا اس نے سارا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور کہنے لگا کیا جادو ہے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ "اے شخص یہ جادو نہیں ہے یہ فرزند رسول کی دعا کی مقبولیت کا اثر ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی دعائیں قبول کرنے کی بشارت دی ہے۔"

وہ شخص درخت پر چڑھا اور پکے پکے خرمہ توڑلایا وہ اس قدر تھے ایک قافلہ کیلئے کافی ہوں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ایک قانونی مشورہ کا ذکر ابن قیم نے تحریر کیا ہے کہ ایک شخص کو کچھ لوگ امیر المومنین حضرت مولےٰ علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے لائے اور اسکی گرفتاری ایک ویران غیر آباد مقام سے ہوئی۔ گرفتاری کے وقت اس کے ہاتھ میں خون آلودہ چھری تھی۔ اور اسی کے قریب ایک لاش خاک و خون میں تڑپ رہی تھی جب اس سے سوال کیا گیا کہ یہ خون تو نے کیا؟ اس نے اقبال کر لیا۔ آپ نے قصاص کا حکم دے دیا اتنے میں ایک شخص دوڑتا ہوا حاضر ہوا اور یہ کہنے لگا "یہ جرم میں نے کیا۔" مولےٰ علی کرم اللہ وجہہ نے ملزم اوّل سے دریافت کیا "جب کہ قاتل یہ ہے تو تم نے اقبال کیوں کیا؟" وہ کہنے لگا جس حالات میں میری گرفتاری ہوئی تھی ان حالات کی موجودگی میں میں انکار کیسے کرتا۔" معلوم کیا اصل واقعہ کیا ہے؟ عرض کیا "میں قصاب ہوں جائے وقوع کے قریب بکرے کو ذبح کیا تھا مجھے زور سے پیشاب لگا پیشاب سے فارغ ہوا میری نظر لاش پر پڑی میں ابھی دیکھ ہی رہا تھا کہ پولیس آ ہی گئی مجھے گرفتار کر لیا۔ سبھی کہنے لگے کہ قاتل یہی ہے ان لوگوں کے بیانات کے سامنے میرے جان کا کچھ اعتبار نہ ہو گا اسلئے میں نے اقبال کرنا بہتر سمجھا۔" بعد میں مجرم دوئم سے معلوم کیا گیا "وہ کہنے لگا میں ایک اعرابی مفلس ہوں مقتول کو میں نے مال کے لالچ میں قتل کیا تھا مجھے کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی میں ایک گوشہ میں جا چھپا پولیس آئی اس اول اقبالی کو گرفتار کر گیا اور جب میں نے اس کے خلاف فیصلہ سنا تو میرے دل میں دکھ ہوا کہ ایک تو قتل کیا اور

دوسرے سے قصاص لیا جائے۔ اس لئے میں حاضر آیا اور قتل کا اقبال کیا"۔ دونوں طرف کی باتیں سننے کے بعد مولےٰ علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے لخت جگر نور نظر حسن سے دریافت کیا اے جان پدر اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا "اے امیر المومنین اس شخص نے اگر ایک کو ہلاک کیا ہے تو دوسرے کی جان بچائی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن احیلھا فکانما احیا الناس جمیعا

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے دونوں ملزموں کو چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا بیت المال سے دے دیا گیا۔

غزوۂ احد میں جب کہ یہ خبر وحشت ناک مدینہ منورہ میں مشہور ہوئی حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا بھاگتی ہوئی میدان جنگ میں پہنچیں۔ حضور اس وقت غار سے باہر تشریف لا چکے تھے جسم اقدس پر کئی زخم آئے سب سے بڑا زخم شانے پر تھا پیشانی پر بکسر کی کڑیاں چبھ گئی تھیں جس کو حضرت علی نے کھینچیں زخموں سے خون جاری تھا سیدہ بار بار زخموں کو دھوئیں حضور بھی فرما رہے تھے "کس طرح فلاح پائے گی وہ قوم جس نے اپنے رسول کو زخمی کر دیا"۔ سیدہ نے پرانی کھجور کی چٹائی جلا کر اسکی راکھ محترم باپ کے زخموں پر رکھ دی جس سے خون بند ہو گیا سارے زخم ٹھیک ہو گئے لیکن شانے کا زخم ایک ماہ میں ٹھیک ہوا

(مسلم شریف)

کشف المحجوب میں تحریر ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام شہر کوفہ اپنے مکان کے سامنے تشریف فرما تھے کہ ایک صحرا نشیں جنگل کی طرف سے آیا۔ آپ کو برے بھلے اور گالیاں سنانے لگا حتیٰ کہ ماں باپ کو نہ چھوڑا حضرت

امام نے بڑی نرمی سے تبسم فرماتے ہوئے کہا "معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بھوکا و پیاسا ہے جس کی بنا پر اتنا بیتاب ہے معلوم کیا بتاؤ تو سہی کیا وجہ ہے"۔ وہ جنگل کا رہنے والا پھر بھی آپ کو گالیاں سنا تا رہا آپ نے اپنے غلام سے کہا "اندر جاؤ فلاں مقام پر ایک تھیلی دینار کی رکھی ہوئی ہے اسے لے آؤ"۔ غلام دینار لے کر آیا تو آپ نے اس کو دلوا دی اور فرمایا "اے اعرابی تو مجھے معذور تصور کر میرے پاس کوئی دوسرے پیسے نہیں ورنہ دریغ نہ کرتا"۔ اس نے حضرت امام کی بات سنی تو بے اختیار بول اٹھا اشھد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور کہنے لگا بیشک آپ فرزند رسول ہیں پھر تو بہت سی دعائیں دیں اور تعریف کی میں صرف آپ کے حلم و بردباری کا امتحان لینے آیا تھا۔

فرمانِ آقائے دوجہاں صلے اللہ علیہ وسلم

ان الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنہ

یعنی یہ میرے دونوں بیٹے حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(ترمذی)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس حالت میں تشریف لائے کمبل اوڑھے ہوئے اس کمبل میں ابھری کوئی چیز معلوم ہوتی تھی میں نے حضور کی خدمت اقدس میں عرض کیا میرے ماں باپ فدا ہوں آپ پر یا رسول اللہ آپ کی آغوش مبارک میں کیا چیز ہے آپ نے کمبل مبارک کا ایک گوشہ اٹھایا تو ہم نے دیکھا کہ آپ کی آغوش میں حسنین پاک جلوہ فگن ہیں۔ پھر آپ نے ہاتھ

اٹھا کر یہ دعا فرمائی۔ اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں اور تو بھی ان سے محبت کر اور جو لوگ میرے حسنین سے محبت کریں اے مالک مولیٰ تو ان سے بھی محبت کر۔ (مشکوٰۃ شریف)

بیشک اہل بیت کی محبت فرائض دین سے ہے اور جسکے بغیر ایمان کی حقیقت ایک جسد بے روح جیسی ہے ان کی تعظیم و توقیر و محبت حقیقتاً رضائے محمد رسول اللہ کا درجہ رکھتی ہے۔ ضروری ہوا کہ ہر سید کی تعظیم و تکریم کی جائے۔

خدا نہ کرے کہ اگر کسی سید میں کچھ عمل صالح کی کمی بھی ہو تب بھی کئی خصوصیات رکھتا ہے اپنی جدی نسبت کی وجہ سے شرف اور امتیازی نشان کا حامل ہے اس لحاظ سے وہ یقیناً واجب التعظیم ہے۔ اہل بیت کی حقیقی اقتدا اور سچی پیروی موجب نجات ہے۔ اور ان کی بے حرمتی و بے عزتی زوال ایمان ہے اہل بیت کے بغیر محبت کوئی مسلمان منزلِ عرفان حاصل نہیں کر سکتا۔

دراصل سید اس خوش نصیب انسان کو کہتے ہیں جس کا شجرۂ نسب حسنین پاک تک پہنچتا ہو کیونکہ آیت تطہیر کے لحاظ سے کسی سید کا دامن کفر و شرک گندگی و نجاست سے آلودہ نہ ہو شرعی طور پر عزت و تعظیم کے وہی سید مستحق ہیں جو سراپا شریعت پر گامزن ہوں اخلاق حمیدہ اور صفات سعیدہ کی بولتی ہوئی تصویر ہو۔ اپنے آباؤ اجداد رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مسلک پر سختی سے عمل پیرا ہو۔ بیشک ایسے سید کی محبت و تعظیم نجات کا ذریعہ اور اسکی پیروی سلامتی ایمان کا موجب ہے۔ اور اگر واقعی نسب کے اعتبار سید ہے لیکن علم و عمل حیثیت سے اپنے بزرگوں کا صحیح نمونہ بھی ہو تب بھی وہ اس شرافت نسبی کی وجہ سے محبت و تعظیم کا حق دار ہوگا۔ مگر اس کے افعال غیر شرعیہ ہمارے لئے حجت نہیں اور غیر شرعی کی تقلید و پیروی کسی مسلمان کے لئے درست اور نہ کسی

حالت میں جائز ہوگی۔

اس پرفتن زمانہ میں نیک و بد حق و باطل سید و غیر سید کی شناخت ضروری ہے آج کل ہر شخص کے دل میں سید بننے کی آرزو ہے حالاں کہ اسلامی عدالت میں یہ عمل اس کا بدترین جرم ہے کوئی شخص اپنا نسب تبدیل کرے اور غیر باپ کو اپنا باپ بنائے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں موجود ہے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اپنا نسب غیر شخص کی طرف منسوب کرے اس پر فرشتوں و جنوں و انسانوں کی لعنت ہے ایسا شخص میری شفاعت سے بھی محروم ہوگا۔"

اب تو اپنی دنیا بنانے کی خاطر اپنے کو سید ظاہر کرتے ہیں۔ آخرت کا کوئی خوف و خیال نہیں کرتے اس بھری دنیا میں بہت سے لوگ اپنے کو سید ظاہر کرتے ہیں صرف اسلئے کہ قوم کا مال و متاع اسلام و ایمان کی دولت کو دن رات لوٹ رہے ہیں۔

بیشک ملت اسلامیہ کی تابندہ پیشانی پر یہ ایک بدنما دھبہ ہے۔ جسکو جتنی جلدی ہوسکے توبہ کرکے دور کر دینا چاہیئے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام آپ کے صبر و حلم حسن و جمال، زہد و کمال، خوارق کرامات کے واقعات بکثرت کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت امام حسن علیہ السلام قبلہ نانا جان کی خدمت اقدس میں حاضر تھے جب رات زیادہ گذری تو حضور نے فرمایا۔ حسن تم اپنی والدہ کے پاس جاؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان" اندھیری رات ہے حضور اجازت دیں تو میں صاحبزادہ کو مکان تک پہنچا آؤں۔ حضور نے فرمایا

تاریک رات نہیں" حضور کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ یکایک بجلی چمکنے سے روشنی پھیل گئی۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے مکان پر پہنچ گئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی روشن پیشانی اور چہرے کی چمک کا یہ عالم تھا کہ رات کی تاریکی میں اگر راستے سے گذر رہے ہیں تو لوگ آپ کی پیشانی کی چمک سے اپنا راستہ پالیا کرتے تھے راستہ اور دیواریں روشن ہو جایا کرتی تھیں۔

خاتون جنت

ایک روز امام الانبیاء کے بارگاہ میں

چند یہودی عورتیں حاضر ہو کر کہنے لگیں ہمارے گھر شادی ہے اگر آپ کرم فرما کر اپنی بیٹی کو شادی میں بھیج دیں تو یہ ہم پر احسان ہوگا۔ اور ہمیں فخر حاصل ہوگا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہمارے گھر تشریف لائیں حبیب خدا کی نظر دور تک تھی ان کے دلوں کی بات جان لی اور ان کا دل بھی نہ توڑا۔ اور وعدہ کرلیا یہودی عورتوں کا خیال تھا شادی کے دن ہم سب لباس فاخرہ میں ہونگے اور رسول خدا کی صاحبزادی کے لباس پر پیوند ہونگے۔ ہم سبھی مل کر انکا مذاق اڑائیں گے۔ یہ لو یہ مسلمانوں کے رسول کی بیٹی ہیں۔

ادھر حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہ کو شرکت کا حکم دیدیا ہے سیدہ سوچ میں پڑگئیں اپنے لباس کو دیکھا تو آنسو آگئے۔ روح کونین لرز کر رہ گئی حوروں کی چیخیں نکل گئیں غیرت خداوندی کو جوش آگیا

جبریل کو حکم دیا جلدی کرو جنت سے کپڑوں کا جوڑا لیکر میرے محبوب کی بیٹی کے حضور میں پیش کردو۔ جبریل نے جنت کا جوڑا لیا اور کچھ دیر بعد رسالت مآب کی حضوری میں پیش کردیا وہ جوڑا سیدہ کو دیتے ہوئے فرمایا" فاطمہ یہ جنت کا جوڑا جبریل نے لاکر دیا ہے۔ اسے پہن کر شادی میں شرکت کرنا" سیدہ نے سجدہ شکر ادا کیا۔ سیدہ کو نیا جوڑہ پہننے کا شوق نہیں تھا بس یہی دکھ تھا یہودی عورتیں طنز کریں گی رسول خدا کی عزت پر حرف آئے گا۔ آپ نے وہ جوڑا پہنا اور شادی والے گھر پہنچیں۔ وہاں یہودی عورتوں نے پوری تیاری کر رکھی تھیں جب ان سب کی نگاہیں سیدہ پر پڑیں لباس دیکھکر ہکا بکا رہ گئیں۔ سارا پروگرام دھرا کا دھرا رہ گیا۔ سیدہ کے لباس کا تمسخر اڑائیں خود تمسخر بن کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگیں۔ انھوں نے خواب میں بھی ایسا لباس نہیں دیکھا تھا۔ وہ عورتیں سیدہ کے لباس کو بوسے دینے لگیں۔ آپ کا ہاتھ چومنے لگیں۔ اب پہلا خیال ذہنوں سے نکل گیا۔

عورتوں کی نفسیات ہی ایسی ہے اپنے سے بہتر زیور اور لباس والیوں کو دیکھ لیں یا تو حسد سے جل جاتی ہیں یا کسر نفسی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ یہودی عورتیں کسر نفسی کا شکار ہوگئیں۔ وہ کنیزوں کی طرح آپ کے آگے پیچھے پھرنے لگیں اور فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالے عنہا شاہزادیوں کی طرح ایک جگہ بیٹھ گئیں۔

عورتوں نے آپ سے سوال کیا" یہ لباس آپ نے کہاں سے لیا؟" آپ نے فرمایا" قبلہ والد صاحب نے دیا ہے" انھوں نے پوچھا آپ کے والد کو کس نے دیا؟ فرمایا" جبریل نے" دریافت کیا" جبریل کہاں سے لائے؟ جنت سے" یہودی عورتیں اور مرد سب نے مل کر کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ

کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی فاطمہ کے ننھے ننھے دو پھول آپس میں کشتی لڑنے لگے اس وقت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے پاس بیٹھے ہوئے یہ کشتی دیکھ رہے تھے۔ آخر آپ نے حسن سے فرمایا "حسن تم حسین کو پکڑ لو" صاحبزادی نے حیران ہو کر عرض کیا "باباجان آپ بڑے کو فرما رہے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑ لو؟ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا "ہاں بیٹی دوسری طرف جبریل حسین سے کہہ رہے ہیں کہ حسن کو پکڑ لو"۔ غور تو کرو یہ مقام ہے بنت رسول جناب فاطمہ کے شہزادوں کا جن کو کھیلتے دیکھ کر ذات رسول خدا کو ذوق آجائے اور جبریل آ کر کشتی لڑائیں حقیقت یہ ہے کہ مقام حسین پاک اگر کوئی تعین کر سکتا ہے یا تو خدائے بزرگ و برتر کی ذات اقدس ہے۔ یا حسین کے نانا کی ذات مقدس۔ دنیا کا کون ایسا بچہ ہے جس کے مشاغل میں ذات حبیب خدا اسطرح دلچسپی لیتی ہو۔

اہلِ بیت کی محبت خلفائے اربعہ کے دلوں میں

خلفائے اسلام اہل بیت کو کس قدر چاہتے تھے اور ان کی محبت ان کا دل و دماغ میں کس قدر توقیر و تعظیم و شفقت تھی چند احوال تاریخی حقائق سے پیش کر رہا ہوں۔ قارئین کرام کو اندازہ ہو گا۔ اکابر صحابہ کو اہل بیت سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی۔ خود حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں۔ والذی نفسی بیدہ لقرابۃ رسول اللہ احب الی من قرابتی۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے اپنے قرابت داروں سے زیادہ رسول اللہ کے اقربا محبوب ہیں۔ (بخاری شریف)

بارگاہ صدیقی میں جناب سیدہ نے میراث وغیرہ کا مطالبہ کیا صدیق اکبر نے جواب میں طرز عمل کی وضاحت فرماتے ہوئے اہل بیت کے متعلق اپنے پاکیزہ جذبات کی اس طرح ترجمانی فرمائی حضور میرے آقا کی بیٹی ہیں خدا کی قسم مجھے اپنے عزیزوں، رشتہ داروں سے آقا کے رشتہ دار زیادہ محبوب ہیں اور مجھ کو عائشہ سے زیادہ پیاری فاطمہ آپ ہیں۔ جس دن آپ کے والد محترم یعنی میرے آقا نے انتقال فرمایا اس دن میں نے بھی یہ آرزو کی تھی خدا مجھ کو موت دے دے۔ اور میں آقا کے بعد زندہ نہ رہوں مگر افسوس ایسا نہ ہو سکا اے میری آقا زادی کیا آپ یہ خیال کرتی ہیں کہ میں آپ سے واقف نہیں کیا آپ کے فضل سے آگاہ نہیں ہوں۔ کیا آپ کے حق سے میں بے خبر ہوں نہیں نہیں ایسا نہیں ہے۔ میں سب کچھ جانتا ہوں آپکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکے سے کچھ اس وجہ سے نہیں دے سکتا کہ میں نے اپنے آقا کو یہ فرماتے ہوئے

سنا ہے کہ "میرے مال کا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم اپنے بعد چھوڑ دیں وہ سب صدقہ ہے۔"

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی ذات نبوی کے تعلق کی وجہ سے دونوں شاہزادوں کے ساتھ بڑی محبت کرتے تھے ایک صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر آئے دیکھا کہ حضرت حسن بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضرت حسن کو اٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھالیا اور کہنے لگے کہ میرے باپ حسن پر فدا و قربان اے علیؑ میرے آقا کے مشابہ ہے تمہارے مشابہ نہیں مولےٰ علی کرم اللہ وجہہ، مسکرا دیئے۔

جناب سیدہ مکان پر نماز پڑھ رہی تھیں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے صاحبزادی قیام میں تھیں اور ضعف و نقاہت کی وجہ سے جسم اطہر پر لرزہ طاری تھا۔ سیدہ نے نماز کو پورا کیا بڑی تعظیم سے سرکار کائنات کو سلام پیش کیا آقا نے پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے اتنی کمزوری کا سبب معلوم کیا باباجان کے اس سوال پر آپ پریشان ہو گئیں۔ شکوہ کرنا جانتی ہی نہ تھیں البتہ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ جواب تو دینا ہی تھا شرماتے ہوئے حقیقت بیان کر دی "بابا میں تین دن سے فاقہ کر رہی ہوں۔" علی نے جو کچھ لا کر دیا اس کا کھانا پکایا ضرور حسنین کو کھلایا باقی کو خیرات کر دیا پیٹ پر پتھر باندھنے والے معظم باپ یہ حالت دیکھ تڑپ اٹھے بیٹی کی نقاہت دیکھی نہ گئی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔ اے اللہ آج کے بعد میری بیٹی کو بھوک نہ ستائے۔ سیدہ فاطمہ زہرہ فرماتی ہیں جب رونے سے میرے مکرم باپ نے میرے لئے دعا فرمائی اس وقت سے کبھی بھی مجھے بھوک نے بیقرار نہ کیا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کی خلافت کا جاہ جلال و عظمت و حشمت کے باوجود اہل بیت کے ساتھ بہت محبت آمیز سلوک کیا کرتے تھے اور ہمیشہ ان کی عزت و عظمت و شرافت کا خیال رکھتے تھے۔ جب کہ بیت المال سے صحابہ کے وظائف مقرر کیے تو حسنین پاک اکابر صحابہ کی صف میں نہ آتے تھے لیکن محض نواسہ رسول ہونے کی بنا پر آپ کا بھی پانچ پانچ ہزار دینار ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخصوصیت سے حضرت امام حسین علیہ السلام پر بے حد مہربان تھے۔ اپنے فرزند عبداللہ سے بھی زیادہ محبت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ حالانکہ آپ کے فرزند عبداللہ صحابہ کی نظروں میں فضائل میں کم نہ تھے۔ ایک بار مسجد نبوی میں امیر المومنین مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے اسی اثناء میں حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے "اے امیر المومنین میرا حق جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے مجھے دیجیے۔" آپ نے فرمایا "بیشک" اور فوری ایک ہزار درہم پیش کئے اور امام حسین علیہ السلام واپس ہوئے تو آپ کے بیٹے عبداللہ آ گئے امیر المومنین نے اپنے بیٹے عبداللہ کو پانچ سو درہم دیئے عبداللہ نے جب یہ خصوصی امتیاز دیکھا عرض کیا "باباجان یہ انصاف ہے میں بہت پہلے اسلام لایا اور ہجرت کا شرف حاصل کیا اور کئی جنگوں میں شامل ہوا ہوں۔ اس وقت حسنین پاک جب کہ بچے تھے گلیوں میں کھیلا کرتے تھے۔ لیکن آپ ان دونوں بچوں کو ہم پر ترجیح دیتے ہیں۔ حسنین پاک کو ایک ایک ہزار درہم دیئے اور مجھے پانچسو دینار۔" فاروق اعظم نے فرمایا "اے عبداللہ تمہارے اس سوال سے مجھے بے حد صدمہ و تکلیف ہوئی پہلے وہ مقام اور فضیلت تو حاصل کر جو ان آقا زادوں کو حاصل ہے پھر ہزار درہم کا مطالبہ کرو۔

ان شاہزادوں جیسا نانا لاؤ۔ انکی جیسی نانی لاؤ۔ ان جیسا باپ لاؤ ان کی جیسی ماں لاؤ۔ انکی جیسی پھوپھی لاؤ۔ انکی جیسی خالائیں لاؤ۔ انکے جیسے ماموں لاؤ۔ اے عبداللہ خدا کی قسم میں خوب جانتا ہوں تم ہرگز قیامت تک نہ لا سکو گے ان کے نانا جان حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کی نانی خدیجۃ الکبریٰ ہیں۔ انکے والد حیدر کرار شیر خدا ہیں۔ انکی والدہ صاحبزادی آقا کی فاطمہ ہیں ان کے ماموں صاحبزدہ رسول اللہ ہیں۔ اور انکی خالائیں حضرت زینب، رقیہ، کلثوم ہیں ان کے چچا جعفر طیار ہیں۔ ان پھوپھی ام ہانی ہیں پھر تم کس زبان سے انکی برابری کا دعوےٰ کرتے ہو تمہارا یہ دعویٰ بے بنیاد بے سود ہے۔"

ایک بار فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، اور امام حسین علیہ السلام کا بچپن تھا۔ اہل فضل وکمال سے مسجد نبوی لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ ایسی حالت میں حضرت امام مسجد میں تشریف لائے اور آپ نے امیر المومنین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "اے عمر تم میرے باپ کے منبر سے اترو اور جاؤ تمہارے باپ کا جہاں منبر ہو" یہ کلمات حسین کی زبان مبارک سے سن کر مسجد کے در و دیوار اور جو حاضر لوگ وہاں پر موجود تھے سناٹے میں رہ گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صحابہ کو سکتہ طاری ہو گیا ہے۔ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے آپ کے کلمات خندہ پیشانی سے سنے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے خطبہ چھوڑ کر انتہائی شفقت اور مہربانی سے آپ کو اٹھا کر اپنے پاس منبر پر بٹھالیا۔ اور بعد میں خطبہ کو پورا کیا۔

حضرت حسین کو گود لیکر مکان کی طرف چلے راستہ میں حضرت امام سے دریافت کرنے لگے۔ "اے راحت جان بتول میرے آقا اے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پھول میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بیشک میرے ماں باپ کا کوئی منبر نہیں مجھے یہ قیادت وسعادت تو آپ کے والد محترم یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کی برکت سے حاصل ہوئی ہے۔ میرے آقا یہ بات آپکو کس نے سکھلائی؟ امام عالی مقام نے۔ "اے فاروق اعظم یہ بات میں نے خود کہی ہے مجھے کسی نے کہلایا نہیں ہے۔" فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے فرمایا "اے میرے آقا کبھی کبھی میرے غریب خانہ پر تشریف لایا کریں مجھے بے حد مسرت ہوگی۔" آپ نے فرمایا "انشاء اللہ تعالیٰ"

ایک بار شاہزادے کونین محسن اعظم حضرت امام حسین علیہ السلام امیر المومنین فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کے مکان پر حسب وعدہ تشریف لے گئے۔ اتفاق سے اس وقت امیر المومنین امیر شام سے کسی خاص معاملہ پر بات چیت اور تبادلہ خیالات فرما رہے تھے دروازہ پر ابن عمر عبداللہ کھڑے تھے۔ حضرت امام بھی انھیں کے پاس کچھ دیر کھڑے رہے واپس چلے آئے اور جب امیر المومنین سے ملاقات ہوئی تو حضرت عمر نے دریافت کیا "اے میرے آقا حسین آپ مکان پر آئے نہیں؟ آپ نے فرمایا "اے امیر المومنین حسب وعدہ میں آپکے مکان پر پہنچا آپ اس وقت تنہائی میں امیر شام سے گفتگو میں محو تھے لہٰذا آنا مناسب نہ جانا۔ آپکے صاحبزادہ عبداللہ کے ہمراہ کچھ دیر تک رہا اور عبداللہ ہی ساتھ واپس لوٹ آیا۔" امیر المومنین نے فرمایا۔ "اے فرزند رسول جان راحت بتول آپ جیسی عزیز القدر ہستی اور عبداللہ کا کیا مقابلہ ہو سکتا ہے اور آپ اندر تشریف لے آتے آپ عبداللہ سے زیادہ حقدار ہیں خدا کی قسم جو کچھ ہماری عزت مقبولیت ہے وہ خدائے قدوس کے بعد آپ ہی حضرات کی عنایت کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے آپ کی بدولت ہمارے سروں پر بال اگائے۔ آپ ہی کے طفیل

میں ہم نے راہ راست پائی آپ کی برکت سے اس بلند مقام کو پہنچا۔ اے میرے آقا آپ کے لئے کسی اجازت کی ضرورت نہیں۔ آپ جب تشریف لائیں تو بغیر اجازت آجایا کریں۔"

ایک بار یمن سے کپڑا آیا امیر المومنین نے تمام صحابہ میں تقسیم کر دیا۔ فاروق اعظم اس وقت گنبد خضریٰ اور منبر نبوی کے درمیان رونق افروز تھے جب کہ لوگ کپڑے پہن پہن کر امیر المومنین کو سلام کرنے کی غرض آ رہے تو ٹھیک اسی وقت حسنین پاک اپنے مکان سے باہر تشریف لائے اور فاروق اعظم نے ان شاہزادوں کو دیکھا اور خیال کیا کہ شاہزادوں کو تو کوئی کپڑا نہ ملا۔ آپ کو بے حد ملال ہوا اور لوگوں سے کہنے لگے مجھے تم لوگوں کے کپڑے پہننے سے کوئی خوشی نہیں۔

آپ سے دریافت کیا گیا "اے امیر المومنین ایسا کیوں؟ ارشاد فرمایا ان شاہزادوں کے جسم اطہر پر یمنی کپڑا کوئی نہیں فوراً حاکم یمن کو حکم دیا گیا کہ جلد سے جلد دو جوڑے کپڑے شاہزادوں کے واسطے ان کے شایان شان روانہ کئے جائیں۔ اور جب حسنین پاک کیلئے کپڑا آیا تو حسنین پاک نے ان کو پہنا اور مکان سے باہر تشریف لائے تو امیر المومنین کی نظر شاہزادوں پر پڑی فرط مسرت سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور اعلان کرنے لگے اے آقا کے جانثارو آج مجھے سچی خوشی حاصل ہوئی۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں حضرت مولیٰ علی اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کوئی گھر مسلمانوں کا ایسا نہ تھا جو خوش و خرم نہ رہتا ہو اسلئے کہ آپ کے دور خلافت میں بہت سے مقامات و شہر فتح ہوئے ان مقامات سے مالی دولت کثیر تعداد میں آیا کرتی تھی امیر المومنین

نے اپنے دور خلافت میں ایک ایک انصاری و مہاجر بھائی کو چار چار ہزار درہم سالانہ مقرر کئے تھے اور پانچ پانچ ہزار درہم حسنین پاک کو مقرر کئے اور امہات المومنین کے واسطے دس دس ہزار۔ خصوصیت سے عائشہ صدیقہ کے واسطے بارہ ہزار اور عبداللہ بن عباس کے واسطے بارہ ہزار اور جو لوگ جنگ بدر میں شامل ہوئے تھے ان کو پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کئے۔ انصار عورتیں اور مہاجر عورتیں انکے لئے چار چار ہزار و پانچ پانچ ہزار درہم مقرر فرمائے۔ اوروں کو چھ چھ سو درہم فرمائے اور اپنے بیٹے عبداللہ کیلئے تین ہزار۔ اسامہ بن زید کیلئے چار ہزار مقرر کئے۔ عبداللہ بن عمر نے اپنے والد سے شکوہ کیا اور کہنے لگے "کیا وجہ ہے کہ آپ نے اسامہ کیلئے چار ہزار درہم مقرر کئے جبکہ وہ کسی جنگ میں یا غزوہ میں مجھ سے آگے نہیں رہے۔" عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ "زید تمہارے باپ سے زیادہ میرے آقا کو محبوب تھے حضور تم سے زیادہ اسامہ سے محبت کرتے تھے اس لئے میں نے اپنی محبت پر رسول اللہ کی محبت کو ترجیح دی۔

(ترمذی شریف)

حضرت عبداللہ ابن عمر نے کتنے شاندار الفاظ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے شرف کا اعتراف فرمایا۔ آپ ایک بار خانہ کعبہ کے دیوار کے سائے میں پہنچے اسی مقام پر بہت سے لوگ موجود تھے ناگاہ شاہزادہ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام کا ادھر سے گذر ہوا۔ عبداللہ ابن عمر نے فرمایا "اے حاضرین محفل تم لوگ جانتے ہو یہ برگزیدہ ہستی امام حسین علیہ السلام آسمان والوں کے نزدیک تمام اہل زمین سے زیادہ محبوب ہیں۔"

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بلال نے کبھی اذان نہ دی اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اجازت سے ملک شام

میں مقیم ہو گئے عرصہ گذرا کہ ایک رات حضور کو خواب میں دیکھا آقا نے فرمایا یہ کیا ظلم ہے کہ اب بھی وقت نہیں آیا کہ تم میری زیارت کیلئے آؤ۔ بلال نیند سے بیدار ہوئے تو ان پر رقت طاری تھی اسی وقت مدینہ طیبہ کیلئے روانہ ہو گئے آقا کے مزار اقدس پر پہنچے تو آنسو جاری تھے چہرے اور اپنی آنکھوں کو قبر اطہر سے رگڑنا شروع کیا ایک بار نظر اٹھائی دیکھا کہ حسنین پاک آ گئے بلال رضی اللہ عنہ نے ان شاہزادگان کو سینے سے چمٹا لیا شاہزادوں نے کہا " ہم یہ چاہتے ہیں آپ ہم کو اذان سنائیں جو میرے نانا جان کے وقت میں سنایا کرتے تھے" اب بلال انکار نہ کر سکے۔ بلال جانتے تھے انکی بات کہی ہوئی میرے آقا نے بھی پوری کی ہے۔ اور یہ بھی معلوم تھا کوئی فرمائش حسنین پاک کی میرے نبی نے رد نہ کی تو کیا مجال ہے بلال میں کہ آقازادوں کی فرمائش کو پورا نہ کرے اذان دینے کیلئے تیار ہو گئے اور مسجد نبوی کی چھت پر اس مقام پر کھڑے ہوتے ہوئے جس جگہ سرکار کے وقت میں اذان دیا کرتے تھے اذان دینا شروع ہی کیا تھا کہ مسجد میں کہرام پڑ گیا تھا اور جب اشہد لا الٰہ الا اللہ پر پہنچے تو عورتیں بچے روتے ہوئے گھروں سے نکل آئے اور جب اشہد ان محمد رسول اللہ پر پہنچے تب چاروں طرف ہل چل پڑ گئی لوگ یہ خیال کرنے لگے کہیں رسول اللہ کی دوبارہ تشریف آوری تو نہیں ہو گئی۔ آقا کی وفات کے بعد علاوہ اس دن کے کبھی اتنی آہ بکا نہیں سنی گئی۔ یہ دور خلافت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔

معلوم ہوا کہ جو سرکار کی اتباع و پیروی کرنے والے ہیں وہ کبھی بھی حسین پاک کا دل غمزدہ نہیں ہونے دیتے۔ کیوں کہ جانتے تھے اگر ہمارے کسی عمل سے حسنین کا دل دکھا تو رسول اللہ کی ناراضگی کا سبب ہوگا۔

حضرت عبدالقادر جیلانی غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اپنے کتاب غنیۃ الطالبین

میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " مجھے عروج واقع ہوا میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میرے بعد میرا خلیفہ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہو فرشتوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ خدا چاہے وہی ہو گا تیرے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ نیز یہ بھی تحریر کرتے ہیں حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا " کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے باہر نہیں گئے جب تک میرے ساتھ یہ عہد نہ کر لیا کہ میرے مرنے کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گا۔ بعد ازاں عمر رضی اللہ عنہ۔ بعد ازاں عثمان رضی اللہ عنہ بعد ازاں تو خلیفہ ہو گا" جس کو نقل کیا ہے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر دوم مکتوب ۶۷ ص ۱۹۲ تا ص ۱۹۲ تک۔

انتخاب رسول میں خامیاں اور نقائص تلاش کرنے والو یہ عمل تمہارا براہ راست رسول خدا پر حملہ ہو گا۔ جب کہ نگاہِ حسین میں غلطی کا امکان نہیں تو پھر نگاہِ مصطفےٰ میں غلطی کا امکان کیسے ہو گا۔ اہل بیت سے پیار کرنا رسول خدا سے محبت کرنا ہو گا۔

شمع رسالت کی روشنی میں چلنے والے کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ نگاہِ مصطفےٰ کے نوازے ہوئے لوگوں پر تنقید کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ حبیب خدا کے تربیت یافتہ مدینۃ العلم کے شاگردوں پر بہتان لگانا حق ردیانت اور ایمان وانصاف کا دامن چھوڑ دینے کے مترادف ہے خلفائے راشدین حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ لوگ ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے انھیں حضرات کے لئے رضی اللہ عنہم و رضو عنہ اولٰئک حزب اللہ فرمایا ہے۔ راضی ہے اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ لوگ راضی ہیں اپنے رب سے اللہ تعالیٰ اعلان کرتا ہے کہ یہ لوگ میرے گروہ کے ہیں۔

خلافت کرنے والے نعوذ باللہ اگر غلط ہوتے تو حیدر کرار ضرور ان سے ٹکرا جاتے جب کہ حسین اپنے حق کے حصول کے لئے میدان کربلا کو لالہ زار بنا سکتے ہیں۔ اور یزیدی حکومت کو غیر اسلامی قرار دے سکتے ہیں تو فاتح خیبر بھی یہ اقدام ضرور کرتے۔ کیونکہ حضرت علی شیر خدا ہیں صاحب ذوالفقار ہیں۔ وہ اپنا حق وصول کرنا چاہتے تھے۔ ان کا حق کون غصب کر سکتا تھا۔ اہل اسلام کا فیصلہ آپ نے قبول کر لیا مولیٰ علی کے فیصلہ پر تنقید نہ کرو۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو دنیا سے پہلے تشریف لیجانا تھا ان کو پہلے خلافت مل گئی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ کو عثمان غنی سے پہلے شہادت حاصل تھی تو وہ دوسرے خلیفہ ہوئے۔ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو مولیٰ علی سے پہلے شہادت حاصل ہوئی تو وہ تیسرے خلیفہ ہوئے۔ چوتھے خلیفہ حیدر کرار حسن رضی اللہ عنہٗ سے پہلے آپ کو شہادت حاصل ہوئی بحث کرنا مقصود نہیں۔ ایک سیدھی سی بات تحریر کردی۔

رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم یوں تو ساری کائنات کیلئے رحمت بن کر تشریف لائے صحابہ ہوں یا آپ کی ازواج مطہرات آپ کی نگاہ رحمت نے ہر ایک کو نوازا ہے۔ جن ہوں یا انسان جانور ہوں یا پرندے۔ ارضی ہوں یا سماوی ہر شے کو کسی نہ کسی وجہ سے آپ کی رحمت پہنچی ضرور۔

حدیث قدسی۔ لولاک لما خلقت الافلاک۔ مالک بے نیاز کاش اپنے محبوب کو نہ پیدا کرتا تو کچھ نہ ہوتا۔ اعلان نبوت سے جو آپ کا ہو گیا وہ فضیلتوں کا پیکر بن گیا۔ ذرہ تو آفتاب بن کر چمکنے لگا۔ قطرہ تھا تو بحر بیکراں بن گیا کانٹا تھا تو پھول بن گیا۔ پتھر تھا تو لعل بن گیا۔ غلام تھا تو آقا بن گیا مقتدی تھا تو امام بن گیا۔ شقی تھا تو سعید بن گیا۔ فقیر تھا تو غنی بن گیا۔ ناپاک تھا تو پاک بن گیا۔ حبشی تھا تو اہل قریش کا سردار بن گیا اعرابی تھا تو عربی بن گیا۔ رحمت سے دور تھا تو

قریب ہو گیا۔

الغرض رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی جس جس پر نگاہ رحمت پڑتی تھی تو اسے مہر عالمتاب بنا دیتی تھی مگر ردائے پاک میں آنے والی یہ چار ہستیاں علی فاطمہ حسن حسین نفوس قدسیہ کے تمام کائنات عالم سے ایک خاص فضیلت و شان کے مالک ہیں آقا انھیں چار شخصیتوں سے محبت رکھتے تھے اور آپ کی ان حضرات سے والہانہ محبت تھی یہ لوگ سرور انبیاء کے محبوب تھے اور رسول خدا اللہ کے حبیب تھے یہی وجہ ہے خدا تعالےٰ بھی انھیں سے محبت کرتا ہے حسنین پاک رو دیں تو جبریل کو حکم ملے جھولا جھلاؤ۔ حسنین کو لوریاں دو جنت سے دو جوڑے کپڑے لیکر پہنچو۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ خدا کے محبوب اور محبوب کو یہ چار ہستیاں محبوب ہیں تو اللہ تعالےٰ اپنے محبوب کی ہر شے کو محبوب رکھتا ہے خدائے قدوس فرماتا ہے اے میرے محبوب میں تو ان سے محبت کرتا ہوں اور میری محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ جس سے میرا محبوب محبت کرے تو اس سے میرے خاص بندے بھی محبت کریں۔ اسلئے اعلان حکم دیدیا۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس آیت کو سنا تو بارگاہ حبیب میں عرض کیا یا رسول اللہ من قرابتک ھٰؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم۔ "یا رسول اللہ مجھے آپ بتا دیجئے کن کن اہل بیت سے محبت ہم پر واجب کر دی گئی ہے" امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "علی فاطمہ حسن حسین"

دوسری روایت میں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم من قرابتک والذین نزلت فیھم الایۃ۔

یارسول اللہ وہ آپ کے کون قریبی ہیں جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے تو آپ نے فرمایا علی فاطمہ وابناھما ، (یعنی علی فاطمہ اور ان کے بیٹے)

ایک دن حضور نے حضرت انس سے فرمایا "کہ اب جو سب سے پہلے اس دروازہ سے آئے گا وہ مومنوں کا امیر مسلمانوں کا سردار روشن منھ ہاتھ کا قائم اور ولیوں کا خاتم ہوگا۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ انصار تھے انھوں نے عرض کیا یا اللہ کسی انصار کو بھیج دے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ تشریف لے آئے آپ نے انس سے فرمایا اے انس یہ ہے وہ شخص عربی "تتبع ہے"

ان کی توصیف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا تاریخ الٹ پلٹ کر دیکھی جائے تو معلوم ہوتا ہے آپ جیسا بہادر دنیا کی کسی ماں نے جنا ہی نہیں ان کے فقر و فاقہ کو دیکھیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان جیسا صابر وشاکر دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نے مولیٰ علی کو وہ کچھ بنا دیا تھا جو دوسرا کبھی بن ہی نہیں سکتا۔ آپ کی سیرت پاک دیکھ کر پتہ یہ چلتا ہے کہ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ سے لیکر آقائے دوجہاں نے علی کی جھولی میں ڈال دیں۔ مولیٰ علی بدر و اُحد میں ہوتے ہیں تو ان کی تلوار کی کاٹ دیکھ کر ہاتف غیبی پکارتا ہے۔

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار خیبر کا قلعہ القموص فتح نہیں ہوتا تو امام الانبیاء فرماتے ہیں "کہ ہم کل اسکو پرچم دینگے جس کے ہاتھ پر قلعہ فتح ہو جائے گا وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اور اللہ اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں" پھر جھنڈا علی کو عطا کیا۔ مولیٰ علی خیبر کے دروازے کو اسطرح اکھاڑ کر پھینکتے ہیں جیسے کاغذ کا بنا ہوا ہو۔ بعض روایتوں سے

یہ معلوم ہوتا ہے چالیس یا ستر لوگ اس کو جھلا کر کھولتے اور بند کرتے تھے۔

آپ عالم ربانی میں مشہور بہادر اور بے مثل زاہد اور مشہور و معروف خطیب تھے۔ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے قرآن حکیم مرتب کر کے خدمت نبوی میں پیش کیا۔ آپ ہی بنی ہاشم میں سب سے پہلے خلیفہ ہیں ابن عباس، انس بن مالک، زید بن ارقم، سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اور بہت سے صحابی رسول اس روایت پر متفق ہیں کہ سب سے پہلے اسلام میں آپ ہی داخل ہوئے۔ اور مولیٰ علی کا خود بھی قول ہے کہ سب سے پہلے اسلام کو میں نے قبول کیا جب کہ میں بچہ تھا۔ جس طریقہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ نے کبھی بھی بت پرستی نہیں کی

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت انما المومنون اخوۃ نازل ہوئی تو آقا نے انصار اور مہاجرین میں بھائی چارہ کرا دیا۔ اس وقت مولیٰ علی موجود نہ تھے۔ اور جب اس آیت کی آپ کو خبر ہوئی تب آپ کو ملال ہوا اور روتے ہوئے آقا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ نے تمام مسلمانوں میں بھائی چارہ کر دیا اور میں یوں ہی رہ گیا۔ تب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر اعلان فرمایا۔ انت اخی فی الدنیا والآخرۃ اے علی تم میرے دنیا و آخرت میں بھائی ہو۔

حضرت یعلی بن مرہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ام ایمن نے آکر بتایا یا رسول اللہ دونوں صاحبزادے کہیں چلے گئے دوپہر کا وقت تھا آپ نے فرمایا تم سب میرے ساتھ چلو اور بچوں کو تلاش کرو ہم سب مل کر حضور کے ساتھ ہو لئے ڈھونڈھتے ہوئے ایک پہاڑ کے نیچے جا پہونچے دیکھتے کیا ہیں حسنین رضی اللہ عنہما ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے سورہے

ہیں اور ایک بہت بڑا سانپ اپنے دم پر کھڑا ہوا ان دونوں پر پہرہ دے رہا ہے اور اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسکی طرف دوڑے اور سانپ کی طرف ہو کر کچھ عرض کر رہا تھا پھر وہ سانپ نیچے ہو کر پتھروں میں گھس گیا حضور نے دونوں صاحبزادوں کو اٹھا کر پہلے چہروں کو صاف کیا اور فرمایا اے اللہ تو ان دونوں کی خبر گیری و محافظت فرما پھر آپ نے حسنین کو اپنے کاندھوں پر سوار کر لیا اور بے حد دعائیں کیں۔

ایک بار حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے احباب کے ساتھ کھانے میں شریک تھے آپ کا خدمت گار ترکاری لے کر آیا تو پیالہ سے کچھ شوربا آپ کی قمیض پر پڑ گیا آپ نے اس کو نظر اٹھا کر دیکھا اس شخص نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین۔

ترجمہ:- جو پی جاتے ہیں اپنے غصے کو اور معاف کر دیتے ہیں لوگوں کے قصوروں کو اللہ تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے وہ آپ کا غلام تھا آپ نے اسے آزاد کر دیا۔

طیوریات میں امام جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ ہم سنتے ہیں آپ اکثر خطبہ میں فرماتے ہیں الٰہی مجھکو ویسی ہی صلاحیت عطا کر جیسی اپنے خلفائے راشدین کو عطا ہوئی وہ خلفاء راشدین کون تھے یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا وہ میرے دوست ابو بکر اور عمر تھے اور وہ دونوں امام ہدیٰ اور شیخ الاسلام تھے اور وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قریش کے مقتدیٰ تھے جس شخص نے انکی اقتدا کی نجات پائی اور جس نے ان کی اتباع کی ہدایت پائی اور جو لوگ ان کے راستے پر چلتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے لشکر میں داخل ہوئے اور حزب اللہ کہلائے۔

حضرت عنتر صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اسی اثناء میں آپ کے غلام قنبر آئے اور کہنے لگے اے امیر المومنین! آپ تو ایسے ہیں کہ اپنے اہل بیت کیلئے کچھ نہیں رکھتے میں نے ان کے لئے کچھ چھپا کر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا ہے قنبر کہنے لگا میرے ساتھ آپ تشریف لے چلیے جب آپ گھر کو گئے تو ایک بڑا تھال سونے اور چاندی سے بھرا ہوا آپ کے روبرو پیش کیا آپ نے فرمایا تری ماں تجھ کو روئے اس سے تیرا کیا ارادہ ہے کیا تو میرے گھر میں اس قدر عظیم آگ بھرتا ہے پھر آپ نے اس مال کو شرفا میں تقسیم کر دیا خود خالی ہاتھ واپس گئے۔

عبداللہ بن شریک اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی کے پاس فالودہ آیا آپکے پاس رکھا گیا آپ نے اسکو دیکھ کر فرمایا اسکی خوشبو رنگ و مزہ سب اچھے ہیں لیکن میں اسکو پسند نہیں کرتا کہ نفس اسکو کھا کر سرکش ہو۔

نکاح ثانی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ

حضرت مولےٰ علی کرم اللہ وجہہٗ کا دوسری بار عقد فاطمہ بنت کلابیہ سے ہوا۔ مورخین کا بیان ہے فاطمہ بنت کلابیہ جب کہ صاحبزادئ رسول کے مکان پر زوجہ علی مرتضیٰ ہو کر آئیں تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چوکھٹ کو چوما۔ اور مکان کے صحن میں پہنچ کر دیکھا شہزادگان و زینب صحن میں رونق افروز ہیں پہلے ان شاہزادگان کا طواف کیا۔ اور شہزادوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر فرمایا "اے میرے آقازادو! ماں بن کر نہیں آئی ہوں خادمہ بن کر آئی ہوں خدمت گذاری کا شرف عطا کیجیے۔"

ابھی کچھ وقت گذرا ہی تھا۔ کہ فاطمہ بنت کلابیہ کے بچہ پیدا ہوا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یہ خبر سن کر فرطِ مسرت سے دیوانہ ہو کر دوڑتے ہوئے قبلہ والد محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولےٰ علی کرم اللہ وجہہٗ اس وقت مسجد نبوی میں سربسجود تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حسین نے عرض کیا "باباجان! اللہ تعالےٰ نے ہم کو چاند سا بھائی دیا ہے۔" حضرت مولیٰ علی مکان پر تشریف لائے اور حسین اپنے دوستوں کو خوشخبری سنانے پہنچا۔ مولےٰ علی نے بچہ کو گود میں لیکر ایک کان میں اذان دوسرے میں اقامت کہی۔ اور نومولود بچہ کی ماں سے فرمایا "اس بچہ

کا نام میں نے عباس رکھا ہے۔" کچھ دیر کے بعد میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ مکان پر آئے تو بہن زینب نے کہا "بھائی جان! باباجان نے اس ننھے سے بچہ کا نام عباس رکھا ہے۔" تب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ نے وضو کیا اور بچہ کو گود میں اٹھا کر اپنے لب ہائے مبارک بچہ کی کان کی طرف جھکائے مولیٰ علی نے فرمایا "اے بیٹے! میں نے اذان و اقامت کہہ دی ہے۔" لیکن پھر بھی حسین نے کان میں کچھ کہا۔ پھر محترم باپ سے عرض کیا باباجان! میں نے اذان واقامت نہیں کہی بلکہ والدہ ماجدہ کا پیغام تھا جو پہنچا دیا۔ حضرت مولائے کائنات یہ سن کر تڑپ اٹھے۔ اور کہنے لگے "کہ اے جانِ پدر! جلد بتاؤ کہ وہ پیغام بنت رسول اللہ کا کیا تھا جو سیدہ نے اس ننھے سے بچہ کیلئے دیا تھا۔"

حضرت امام حسین نے عرض کیا "میری والدہ محترمہ نے مجھ سے وصیت فرمائی تھی کہ "اے میرے بیٹے حسین جب کبھی اس گھر میں ایسا بچہ پیدا ہو جس کا نام عباس رکھا جائے تو اس سے سلام کہہ دینا۔ چنانچہ والدہ محترمہ کا وہ پیغام میں نے پہنچا دیا ہے۔" آپ نے دوسری اور بھی شادیاں فرمائیں آپ کے کل بچے پندرہ ۱۵ ہوئے جن میں چھ بچے آپ کے سامنے وصال کر گئے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ، حضرت امام محسن، عباس علمبردار، حضرت جعفر، حضرت عبد اللہ، حضرت ابوبکر حضرت عثمان، اور بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔

آپ کا رنگ گندمی فربہ جسم کشادہ کاندھے داڑھی چوڑی گردن شفاف صراحی دار سیاہ چشم، بزرگ شکم بدن پر بہت سے بال میانہ قد۔ مختصر بیان ہے جنگ جمل ہو یا جنگ صفین ان جنگوں کے بارے

میں محقق ہوں یا محدث یا ہوں اپنے وقت کے مجدد سبھوں نے تحریر کیا ہے کہ علی حق پر تھے میں اکبر بحث نہیں کرتا خدائے تعالیٰ ہر ایک کی برائی سے بچائے۔ ان جنگوں کے بعد ایک نیا گروہ مسلمانوں میں پیدا ہو گیا جو حضرت مولیٰ علی سے اکثر یہ کہا کرتا تھا کہ آپ حضرت معاویہ پر چڑھائی کیجئے آپ فرماتے تھے جو عہد دونوں طرف سے ہو چکا ہے اس لئے یہ عمل عہد کے خلاف ہو گا ہم ایسا کبھی نہیں کر سکتے وہ لوگ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ کو چھوڑ کر حضرت معاویہ سے جا ملے اور حضرت علی کے سخت دشمن ہو گئے۔ انھیں میں سے عبدالرحمٰن ابن ملجم نے آپ کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ ابھی صرف آپ کو خلافت کرتے پانچ سال بھی پورے نہ ہو پائے رمضان المبارک کا مہینہ گذر رہا تھا سحر کو نمازِ فجر ادا کرنے کی حالت میں اس بدبخت نے آپ پر کئی وار کئے جس سے آپ کے جسمِ اطہر پر سخت زخم آئے قاتل پکڑا گیا اکیسویں تاریخ تھی کہ آپ کی شہادت ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون

چمنستان اسلام کا وہ پھول جس نے عرض حجاز کو مہکا دیا تھا آج اس کا فولادی جسمِ اطہر خون میں شرابور ہے لوگ دیکھ رہے ہیں کوفہ و بصرہ کی سرزمین مدینہ منورہ کے در و دیوار عراق و شام کے شجر و حجر ارضی و سماوی رُو رُو کر الوداع کہہ رہے ہیں اور اعلان کر رہے ہیں اور یہ اعلان کر رہے ہیں کہ یہ ابوطالب کے گھر کا چراغ ہے جس کے علم و فضل نے دنیا کو منور کر دیا جس کی روشنی و فیض سے آج بھی اسلام جگمگا رہا ہے خون کا ہر قطرہ باوازِ بلند ان واقعات کو دہرا رہا ہے جب بے یار و مددگار رسول عربی آپ کو پکارتے تھے آپ سرکار کے اشارہ پر اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار ہو جاتے تھے۔ یاد کرو اس وقت کو جب کہ آپ کی عمر صرف دس سال کی تھی آپ نے اپنے

آقا سے وعدہ کیا تھا حضور میں آپ پر قربان ہو جاؤں گا آج جب کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی نونہال ابوطالب ہے جو اپنے آقا پر قربان ہو کر وعدہ کی تکمیل کر گیا ہے۔

ناظرین کرام یاد کرو اس شب کو جب کہ چاروں طرف سے دشمن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کو گھیرے میں لئے ہوئے تھے تو آقا کے حکم پر اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بے خوف و خطر ہو کر بسترِ رسول پر رات گذار دی آج ان ہی قدموں کو حسنین پاک کبھی بوسہ دے رہے ہیں اور آنکھیں بھی ملتے ہوئے نظر آ رہے ہیں عجب حال تھا اس وقت کا آسمانی مخلوق چمکتے ہوئے ستارے صبح صادق کی روشنی میں جنازہ کی طرف بڑھتے ہیں قندیل ماہتاب کہرام مچاتی ہوئی خاموش ہوئی اور فضائے آسمانی کا تمام قافلہ حیدر کرار کے قدموں کو بوسہ دینے کیلئے حاضر ہو رہا ہے آفتاب صاحب ذوالفقار شیرِ خدا کے بچوں کے واسطے پیام یتیمی لیکر طلوع ہوا تو آپ کی پیاری بیٹی زینب جو حسرت بھری نظروں سے باپ کے لاشہ کو دیکھ رہی تھیں دل بیقرار تھا آنکھوں سے آنسو جاری تھے آج بابا جان نہ بول رہے ہیں زبان خاموش آنکھیں بند یہ حالت دیکھ کر بیتاب ہو کر مکرم باپ کے لاشہ سے چمٹ گئیں حضرت مولیٰ علی نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا بیٹی زینب گھبراؤ نہیں صبر سے کام لو تمہارے باپ کا قتل اس قیامت خیز ہنگامہ کی ابتدا ہے جو عنقریب برپا ہونے والا ہے اے زینب تم اس وقت میرے بچے حسین کا ساتھ نہ چھوڑنا دیکھو مصیبت اللہ کے نیک بندوں کے لئے پیدا ہوئی ہے جس نے تمہارے مکان میں جنم لیا ہے اور تم ہی پر ختم نہ ہو گی میری ذریت پر بھی گذرتی رہے گی مگر میں خوش ہوں کہ اسلام پر قربان ہوا۔ دولت میرے پاس نہ تھی البتہ زندگی

جیسی بیش بہا نعمت اللہ اور اسکے رسول پر لٹا کر حضور میں جا رہا ہوں اور شکر ہے کہ تمہارے نانا جان کے پاس سرخرو ہو کر جاتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے واسطے دو بار سورج کا رخ پھیرا ایک عہد نبوت میں اور دوسری بار آپ کی وفات کے بعد۔ آپ نے اپنے شہزادوں سے وصیت فرمائی میرے جسم کو تابوت میں رکھ کر نجف میں بمقام غرنین لے جانا وہاں پر ایک سفید پتھر نظر آئے گا اور اس سے روشنی پھوٹے گی وہ پتھر چمکدار ہوگا اس کو اٹھانا اس کے نیچے تم کو کھلا منہ اور گڑھا دکھائی دے گا اس مقام پر مجھے سپرد خاک کر دینا۔

آپ کی شہادت کے بعد چالیس ہزار کی تعداد میں بلکہ اور زیادہ جن میں اکثریت صحابہ کی تھی انھوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے ہاتھ پر بیعت کی ان میں زیادہ تر لوگ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے حضرت امام کی اطاعت و محبت پہلے ہی سے تھی۔ چار ماہ یا کچھ زیادہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے عراق، عرب اور خراسان تک کی خلافت فرمائی۔ حضرت معاویہ نے جب کہ آپ کی طرف رخ کیا تو حضرت امام کو معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ کے ہمراہ بہت سی فوج ہے۔ آپ بھی اپنے ہمراہیوں کو لیکر حضرت معاویہ سے ملے۔ حضرت امام کا دل پریشان تھا کہ ایسا نہ ہو جنگ چھڑ جائے اور دونوں طرف قتل و غارت گری مسلمانوں کی ہو۔

حضرت معاویہ نے کہلا بھیجا کہ "تم ابھی بچے ہو تم حکومت کرنا کیا جانو" بہر حال کچھ رد و کد کے بعد آپ اس شرط پر راضی ہو گئے کہ معاویہ کے بعد خلافت حسن رضی اللہ عنہٗ کو سپرد ہوگی جناب حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت معاویہ کو کوفہ کی جامع مسجد میں جمادی الاولیٰ ۴۱ھ کو خلافت سپرد کر دی۔ اور مسلمانوں

کا قتل کرانا پسند نہ فرمایا اور خلافت چھوڑ کر آپ مدینہ منورہ جا رہے ہے۔ آپ کے پہنچنے سے اہل مدینہ بہت خوش ہوئے۔

جب آپ بیمار ہوئے تو فرمایا اے حسین مجھ کو کئی بار زہر دیا گیا اس بار ایسا سخت زہر ہے جس نے میرا کلیجہ کاٹ ڈالا حضرت امام حسین نے اپنے بھائی جان سے دریافت کیا کہ آپ کو زہر کس نے دیا؟ آپ نے فرمایا میں تم کو کیا بتاؤں کہ کس نے زہر دیا ہے کیا تم اس کو قتل کرو گے؟ فرمایا "ضرور میں اپنے بھائی کا بدلہ لوں گا"۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا جس کی نسبت میرا گمان ہے شاید وہ نہ ہو میری وجہ سے کسی بے گناہ کو تکلیف پہنچے یہ میں پسند نہیں کرتا اللہ تعالےٰ خود ہی انتقام لینے والا ہے"۔ چھیالیس ۴۶ سال ماہ ربیع الاول ۴۹ھ میں آپ کی شہادت ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

جنت البقیع والدہ محترمہ کے پہلو میں آپ دفن ہوئے۔

جب کہ معاویہ کا پندرہ رجب سنہ ۶۰ھ میں انتقال ہو گیا تو ان کا ناخلف و بدترین بیٹا یزید تخت نشیں ہوا اس نے ولید والیٔ مدینہ کو خط لکھ کر روانہ کیا کہ حسین سے میری طرف سے بیعت لو والی مدینہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو بلایا اور آپ سے بیعت کے لئے کہا آپ نے انکار کر دیا حضرت امام سے محبت کرنے والوں نے آپ کو مشورہ دیا آپ مکہ تشریف لے جائیں تو بہتر ہوگا آپ نے اپنے نانا جان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس پر حاضری کا شرف حاصل کیا اور رخصت طلب کی کیا بیت رہی تھی آپ پر کون جانتا ہے اپنے معہ اہل و عیال کے مکہ چلے آئے اور اس مکان پر تشریف فرما ہے جس میں آپ کی والدہ مکرمہ کی پیدائش ہوئی تھی۔ کوفیوں کے ڈیڑھ سو خطوط آپ کے پاس

آئے جس کی تحریر تھا ہم اس بدبخت یزید پلید کی بیعت نہیں چاہتے آپ تشریف لے آئیں ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوں گے۔ اور کچھ ایسی سخت باتیں بھی تحریر تھیں کہ خدا کے یہاں جو معاملہ ہو گا میں کہدوں گا کہ حسین بلانے سے نہیں آئے تو یہ معاملہ آپ کا اور خدا کا ہو گا۔

آپ نے تیاری شروع کی جانثاران حسین دوڑے اور آپ کو روکا بات یہ ٹھہری کہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو آپ کی جگہ بھیجا جائے۔ لہذا حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ معہ اپنے دونوں بچوں کے کوفہ پہنچے۔ کوئی چالیس ہزار کی تعداد میں آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حسین کو ایک پرچہ تحریر کیا جس میں بیعت ہونے والوں کی تعداد لکھی اور آپ کو بلوایا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب اس پرچہ کو پڑھا آپ حج سے کچھ دن پہلے معہ اپنے اہل وعیال کے کوفہ روانہ ہوئے راستے میں معلوم ہوا کہ حضرت مسلم معہ اپنے بچوں کے شہید کر دیئے گئے اور کوفیوں نے بے وفائی کی۔ ادھر ابن زیاد یزید پلید کے حکم سے کوفہ پہنچا اور آپ کربلا پہنچے، محرم الحرام ۶۱ھ ہے آپ کے تمام اہل وعیال اور ساتھیوں کا پانی و دانہ بند کر دیا سخت پہرے دار مقرر کر گئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مناسب سمجھا اور اپنی زوجہ شہر بانوں سے فرمایا کہ "تم بچوں کو لیکر میکے چلی جاؤ" اور یہ بھی کہا کہ "اے شہر بانو تم نوشیرواں عادل کی پوتی ہو میں تم کو یاد دلاتا ہوں جب کہ فتوحات اسلامی کا دریا چاروں طرف سے امنڈ رہا تھا ایران کی فتح کے بعد مال غنیمت امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تقسیم فرما رہے تھے تمہارے جسم کی پوشاک جو اہرات میں ڈوبی ہوئی تھی کسی کی مجال نہیں تھی کہ تمہاری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے مگر ہر شخص اس کا منتظر تھا کہ یہ جنت کی حور کس کے حصے میں آتی ہے اس وقت میں موجود نہ تھا امیر المومنین

کے الفاظ حاضرین نے سنے یہ شہزادی آج تک دنیوی بادشاہوں کی بیٹی رہی ہے آپ اس کا احترام یہ ہے کہ میں اس کو دین کی شہزادی بنا دوں اور فتح ایران کا یہ بہترین تحفہ مسلمانوں کی طرف سے شہزادہ حسین کے نکاح وخدمت میں پیش کر دوں پھر دیا ہی کیا۔ میں تم کو پھر یاد دلاتا ہوں جس دن سے تم میرے پاس آئی ہو اس وقت سے اب تک جو خدمات تم نے انجام دیئے ہیں اس کا شکریہ کیسے ادا کروں۔ بچوں کی پرورش و تربیت وخانہ داری کے اہتمام میں جو تکلیفیں تم نے اٹھائی ہیں میں سچے دل سے اس کا ممنون ہوں میں تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایران کی ایک عورت نے عرب کو درس دیا کیوں کہ اس سرزمین سے بھی حضرت خدیجہ و حضرت فاطمہ جیسی عورتیں اٹھیں جن کے نام پر عالم نسواں ہمیشہ فخر کریگا لیکن یہ ضرور کہوں گا تمدن و معاشرت کے اس شعبہ میں ایران عرب سے جا نکلا تم نے شہزادی ہو کر میرے غریب خانہ کو سلطنت کا گھر سمجھا اور جو کی روٹی کو اپنا غذا سمجھا تمہارے احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے میں آج یہ تم سے درخواست کر رہا ہوں کہ خدا کیلئے تم میرے بچوں کے خاطر اپنے میکے چلی جاؤ اور مجھ کو خدا ہی کے بھروسے پر چھوڑ دو۔ عرب نے تمہاری قدر نہ کی جو آج یہ دن دکھایا کہ تم اور تمہارے بچے پانی کے ایک ایک قطرہ کو ترس رہے ہیں میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ عرب کی مہمان نوازی پر عمر سعد نے کلنک کا ایسا ٹیکہ لگایا کہ تاریخ اسلام قیامت تک خون کے آنسوں بہاتی رہے گی لیکن یہ داغ ہرگز نہ دھل سکے گا جو ہونا تھا وہ ہوا اور ہو کر رہے گا بہتر یہ ہے کہ تم اپنے بچوں کو ساتھ لیکر چلی جاؤ مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو اور دعا ضرور کرو کہ خدائے تعالےٰ مجھ پر رحم کرے"۔ حضرت امام حسین کی یہ باتیں سن کر شہر بانو پر رقت طاری ہو گئی اور اور بے اختیار ہو کر اپنے آقا کے قدموں پر گر پڑیں اور رو رو کر کہنے لگیں "اے میرے آقا جس وقت قیامت قائم ہو گی اور ہر شخص نفسی نفسی پکارتا ہو گا اس روز

میرے خدمات کا معاوضہ ضرور ملے گا پھر تو محنت ٹھکانے لگے گی۔ اس ہوش ربا ساعت میں مجھ سے زیادہ وہ خوش نصیب کون ہو گا جس کے سرپرست بنت رسول فاطمہ جیسی ساس اور مولیٰ علی جیسے خسر کا ہاتھ ہو گا اور محترم آپ کے نانا جان رسول خدا سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت آمیز نظریں میرے چہرے پر ہوں گی میدان حشر کی تمام عورتیں مجھ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتی ہوں گی اے میرے آقا یہ میرے دل کے ٹکڑے اور جگر پارے ہزار بار سیدہ کے لال پر قربان مجھے اپنے لالوں سے زیادہ سیدہ کا لال عزیز ہے۔ میری تکلیف زینب سے بڑھ کر نہیں۔ میری ناچیز خدمت پر بٹہ نہ لگنے دیجئے ورنہ دنیا کی عورتیں میرا مذاق اڑائیں گی۔ ایک جان کیا ہزار جانیں ہوتیں تو کربلا میں آپ پر نثار کرتی یقین فرمائیے میرے آقا اگر ان بچوں کی قربانی سے آپ کی جان بچ سکتی ہے تو بدبخت عمر سعد کے سامنے اس کے خنجر سے علی اصغر و علی اکبر کو ذبح کر دیتی کہ جن ہاتھوں نے اسماعیل کی گردن پر چھری پھیرنے کا قصد کیا تھا اس گھر کی ایک بہو نے اس سنت کی تکمیل کر دی یہ صحیح ہے کہ میں لاریب بادشاہ کی بیٹی و بہو ہوں مگر آپ کی کنیز اور لونڈی ہوں مجھے آپ یہ کہہ کر شرمندہ نہ کیجئے کہ چلی جاؤں البتہ دعا آپ ضرور کیجئے کہ میری یہ قربانیاں آپ کے والد محترم شیر خدا اور نانا جان رسول خدا اپنی بارگاہ میں قبول فرمالیں تاکہ ان حضرات کے سامنے سرخرو ہو کر جاؤں۔" اس بات چیت سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی حالت پر ایک خاص اثر ہوا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی کہ اے اللہ اے مالک و مولیٰ ہم سب کو صبر پر قائم رکھ ادھر ابن زیاد نے آپ کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا ابن سعد و شمر کی بائیس ہزار لشکر نے آپ کا محاصرہ کر ہی لیا تھا

حضرت امام حسین نے اتمام حجت کے طور پر اپنے دشمنوں کو بہت سمجھایا اور یہ بھی دریافت کیا کہ میرا قصور کیا ہے؟ بتاؤ تو سہی کوفیوں کے بلانے پر آیا ہوں

یہ سن کر حُر انکے بھائی، بیٹے حضرت امام کے قدموں پر گرے اور معافی طلب کی آپ نے ان کو سینے سے لگایا اور دعاؤں سے نوازہ حضرت حُر اور انکے بھائی بیٹے حضرت امام کی طرف سے فوج اعداء سے جنگ کی اور شہادت پائی یوم عاشورہ دس محرم ۶۱ھ یوم جمعہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مع اپنے بچوں اعزاء اور احباب کے جام شہادت نوش فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ؕ

میدان کربلا میں شمر بن جوشن جو حضرت عباس علمبردار کا ننھیالی رشتہ دار تھا اس نے کوفہ کے گورنر کو جو پیغام بھیجا تھا اگر عباس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیں تو انھیں اعزاز و انعام و اکرام سے نوازا جائے گا حضرت عباس علمبردار کو جب یہ خبر پہنچائی گئی تو آپ کا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا اور غضبناک ہو کر فرمایا تجھ پر لعنت اور تیرے انعام واکرام پر لعنت تو ہم کو اماں دیتا ہے جب کہ فرزند رسول پر کوئی اماں نہیں سبط نبی پر عرصہ حیات تنگ ہوں اور مجھے اعزاز و اکرام کا پیغام دیا جائے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ہے میرا مرنا جینا سیدہ کے لال کے ساتھ ہے۔ خدا کی قسم مجھے سات بار موت آئے اور ہر بار مجھے زندہ کیا جائے تب بھی اپنے آقا حسین کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا میدان کربلا میں آپ کی عمر مبارک چھتیس سال کی تھی۔ آپ کی شہادت بڑی دردناک ہوئی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں سو رہا تھا خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کے بالوں پر اور پائے مبارک پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ آپ کے ہاتھوں میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے عرض کیا اے آقا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کا یہ کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا میرے بیٹے حسین علی اکبر و علی اصغر عون و محمد اور ان کے ہمراہیوں کا خون ہے جس کو میں آج اس شیشی میں جمع کرتا ہوں۔" ابن عباس

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس دن کو یاد رکھا بعد میں معلوم کہ حسین اسی وقت شہید ہوئے تھے۔

ایک صحابیہ سے منقول ہے کہ میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر پہنچی آپ رو رہی تھیں میں نے دریافت کیا کیوں روتی ہو؟" بتایا میں نے ابھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ کے سر مبارک اور داڑھی میں مٹی لگی ہوئی ہے میں نے عرض کیا اے میرے آقا آپ کا یہ کیا حال ہے؟ فرمایا ابھی حسین کی شہادت گاہ سے آ رہا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۷۱)

زمخشری نے ربیع الابرار میں نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ام معبد کے خیمہ میں تشریف لے گئے آپ کو نیند آ گئی اور جب اٹھے تو پانی طلب کیا ہاتھ دھو کر کلی کی اور وہ کلی کا پانی ایک عوسج کے درخت کی جڑ میں ڈال دیا جو خیمہ کے پاس تھا صبح کو وہ درخت بڑا زبردست جھاڑ ہو گیا اور بہت بڑا میوہ سرخ رنگ عنبری خوشبو شہد کی طرح میٹھا جو شخص اس کو کھاتا شکم سیر ہو جاتا اور جو کوئی جانور کھاتا تو خوب سے دودھ دینے لگتا ان برکات کے لحاظ سے سب نے اس شجر کا نام مبارکہ رکھا۔ اطراف واکناف کے لوگ صحت اور شفا کی غرض سے آ کے اس کا پھل اپنے ساتھ لے جاتے اتفاق سے ایک دن اس کے پھل یکایک گر گئے اور پتے چھوٹے ہو گئے جو لوگ اس کو دیکھنے والے تھے وہ حیرت میں پڑ گئے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا پھر تیس برس کے بعد وہ پورا جھاڑ خاردار ہو گیا نہ پہلے جیسی تازگی نہ پہلے جیسا سبزہ معلوم ہوا کہ مولے علی کرم اللہ وجہہٗ شہید کر دیئے گئے اس دن سے اس درخت میں نہ پھل لگے نہ شفا باقی رہی پھر ایک دن اس کی جڑ سے خون بہنے لگا ہم سب بے حد گھبرائے خبر معلوم ہوئی حضرت امام حسین شہید

کربلا میں شہید کر دیئے گئے اس کے بعد وہ درخت بالکل خشک ہو گیا۔

(عثمان البیان فی سیرت نبی آخرالزماں)

حضرت زین العابدینؒ

حضرت ہندال بن عمر سے روایت ہے کہ میں ایام حج میں حضرت امام زین العابدین کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت امام نے مجھ سے معلوم کیا حرملا بن کاہل جو کہ حضرت علی اصغر کے قاتلوں میں سے تھا اس کا کیا حال ہے؟

میں نے عرض کیا اس کو میں زندہ چھوڑ کر کوفہ سے آ رہا ہوں حضرت امام نے اسی وقت دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اے اللہ اس کو نار دوزخ کا مزہ چکھا ہندال کہتے ہیں جب میں کوفہ واپس گیا تو اس وقت تک مختار بن عبید ثقفی قاتلان حسین پر خروج کر چکا تھا مختار کے ساتھ میرے تعلقات اچھے تھے چنانچہ یہ خبر سن کر اسکی ملاقات کیلئے چلا تو راستہ ہی میں مختار سے ملاقات ہو گئی اور ہم دونوں بات چیت کرتے جا رہے تھے مختار ثقفی کسی کے انتظار میں رک گیا میں نے چاہا اس سے کچھ دریافت کروں دیکھا کچھ لوگ حرملا کو گرفتار کئے ہوئے مختار ثقفی کے سامنے لا رہے ہیں مختار نے بلند آواز سے کہا اے قاتل علی اصغر رضی اللہ تعالےٰ عنہ خدا کا شکر ہے تجھ پر میں قابو پا لیا فوری جلاد کو حکم دیا حرملا کے ہاتھوں اور پیروں کو جسم سے علیحدہ کر کے دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دو ہندال کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زین العابدین کی دعا کا اثر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ مختار نے پھر چیختے ہوئے کہا قاتلان حسین کی سزا یہی ہے۔

جس وقت حرملا کا دھڑ آگ میں جل رہا تھا میری زبان سے بے ساختہ

سبحان اللہ نکلا مختار نے مجھ سے دریافت کیا سبحان اللہ کہنے کا سبب کیا ہے میں نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی بد دعا کا تذکرہ کیا تو مختار ثقفی میرے الفاظ کو سن کر فوراً گھوڑے سے اتر کر شکر الٰہی میں دو رکعت نماز ادا کی پھر اس مقام سے چل کر میرے مکان پر آئے میں نے کھانے کیلئے تواضع کی۔ مختار نے کہا دوست تم نے حضرت زین العابدین کی بد دعا کا ذکر کیا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ انہی میرے ہاتھوں سے قاتل علی اصغر کو جہنم میں پہنچایا۔

آج میں اس خوشی میں لوگوں کو کھانا کھلاؤں گا اور شکر الٰہی میں روزہ رکھوں گا۔

حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک بار خلیفہ عبد الملک بن مروان نے حضرت امام زین العابدین کو قید کر دیا آہنی زنجیریں آپ کے نازک جسم اطہر پر ایذا دینے کیلئے پہنائیں اور قید خانہ میں سنگ دل پاسبان مقرر کئے جب مجھکو معلوم ہوا تو بے حد صدمہ ہوا اور میں انتہائی جوش و اضطراب کے ساتھ حضرت امام کی زیارت کے لئے قید خانہ پہنچا پاسبانوں سے ملنے کی اجازت چاہی انھوں نے اجازت نہ دی پھر داروغہ قید خانہ نے مجھ پر ترس کھا کر حضرت سے ملاقات کی اجازت دے دی میں نے جس وقت حضرت کو اس حال میں دیکھا تو بیتاب ہو گیا اور زار و قطار رونے لگا میں نے بیقراری کے عالم میں حضرت سے عرض کیا اے میرے مولیٰ آپ کے بجائے مجھکو قید کر دیا جاتا کہ آپ ان آہنی زنجیروں کی اذیت سے محفوظ رہتے ۔ حضرت نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "زہری یہ تمام چیزیں میرے خاندان کی میراث ہیں ان تکالیف و مصائب سے اللہ تعالےٰ ہمارے درجات و مراتب روحانی بلند فرماتا ہے اور ہمیں اس سے کوئی اذیت نہیں ہوتی اور اگر ہم چاہیں تو یہ زنجیر آہنی اسی وقت جسم سے دور

دور کر سکتے ہیں۔" پر جوش انداز میں یہ الفاظ ابھی آپ کی زبان مبارک سے ادا ہو رہے تھے اسی وقت میں نے یہ دیکھا ہتھکڑیاں ہاتھوں اور بیڑیاں پیروں سے خود بخود کھل کر زمین پر گر رہی ہیں حضرت نے اطمینان سے مجھ سے ارشاد فرمایا "زہری تم میری حالت پر مغموم نہ ہو اور خوشی کے ساتھ یہاں سے واپس جا کر آرام سے رہو" میں قدمبوس ہو کر قید خانہ سے واپس لوٹ آیا۔ اور جب شہر پہنچا تو ہر شخص کی زبان پر یہ پایا کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ قید خانہ سے غائب ہو گئے اور زنجیریں سب قید خانہ میں پڑی ہیں ہر چند قید خانہ کے نگہبانوں نے تلاش کیا مگر پتہ نہ چلا میں اس واقعہ کے بعد عبدالملک سے ملا مجھ سے حضرت کے دریافت کیا تو میں نے کہا عبدالملک! حضور رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور نظر اور مقبول بارگاہ الٰہی ہیں تم ان سے تعرض نہ کرو عبدالملک نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو میں نے ان کو آزاد کرنا چاہا لیکن وہ جیل خانہ سے غائب ہو گئے ہیں۔

عبدالملک اپنے محل میں خواتین کے ساتھ بات چیت میں مصروف تھا جہاں پر کسی کی جرأت نہیں ہو سکتی تھی جو کوئی پہنچ سکے لیکن میرے آنکھوں نے یہ دیکھا کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام پر میرے پاس آئے اور عبدالملک سے کہنے لگے تو اہل بیت رسول کو تکلیف دیتا ہے صرف اتنا کہا اور نظروں سے غائب ہو گئے مجھ پر اس قدر ہیبت طاری ہوئی کہ زبان گنگ ہوئی جاتی تھی۔

ایک دن حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحرا میں اپنے احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے ایک ہرنی دوڑی ہوئی آپ کے قریب آ گئی اس نے اپنے سر کو آپکے قدموں کے قریب زمین پر رکھ دیا سر اٹھایا تو دیکھا کہ ہرنی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں حاضرین نے دریافت کیا اے فرزند رسول یہ ہرنی کیا فریاد لائی ہے؟ آپ نے فرمایا "یہ ہرنی بتا رہی ہے آج میرے بچے

کو فلاں قریشی نے پکڑ لیا ہے اور اپنے ساتھ لے گیا ہے میرے بچہ نے آج صبح سے دودھ نہیں پیا خدا کیلئے میرا بچہ منگوا دیجئے تاکہ میں دودھ پلا دوں آپ کی مجھ پر عنایت و شفقت ہوگی۔" حضرت امام نے اسی وقت ایک شخص کو اس قریشی کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ساتھ میں بچہ لیتے آؤ آپ کے کہلانے سے وہ قریشی کی خدمت میں حاضر ہو گیا حضرت امام نے اس بچہ کو ہرنی کے حوالے کر دیا۔ ہرنی نے بڑی محبت اور پیار سے اپنے بچہ کو دودھ پلایا پھر تو حضرت امام نے اس قریشی سے فرمایا۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تم اور تمہاری اولاد ظالموں کے ظلم سے اور ان کی بلاؤں سے محفوظ رہے تو اس بچہ کو ہرنی کے حوالے کر دو قریشی نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور بچہ کو چھوڑ دیا ہرنی اپنے بچہ کو ہمراہ لیکر بلند آواز سے یہ کہتی ہوئی جنگل کی طرف بھاگی ہمراہیوں نے دریافت کیا یہ ہرنی کیا کہتی ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہہ رہی ہے جزاک اللہ فی الدارین۔

ایک بار حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ معہ اپنے احباب و اولاد امام باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے صحرا کی طرف تشریف لے گئے ایک صاف شفاف جگہ پر دسترخوان بچھایا گیا حضرت بھی سب کے ساتھ کھانے میں بیٹھے ہی تھے کہ یکایک ایک ہرنی جنگل سے دوڑتی ہوئی آپ کے قریب آ گئی آپ نے ہرنی کی طرف رخ مبارک متوجہ فرمایا اور یہ الفاظ زبان مبارک سے ارشاد فرمائے۔ اے آہو میں علی بن حسین بن علی میری دادی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔ آ میرے کھانے میں شریک ہو جا حضرت کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنتے ہی وہ ہرن جو انسان کے سایہ سے گریز کرتا ہے حضرت کے کہنے پر چند لقمہ طعام حضرت کے دست مبارک سے کھا کر جنگل کی طرف روانہ ہوا دیکھنے والے حیران رہ گئے حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا اے حضرت کیا آپ پھر اسے بلا سکتے ہیں؟ آپ نے

فرمایا" اگر تم لوگ ہرن کو پناہ دو تو میرے کہنے سے ضرور آسکتا ہے " آپ سے سبھوں نے اقرار کیا تو حضرت امام نے اپنی زبان مبارک سے وہی الفاظ دہرائے وہ ہرن آپ کی آواز کو سنتے ہی آپ کے قریب پھر آگیا کھانا بھی شروع کیا۔ حاضرین میں سے ایک غلام نے ہرن کے پشت پر ہاتھ پھیرا تو ہرن فوراً چوکڑی بھرتا جنگل کی طرف بھاگ گیا حضرت امام کو غلام کے اس فعل سے غصہ آیا آپ نے فرمایا" تم نے عہد شکنی کی ہے ہم نے آہو کو پناہ دی تم نے دخل اندازی کی تم قابل کلام نہیں ہو "

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ حسب معمول ایک رات تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے حضور قلب کا یہ عالم تھا آپ کو سر و پا کا ہوش نہ تھا ابلیس اژدھے کی صورت میں منتقل ہو کر آپ کے قریب آگیا وہ یہ چاہتا تھا کہ آپ کا امتحان لیا جائے آپ قیام کی حالت میں تھے کہ سانپ نے آپ کے پیر میں کئی بار کاٹا زہر کی اثر سے آپ کو شدید تکلیف اور پیر میں ورم کی شدت محسوس ہوئی مگر آپ نے نماز بدستور جاری رکھی یہاں تک کہ غشی کے آثار شروع ہو گئے اسی عالم میں آپ سے فرمایا گیا یہ اژدہا نہیں شیطان ہے آپ نے اس کے منہ پر بسم اللہ پڑھ کر زور سے طمانچہ مارا اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فرمایا اژدہے کی شکل بدل گئی اور جانماز کی قریب ایک دھواں سا اٹھا اور بلند ہو کر فضا میں غائب ہو گیا اسی وقت ایک آواز آئی یا زین العابدین فجر کی نماز کیلئے جب آپ مسجد تشریف لے گئے تو ہر شخص آپ کو زین العابدین کے نام سے پکارے اور سلام پیش کرنے اور مصافحہ کیلئے بڑھے۔ چنانچہ اسی دن سے آپ کا لقب زین العابدین مشہور ہو گیا۔ اور کثرت سے سجود کرنے سے لوگ آپ کو سجاد بھی کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ کی کنیت ابو محمد، ابو الحسن ہے۔

ایک بار حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نماز پڑھ رہے تھے مکان میں آگ لگ گئی ہر طرف سے شور غل ہوا یا ابن رسول اللہ! النار النار حضرت امام نے سجدے سے سر نہ اٹھایا بدستور عبادت الٰہی میں مشغول رہے یہاں تک کہ آگ سرد ہو گئی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو احباب و اصحاب نے عرض کی کہ حضرت ایسی حالت میں کہ مکان میں آگ لگی ہو جان کا خطرہ ہو پھر کون سی ایسی چیز مانع تھی کہ آپ نے نماز کو ختم نہ کیا؟ حضرت امام نے فرمایا" تمہارے سامنے یہ آگ تھی اور میرے پیش نظر آتش جہنم تھی "

آپ کی پیدائش ۳۸ھ بمقام مدینہ منورہ ہوئی آپ کا بہت مشہور واقعہ ہے جب آپ وضو فرماتے تو آپ کے چہرہ پر زردی چھا جاتی اور آپ کے جسم کے بال بال کانپ اٹھتا تھا جب آپ سے معلوم کیا گیا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا" کیا تم نہیں جانتے وضو کے بعد کس کے بارگاہ عالیہ میں حاضری دینی ہوتی ہے " آپ کی عمر مبارک ۶۲ سال کی ہوئی ۱۸ محرم کی شب میں ۹۵ھ آپ وفات ہوئی۔ آپ کا مزار اقدس حضرت امام حسن کے روضہ انور کے پہلو میں ہے۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہٗ

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہٗ کی ولادت بروز جمعہ صفر المظفر ۵۷ھ بمقام مدینہ منورہ ہوئی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ سے فرمایا کہ "اے جابر تم اس وقت موجود ہو گے جب کہ میری آل میں محمد باقر پیدا ہوں گے تو میرا سلام کہنا اللہ تعالیٰ اسے نور حکمت سے نوازے گا اس سے تمہاری ملاقات ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بار امام محمد باقر رضی اللہ عنہٗ حضرت جابر بن عبداللہ کی خدمت میں حجۃ الوداع کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے حالانکہ اس وقت محمد باقر والہانہ اور نیازمندانہ حیثیت سے گئے ہوئے تھے تاہم حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے نہایت احترام کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا پہلے آپ کے جسم مبارک سے چادر ہٹائی اور سر کی طرف ہاتھ بڑھایا قمیص کے بٹن کھولے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیرا مرحبا فرمایا پھر اصل مسئلہ پر گفتگو کرنے کی اجازت ہوئی۔ آپ کی عمر ۶۳ سال بتائی جاتی ہے۔ آپ کی آخری آرام گاہ جنت البقیع میں ہے۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہٗ کے مزار سے متصل ابدی نیند سوئے ہوئے ہیں وفات مبارک ۱۲۰ھ میں ہوئی۔

حضرت ابو نصر جو آنکھوں کی روشنی سے محروم ہو چکے تھے۔ بیان کرتے ہیں ایک دن میں نے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہٗ سے کہا کیا آپ محافظ دین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر دریافت کیا آپ ان کے علوم کے بھی وارث ہیں۔ آپنے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا کیا آپ کو یہ طاقت حاصل ہے کہ مردوں کو زندہ کردیں، مادرزاد اندھوں کو بینا کردیں اور کوڑھیوں کو بھلا چنگا کردیں اور یہ بھی بتائیں کہ لوگ اپنے گھروں میں کیا کھاتے ہیں کیا بچا کر رکھتے ہیں۔ آپنے فرمایا میں اللہ تبارک تعالیٰ کے حکم سے بتا سکتا ہوں۔ پھر فرمایا میرے سامنے آکر بیٹھ جاؤ میں آپکے قریب بیٹھ گیا۔ حضرت امام نے اپنا دست مبارک میرے چہرے پر پھیرا، میری آنکھیں روشن ہو گئیں۔ چنانچہ میں نے کوہ و بیابان اور زمین و آسمان کی وسعتوں کو اپنی روشن آنکھوں سے دیکھا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے چہرے پر پھیرا تو میں اپنی پہلی حالت پر آگیا۔ آپنے مجھ سے پوچھا ان دو حالتوں میں سے کس حالت کو پسند کرتے ہو، یہ کہ تمہاری آنکھیں درست ہو جائیں اور تمہارا حساب خدا کے سپرد ہو۔ یا تمہاری آنکھیں ایسی ہی رہیں اور تم بغیر حساب جنت الفردوس میں جاؤ۔ میں نے کہا میں تو اس چیز کو پسند کرتا ہوں کہ میں نابینا ہی رہوں اور جنت میں بے حساب و کتاب جاؤں۔

حضرت امام جعفر صادق

رضی اللہ عنہ

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی پیدائش بروز دوشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۸۰ھ میں ہوئی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک گروہ مکہ پہنچا ایک عورت اور اس کے بچے مل کر رو رہے تھے اور سامنے ایک گائے مردہ پڑی ہوئی تھی۔ حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اے عورت کیوں روتی ہے؟ کہنے لگی کہ میرا اور میرے بچوں کا گذر اس گائے کا دودھ پی کر ہوا کرتا تھا اب اس کے مرجانے سے میں پریشان ہوں کہ کیسے گذر ہوگی؟ حضرت امام نے فرمایا "اب تو کیا چاہتی ہے؟ کیا اللہ تعالےٰ تیری گائے کو زندہ کردے؟ اس عورت نے کہا "آپ میری ایسی مصیبت کے وقت مذاق کرتے ہیں" آپ نے فرمایا "یہ مذاق نہیں ہے نہ مجھ کو مذاق کرنے کی عادت ہے" پھر تو آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اس مردہ گائے پر پیر کی ٹھوکر ماری جیسے ہی آپ کے پیر کی ٹھوکر مردہ گائے پر لگی اور زبان مبارک سے فرمایا "گائے اٹھ" اسی وقت گائے دم ہلاتی ہوئی کھڑی ہوگئی۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً لوگوں میں شامل ہوگئے تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔

آپ نے ۶۸ سال کی عمر پائی بروز دوشنبہ ۱۵ رجب ۱۴۸ھ بمقام مدینہ منورہ اللہ تعالےٰ کے پیارے ہوگئے۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ آپ کے پانچ بیٹے جن میں فرزند اکبر حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ

ناظرین کرام! پھر اصل مقصد کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حضرت عمر بن عبد العزیز جن کو اہل ایمان عمر ثانی کہہ کے یاد کرتے ہیں وخلیفہ راشد۔ آپ کی ذات سے اہل علم حضرات واقف ہیں۔ مجلس آراستہ تھی ایک شخص نے آپ کی محفل میں یزید پلید کو امیر المومنین کہہ دیا تو اہل بیت کے جانثار اور رسالتوں کے عادل امیر کہنا برداشت نہ کر سکے یزید جیسے فاسق فاجر انسان کے لئے وقار کا لقب سنتے ہی حکم دیا کہ "اس جاہل گستاخ کو کوڑے مارے جائیں" چنانچہ خلیفۂ وقت کے حکم کی فوری تعمیل کی گئی۔

آپ کو خاندان نبوت سے کتنی والہانہ عقیدت ومحبت تھی انکی زندگی کا یہ تنہا واقعہ دل کی بیتابی کو تیز اور بصیرت کی آنکھیں روشن کرنے کیلئے کافی ہیں۔ پھر بھی ایک واقعہ تحریر کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی کسی ضرورت کیلئے خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے مکان پر گیا اس ضرورت کو خلیفہ وقت نے فوری پورا کیا اور خلوص بھرے لہجے میں محبت سے فرمایا "آپ کو جب کوئی حاجت ہو تو کسی خادم کو بھیج دیا کریں یا رقعہ لکھ دیا کریں مجھے بارگاہ الٰہی سے شرم آتی ہے کہ آپ کسی ضرورت کی بنا پر میرے دروازہ پر آئیں"

ایک بار دختر اسامہ بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے پاس کسی کام کیلئے پہنچیں خلیفہ نے ان کی نہایت تعظیم وتوقیر کی یہاں تک خود اپنی

مسند چھوڑ کر ان کو اپنی مسند پر بٹھایا اور بذات خود آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور آپ کا ہر کام پورا کیا۔ غور کا مقام ہے کہ حضور کے آزاد کردہ غلام کی پوتی کے ساتھ حبیب خدا سے محبت کرنے والوں کا یہ حال تھا تو آپ کے اہل بیت و ذریات طیبات سے کس قدر شریفانہ برتاؤ کرتے ہوں گے۔

اصل میں حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا جب تک حیات رہیں اس وقت تک حضرت مولیٰ علی نے دوسرا کوئی نکاح نہیں کیا اور جب سیدہ کا انتقال ہوگیا تب آپ نے دوسری شادیاں کیں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے جو بچے پیدا ہوئے وہ فاطمی حسنی حسینی کہلائے اور جو دوسری بیویوں سے بچے پیدا ہوئے وہ علوی سادات کہلائے کیوں کہ ان کی نسبت صرف علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے تھی۔

شرفِ ساداتؒ

۱۔ علوی ابن جوزی نے شیخ عددی سے نقل کیا ہے ایک سید کا بلخ میں انتقال ہوگیا اس سید نے دو بچیاں اور ایک اپنی بیوی کو اپنے پیچھے چھوڑا بلخ میں جب گذر نہ ہو سکا تو اپنی بچیوں کو لیکر سمرقند پہنچیں مسافرانہ حالت سردی کی تکلیف سے بچیوں کو مسجد میں بیٹھا کر کچھ کھانے پینے کے اہتمام کے لئے شہر میں گئیں۔ ایک مجلس میں ایک رئیس کو دیکھا جسے بہت سے حاشیہ نشیں گھیرے بیٹھے ہیں دریافت کرنے سے معلوم ہوا یہی حاکم شہر ہے۔ سیدہ نے اس حاکم سے کہا کہ "میں ایک شریف زادی سیدانی ہوں میرے ساتھ میری دو یتیم بچیاں ہیں جن کو میں ایک مسجد میں بیٹھا آئی ہوں بھوکی اور پیاسی ہیں ہماری غربت پر رحم کیجیے خدا آپ پر بھی رحم کریگا کیوں کہ آقا کی حدیث ہے۔ لا رحم اللہ من لا رحم الناس۔ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتے خدا ان پر رحم نہیں کرتا" حاکم نے کہا مجھے کیسے یقین ہو کہ تم سیدانی ہو اپنی سیادت کے گواہ پیش

کرو۔ سیدہ نے کہا "میں ایک مسافر عورت ہوں یہاں میں اپنی شرافت کے گواہ کہاں سے لاؤں۔" حاکم نے کہا "تو پھر کچھ نہیں ہو سکتا۔" غریب مایوس ہو کر واپس لوٹیں راستہ میں ایک امیر مجوسی نظر آیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا شہر کوتوال یہی ہے سیدہ نے اس سے شہر کی سرگذشت بیان کی اور کہا فلاں مقام پر میری بچیاں بھوکی پیاسی مسجد میں بیٹھی ہوئی ہیں پارسی نے بڑے غور سے ان باتوں کو سنا فوری اپنے نوکر کو حکم دیا "گھر جا کر میری بیوی سے کہو کہ کپڑے بدل کر باہر آ جاؤ۔" چنانچہ کوتول کی عورت معہ اپنے لونڈیوں کے باہر آئی کوتوال نے کہا "تم ان سیدہ کے ہمراہ فلاں مسجد میں جاؤ اور وہاں سے ان کی بچیوں کو لیکر اپنے گھر میں عزت سے رکھو۔" حسب الحکم کوتوال کی عورت ان بچیوں کو لیکر آئی اور ایک علیحدہ مکان میں عزت سے ٹھہرایا اور غسل دلا کر سب کو عمدہ کپڑے پہنائے اور نفیس کھانا کھلوایا۔

اسی رات کو حاکم شہر نے خواب دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہوگئی اور اور حضرت حبیب خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لواء الحمد لئے ہوئے تشریف فرما ہیں اور امت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اس جھنڈے کے نیچے جمع ہو رہے ہیں میں نے بھی آپ کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہونا چاہا تو آپ نے میری طرف رخ پھیر لیا "ہم نے عرض کیا یا رسول میں بھی آپ کی امت کا ایک مسلمان ہوں۔" آپ نے فرمایا تو اپنے مسلمان ہونے کا گواہ پیش کر۔" میں پریشانی کی حالت میں گواہ کی تلاش میں نکلا نفسی نفسی کا عالم تھا ہر چند مارا مارا پھرا لیکن کوئی گواہ نہیں ملا واپس آکر عرض کیا یا رسول اللہ کوئی گواہ نہیں ملتا۔ تب آپ نے فرمایا تو تو حاکم شہر ہے تجھے اپنے شہر میں بھی کوئی گواہ میسر نہیں آتے تو ایک غریب الوطن سیدہ پردیش میں اپنی سیادت شرافت کے گواہ کہاں سے لاتی دیکھ یہ عالی شان

محل جنت شہر کوتوال کیلئے ہے جس نے سیدہ اور ان کی یتیم بچیوں کو باعزت اپنے مکان پر ٹھہرایا اس گھبراہٹ سے حاکم کی آنکھ کھل گئی روتا تھا اور سر پیٹتا تھا اور کہتا تھا "ہائے یہ کیا ہوگیا"۔ غلاموں کو سیدہ کی تلاش میں دوڑایا خود بھی تلاش کو نکلا پتہ لگا مجوسی کوتوال کے گھر میں ہیں۔ معلوم کیا سیدہ معہ بچیوں کے آپ کے مکان پر ہیں کوتوال نے جواب دیا "ہاں وہ میرے یہاں موجود ہیں"۔ حاکم کہنے لگا "میں ان کو لے جانا چاہتا ہوں"۔ جواب دیا "یہ نہ ہوگا" کہا "کہ ایک ہزار اشرفی لے لو اور سیدہ و بچیوں کو میرے حوالے کر دو"۔ کوتوال نے کہا "ایک ہزار اشرفی نہیں لاکھ اشرفی دو تب بھی میں ان کو نہیں دے سکتا"۔ حاکم نے بہت منت سماجت اور گریہ وزاری کی تو کوتوال نے کہا "جناب جیسا خواب تم نے دیکھا ہے میں نے بھی ویسا ہی خواب دیکھا ہے جس محل پر تم للچاتے ہو وہ تو میرا ہی حق ہے تم کو مجھ پر جو شرف ہے وہ اسلام کی وجہ سے تھا۔ واللہ جب سے یہ سیدہ نے میرے مکان پر قدم رکھا ہے میں اپنے سارے خاندان کے ساتھ سیدہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا ہوں اس وقت سے میرے گھر میں برکت برس رہی ہے مجھے بھی اس عالم رویا میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے مجھے بشارت دی ہے کہ تونے ایک سیدہ کے ساتھ جو حسن سلوک کیا اس کے عوض میں تیرے اور تیرے متعلقین کے لئے یہ قصر عالیشان جنت میں دیا گیا"۔

حضرت امام ابو حنیفہ بن نعمان رحمتہ اللہ علیہ نے اعتراف کیا ہے مجھے امام محمد و سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ کی صحبت و برکات و فیضان حاصل نہ ہوتا تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔ سادات کی توقیر و تعظیم کے سلسلے میں ایک مرتبہ ارباب علم و فضل کی محفل لگی ہوئی تھی۔ آپ مسند صدارت پر تشریف فرما تھے۔

دوران گفتگو میں کئی بار کھڑے ہو جاتے اور پھر بیٹھ جاتے بار بار اس عمل سے آپ سے دریافت کیا گیا۔ کیا بات ہے حضرت جو کھڑے ہو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا "میدان میں جو لڑکے کھیل رہے ہیں ان میں ایک بچہ سادات کا ہے جب میری نگاہ اس بچہ پر پڑتی ہے تو میں اس کی تعظیم کیلئے کھڑا ہو جاتا ہوں"۔ امام مالک ہوں یا امام حنبل ان چاروں اماموں نے سادات کرام سے بے حد محبت کی ہے اور نہ جانے کیا کیا ظلم و ستم سہے اگر تفصیل سے تحریر کی جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اکثر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر نشست میں وظیفہ حیات اہل بیت تھا آپ فرماتے ہیں "اے اہل بیت تمہاری عظمت و شان کیلئے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز ہی نہ قبول ہوئی بعض جاہلوں نے مجھ کو یہ کہا ہے کہ میں رافضی ہوگیا۔ ماشاءاللہ میرا دین میرا اعتقاد رافضیوں جیسا نہیں اگر اہل بیت سے محبت کرنے کا نام رافضی ہے تو دونوں جہاں گواہ رہیں کہ میں ان معنوں میں پکا رافضی ہوں۔ میرے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدون صحابہ کرام کے اگر کوئی اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرے تو جھوٹا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ منزل عرفان میں رونق افروز ہونے سے پہلے فنون سپہ گری میں یکتائے زمانہ تھے اور اسی فن ہی نے آپ کو شاہی دربار تک پہنچا دیا تھا۔ ایک بار دبلا پتلا ایک شخص دربار شاہی میں آیا اور بادشاہ سے ملاقات کی اور کہا کہ میں نے آپ کے پہلوان جنید کی بہت شہرت سنی ہے میں اس لئے حاضر ہوا ہوں آپ اجازت دیں تاکہ میں جنید سے کشتی لڑوں"۔ بادشاہ حیرت سے ان کا چہرہ دیکھنے لگا اور کہا "کہ تم یہ کہہ رہے ہو۔ جنید جیسا شہرۂ آفاق پہلوان اس سے کشتی لڑنے کی خواہش سبحان اللہ"۔ آخر کار اس شخص نے بے حد

اصرار کیا پھر بادشاہ نے اجازت دے دی اور جب دنگل شروع ہوا جنید خم ٹھوک کر مقابل ہوئے تو اس شخص نے کشتی لڑنے سے پہلے جنید کے کان میں کہا "میں آلِ رسول سید ہوں لیکن بے حد محتاج ہوں آگے تم کو اختیار ہے" اتنا سننا تھا کہ جنید کے جسم کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا کشتی شروع ہوئی دیکھنے والوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں انھوں نے یہ دیکھا زمانہ کا نامی پہلوان چاروں شانے چت زمین پر پڑا ہے اور وہ دبلا پتلا آدمی آپ کی چھاتی پر سوار ہے بادشاہ کو سخت حیرت ہوئی اور خیال میں ڈوبا کہ یہ ماجرا کیا ہے چنانچہ بادشاہ نے تین بار کشتی کرائی ہر بار وہی ہوا جو پہلے ہوا تھا بادشاہ نے اس شخص کو انعام و اکرام سے نوازا اور رخصت کیا بعد میں تنہائی پا کر ایک دن جنید سے اسکی وجہ دریافت کی۔ حضرت جنید نے اصل وجہ ظاہر کر دی بادشاہ کو بہت تعجب ہوا اور ان کی بہادری و جرأت کی بہت تعریف کی اور کہا ہزارہا لوگوں کے سامنے ایک سید کی عزت کیلئے اس قدر ذلت اور توہین برداشت کی۔ حقیقت میں یہ بہت بڑی پہلوانی اور بہادری ہے۔ حضرت جنید اسی شب کو رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ نے فرمایا شاباش اے جنید! آج تم نے میرے بیٹے کی عزت افزائی کر کے دونوں جہاں کی نعمتوں سے اپنا دامن مالا مال کر لیا ہے تم نے میری اولاد کے ساتھ عزت و احترام کا معاملہ برتا ہے آج سے کائنات کا ذرہ ذرہ تیری عزت کریگا دوسرے دن حضرت جنید نے شاہی ملازمت ترک کر دی اور آپ اپنے ماموں سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔

ناظرین کرام غور کریں جب کہ حبیب خدا کے موئے مبارک کی تعظیم و شرف ہر مسلمان کے دل میں جذبات و محبت پیدا کر دیتے ہیں کہ ہمارے آقا کی نشانی اور مبارک بال ہیں تو پھر اہل بیت رسول اللہ کی آل و اولاد جو ل

ہے اور آپ کی محترم کھال ہے اور ان کی رگوں میں خون فاطمی جاری ہے۔ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے " فاطمہ میرے جسم کی بوٹی ہے جس کی اولاد سے محبت کرنا جزو اعظم ہے" ہر سید کو غیر سید پر شرف عظیم حاصل ہے۔ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں " کہ جس دن میرے بابا جان نے پردہ فرمایا ہے اس دن سے میری یہ حالت ہے جیسے زمین سے تر او ط کا چلا جانا"۔

آقا کا فرمان ہے " قیامت کے دن ہر نسب ختم ہو جائے گا بجز رشتۂ نسب محمد رسول اللہ کے اور یہ بزرگی خصوصیت کے ساتھ اہل بیت کے لئے ہے کوئی غیر سید اس فضیلت میں ان کا شریک نہیں۔

آپ کی پیدائش بمقام مدینہ منورہ صبح صادق بروز شنبہ

۱۱ر ذی الحجہ سنہ ۱۰۴ھ

حضرت اسمٰعیل رضی اللہ عنہ

حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک اس طرح روشن، چمکتا تھا کہ رات کی تاریکی میں راستے سے گذرنے والے لوگ آپ کو پہچان لیا کرتے تھے۔ ایک بار کا واقعہ ہے آپ کی خدمت میں ایک شخص روتا ہوا حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ کہنے لگا "حضرت میرے بچے کی حالت زیادہ خراب ہے خدا کے لئے اس کو دیکھ لیں۔" آپ کا دل رحمت کا سمندر تھا دل بھر آیا اور اس کے ساتھ ہولئے مکان پہنچے بچے کے نبض پر ہاتھ رکھا نبض کا کہیں پتہ نہیں جو لوگ پہلے سے وہاں موجود تھے کہنے لگے "حضرت بچہ کا انتقال ہو چکا۔" اس بچہ کی ماں آپ کے قدموں پر گر پڑی اور عرض کرنے لگی میرے سرکار آپ کو حسین شہید کربلا کا واسطہ دیتی ہوں آپ میرے بچے کیلئے دعا فرمائیں۔" لہذا آپ نے اس بچہ کی زندگی کے لئے بارگاہ الہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ہی تھے اور زبان مبارک سے کچھ الفاظ کہے حاضرین نے یہ دیکھا بچہ میں حرکت پیدا ہوئی اور اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنی والدہ کو پکارنے لگا۔

آپ پیدائش بمقام مدینہ منورہ صبح صادق بروز یکشنبہ

۱۱ر رجب المرجب ۱۲۹ھ

حضرت سید محمد بن اسمٰعیل رضی اللہ عنہ

آپ نے اپنے صاحبزادہ سید محمد کو بچپن ہی میں قرآن کریم، فقہ و حدیث و روحانی تربیت سے نوازہ تھا اس وجہ سے سید محمد اپنے وقت کے بہت بڑے پیشوا گذرے ہیں۔

آپ پیدائش بمقام مدینہ منورہ صبح صادق بروز چہارشنبہ ۱۴ر شعبان المعظم ۱۵۹ھ

حضرت سید احمد اسمٰعیل ثانی رضی اللہ عنہ

آپ کے بیٹے سید احمد اسماعیل ثانی آپ عبادت و ریاضت تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت میں مشغول رہتے تھے آپ کی ذات گرامی سے ہزارہا لوگوں نے راہ حق پائی اور آپ کا فیض عام تھا۔

آپ کے بیٹے ظہیر الدین بمقام مدینہ منورہ صبح صادق بروز دوشنبہ ۱۷ر ربیع الاول ۱۷۶ھ میں ہوئی۔

آپ تقویٰ طہارت افعال و اقوال و اشغال میں ممتاز تھے اور آپ شریعت و طریقت حقیقت و معرفت سے آراستہ تھے۔ آپ اپنا زیادہ وقت مسجد نبوی اور جنت البقیع میں گذارا کرتے تھے کئی کئی دن کھجور اور پانی پر

گذارا کیا کرتے تھے۔ آپ کے پیش نظر آقا کی حدیث ہمہ وقت پیش نظر رہا کرتی تھی۔ کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل۔ دنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر اور رہگذر رہتا ہے۔

آپ کے بیٹے سید بہاؤ الدین کی پیدائش بمقام مدینہ منورہ صبح صادق بروز چہارشنبہ ۴ ؍ جمادی الآخر ۱۹۹ھ کو ہوئی۔

آپ کے بیٹے سید بہاؤ الدین اکثر روزہ رکھتے تھے فرائض و سنن تہجد کی پابندی کیا کرتے تھے آپ دنیا کی لذتوں سے بہت دور رضائے الٰہی پر راضی بہ رضا رہتے تھے

آپ کے بیٹے قاضی قدوۃ الدین علی حلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی جائے پیدائش۔ بروز پنجشنبہ صبح صادق ، ۱۰ ؍ رجب المرجب ۲۱۹ھ۔ تعلیم و تربیت بھی مدینہ طیبہ میں حاصل کی ملک شام کے لوگ آپ سے بے حد محبت رکھتے تھے چاہتے یہ تھے کہ قاضی صاحب شام ہی کی سکونت اختیار کرلیں اور کبھی کبھی اس بات پر اصرار کیا کرتے تھے۔ آپ اپنے آقا محمد رسول اللہ کی ان حدیثوں سے بھی واقف تھے۔ کیوں کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام کی فضیلت بکثرت فرمایا ہیں حدیثیں وارد ہیں۔ جیسے کہ آقا نے فرمایا" آخر زمانے میں ملک شام اچھے لوگوں کی جگہ ہوگی۔" اور قرآن کریم میں لفظ بارکنا حولہٗ سے مراد شام ہی کی برکتوں کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہٗ کا بیان ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" وہ زمانہ قریب ہے کہ تمہارا ایک لشکر شام میں ہوگا ایک عراق میں اور ایک یمن میں ہوگا ابن حوالہ نے عرض کیا"یا رسول اللہ! اگر میری زندگی میں وقت آوے تو کون سا لشکر اختیار کروں

فرمایا" شام کو اللہ تعالیٰ نے ملک شام کو پسند کیا ہے اور شام کے بسنے والوں کا خدائے تعالیٰ خود کفیل ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا" یاد رکھو فتنوں کے دور میں خالص ایمان ملک شام میں ہوگا

(احمد)

عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت عمودًا من نور خرج من تحت رأسی ساطعا حتی استقر بالشام (رواہ البیہقی)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ مختار کونین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے نور کے چند ستون دیکھے جو میرے سرہانے سے نکلے اور شام میں جا کر ٹھہر گئے۔ (اس کو بیہقی نے روایت کی ہے)

حضرت قاضی سید قدوۃ الدین علی حلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپ کے چار بیٹے ہیں۔

حضرت سید مقصود الدین عرف بدرالدین آپ کی عمر ۶۷ ؍ سال مزار اقدس مدینہ منورہ کے پاس حصار میں ہے۔ و حضرت سید مطلوب الدین عمر ۵۰ ؍ سال وفات ۱۲ محرم الحرام مزار شریف مسجد خلیل الرحمٰن کے بغل میں ملک شام میں ہے۔ حضرت سید نظام الدین عرف خواجہ بکتاش ولی کے نام سے مشہور ہیں۔ عمر مبارک ۲۳ ؍ سال مزار اقدس ولایت روم خاص شہر قسطنطنیہ میں ہے۔

ولادت حضرت سید بدیع الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یکم شوال المکرم بروز دوشنبہ صبح صادق ۲۴۲ھ شہر حلب میں ہوئی۔ آپ کا مادہ ولادت ابجد کے حساب سے صاحب عالم ہے۔

حضرت قاضی سید قدوۃ الدین علی حلبی رضی اللہ عنہ نے ملک شام کے شہر حلب (جو کہ شام کا دارالسلطنت ہے) سکونت اختیار کی اور عہدہ قضا پر پر ہوا۔ حلب کے لوگ آپ کی عزت و احترام کیا کرتے تھے۔ ان لوگوں کو آپ سے بے حد محبت تھی اسلئے کہ آپ چشم و چراغ سیدہ فاطمہ سے تھے اس وقت کا یہ دستور تھا عہدہ قضا پر وہی فائز کیا جاتا تھا جو شخص علم ظاہری و باطنی پر عبور رکھتا ہو اور حسب نسب کے لحاظ سے امتیازی شان کا مالک ہو تو پھر خاندان رسالت سے بڑھ کر کون اشرف ہو سکتا ہے۔

قاضی سید قدوۃ الدین علی حلبی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے صاحبزادہ حضرت سید بدیع الدین آپ کی ولادت شہر حلب ملک شام میں بروز دوشنبہ یکم شوال المکرم ۲۴۲ھ صبح صادق کو آغوش فاطمی ثانی میں ہوئی جب آپ پیدا ہوئے تو آپ نے اپنا سر اقدس جھکایا اور پڑھا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ جس قدر اس مقام پر عورتیں تھیں سب نے آپ کی آواز کو اچھی طرح سنا۔ آپ کی پیدائش کے عجیب عجیب واقعات ہیں جن کا تجربہ کرنا ممکن ہے جو کہ کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔

آپ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں "کہ جب آپ شکم میں تھے اس وقت سے جو میرے یہاں بکری تھی اس نے دودھ پینا بند کر دیا تھا اور جب آپ کی پیدائش ہوئی اس قدر دودھ دیا کہ کبھی بھی اتنا دودھ نہ دیا تھا" اور جب آپ کی عمر چار سال چار مہینہ چار دن کی ہوئی تو آپ کے والد محترم نے آپ کی بسم اللہ خوانی کے بعد آپکو مولینا حذیفہ شامی کے سپرد کیا۔ آپکی تعلیم مولینا حذیفہ شامی کی نگرانی میں شروع ہوئی آپ نے بہت جلد قرآن شریف ختم کیا۔ بارہ سال کی عمر میں آپ نے مختلف علوم میں اچھی خاصی استعداد حاصل کی اس کے بعد

تفسیر، حدیث، فقہ میں کمال حاصل کیا اور محدث مشہور ہوئے۔ ۱۴ سال کی عمر میں آپ کا شمار علما میں ہونے لگا۔ آپنے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علم سیمیا۔ علم کیمیا، ہیمیا اور ریمیا میں بھی دست گاہ حاصل کی۔ آپ چاروں آسمانی کتابوں کے حافظ و عالم تھے۔ چودہ سال کی عمر میں آپ نے اپنے والد محترم کے دست حق پرست پر سلسلہ جعفریہ میں بیعت کی اور والدین سے اجازت لیکر عازم حج بیت اللہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں بہ ہدایت غیبی بیت المقدس کی سفر کیا۔ وہاں پہنچ کر مسجد اقصیٰ میں شب ماہ رجب ۲۵۹ھ کو بایزید بسطامی طیفور شامی سے شرف ملاقات کی اور سلسلہ طیفوریہ میں داخل ہوئے آپ سے اجازت لیکر حج بیت اللہ کیلئے مکہ پہنچے اور فریضہ حج و ارکان سے فراغت پائی کچھ دن قیام فرمایا اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر بارگاہ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ سے آنکھیں ملیں اور مزار مقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے اور رات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جمال اطہر کی زیارت سے مشرف فرمایا اور بغرض تعلیم روحانی آپ کو حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمایا حضرت مولائے کائنات نے آپ کو تمام علوم ظاہری و باطنی سے مکمل طور پر سرفراز کیا۔ اور نسبت محمدی سے آپ کا قلب روشن ہوا۔

ایک دن دربار رسالت میں حاضر ہی تھے مراقب ہوئے حضوری ہوئی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا کہ "اے بدیع الدین تم ہندوستان جاؤ اور وہاں جاکر مخلوق خدا کی ہدایت میں کوشش کرو"۔ آپ نے حکم پاتے ہی ہندوستان کا سفر شروع کیا۔ جس وقت جہاز پر سوار ہوئے۔ جہاز والوں سے رشد و ہدایت کی تلقین کی ان لوگوں کو آپ کا یہ

عمل ناگوار گذرا ابھی سفر کا نصف حصہ نہ طے ہو پایا تھا سرکار بدیع الدین
زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک تختہ کے سہارے ساحل نجات پر پہنچے
اور جہاز غرق ہوا سفر کی تکان اور آپ یہ خیال فرما رہے ہیں کہ خدائے تعالیٰ
کا حکم ہے کہ یاالذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم
مسلمون۔ اے ایمان والو تم تقویٰ اختیار کرو اور تحت اختیار کرو کہ اسی
حالت میں موت آئے۔

یہ خیال گذر رہا تھا کہ ایک شخص نے آپ کا نام لیکر سلام کیا آپ نے
جواب دیتے دریافت کیا کہ "تم میرے نام سے کیسے واقف ہو؟" جواب دیا کہ
"کون نہیں آپ کے نام سے واقف" اور ہمراہ لیکر ایک خوبصورت باغ
جسمیں ایک عظیم الشان عمارت تھی وہاں آپ کے جد امجد رحمت عالم صلی اللہ
علیہ وسلم رونق افروز تھے آپ نے سرکار کی زیارت ہوتے ہی بڑے ادب
سے سلام پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت شفقت سے
قریب آنے کا اشارہ فرمایا۔ آپ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا اشارہ پاتے
ہی تخت کے قریب پہنچے اور اجازت پاکر ایک طرف بیٹھ گئے وہ شخص مردان
غیب سے حاضر ہوئے جن کے سروں پر خوان رکھے ہوئے تھے ان دونوں نے رحمت
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے طشت رکھ دیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک طشت سے خوان پوش ہٹایا جو طعام ملکوتی سے معمور تھا جسے مورخین نے
شیر برنج کی قسم کی چیز تصور کیا ہے اور غذائے ملکوتی بتایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے چند لقمہ اس طعام لطیف کے آپ کو کھلائے جس کو کھاتے ہی آپ پر
ارض وسماوات کا حال آئینہ ہوگیا۔ دوسرے خوان میں ملبوس فاخرہ موجود
تھا۔ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ لباس پہنایا اور نسبت اویسیہ نوازا

فرمایا" اے نور نظر تیری دعا بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی اور اب تجھے تمام
زندگی کھانے پینے کی اور لباس تبدیل کرنے کی ضرورت نہ ہوگی اور تیرے
وجود سے باری تبارک وتعالیٰ نے تمام خواہشات زندگانی کا خاتمہ کر دیا
اب ساری زندگی تو اس دنیا میں مرتبہ صمدیت پر فائز رہے گا۔" اس کے
بعد آقا نے ایک دالان کی طرف اشارہ فرمایا کہ "وہاں تیرے لئے ایک تخت
ہے جو وقت ضرورت پر ہوا میں پرواز کر سکتا ہے اور عصا موجود ہے
اب تجھے زحمت سفر برداشت نہ کرنا پڑے گی جا اور مخلوق خدا کو اللہ کا پیغام
سنا۔" آپ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بہت ہی ادب کے ساتھ
اٹھے اور قدم بوسی کر کے تخت پر سوار ہوئے اور ایک سمت روانہ ہو گئے۔

یہ سفر واقعہ خلیج کھمبات سے متصل ایک پہاڑ پر ظہور پزیر ہوا ہے جہاں
پر قدم سرکار رسالت کے نشان اب بھی موجود ہیں اور وہاں کثرت سے مخلوق
خدا جایا کرتی ہے حضرت سیدی بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ کا چلہ
اور مسجد نوری کے نام سے آج بھی موجود ہے۔ آپ ایک مدت تک اس علاقہ
سورت میں رشد وہدایت فرماتے رہے آپ کی عبادت اور ریاضت و تبلیغ
کا یہ اثر ہوا کہ کچھ ہی دن گذرے تھے بہت سی مخلوق خدا کلمہ پڑھکر داخل اسلام
ہوئی اور سرزمین ہندوستان پر اللہ عزوجل کا نام لیا جانے لگا۔ ان اسلام
لانے والوں میں سے سورت کا راجہ بلوان سنگھ جسے آپ بزبان فارسی زورآور
خاں کہہ کر خطاب فرمایا کرتے تھے یہ حالات اکثر کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔

دوسرا سفر حج

ایک مدت کے بعد حج بیت اللہ کرنے کا ارادہ فرمایا اور مکہ شریف

پہنچ کر ارکان حج ادا فرمائے۔ حرمین شریفین کا شوق پھر دامنگیر ہوا آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کیلئے مدینہ منورہ میں حاضری دی اور مسلسل کئی برس تک وہیں مقیم رہے۔ پھر جب کہ اجازت حاصل ہوئی تو نجف اشرف کی طرف آپ نے کوچ فرمایا راہ میں کئی کئی مقام پر اعتکاف کرتے رہے تمام عبادات کے ساتھ شغل حبس دم فرمایا کرتے تھے آپ کے اس شغل میں ریاضت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ کئی کئی برس تک ایک لخت استغراق کی کیفیت میں رہتے تھے۔

چنانچہ اس سفر میں آپ نے تمام بلاد شام اور دیار فارس کی سیاحت فرمائی نجف اشرف میں بھی زیادہ مقیم رہے بیروت اور بہت سے مقامات پر آپ کے چلے اب تک مرجع خلائق ہیں۔ نجف اشرف سے اپنے جد امجد حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ کے حکم سے فارس ہوتے ہوئے بغداد، بخارا، قندھار کابل کے راستہ سے ہندوستان تشریف لائے۔ کشمیر، پشاور، منٹگمری، کوئٹہ سندھ، حیدرآباد، کاٹھیاواڑ، گجرات احمدآباد، بڑودہ، پادرہ، جےپور، سورت، بھڑوچ۔ کراچی، بمبئی کے علاقہ میں کلمۃ الحق کا نعرہ بلند کرتے رہے۔ لاکھوں کی تعداد میں آپ کی تبلیغ سے کلمہ پڑھا اور داخل اسلام ہوئے۔ اور ان تمام علاقوں میں آپ سے بے حساب کرامتیں ظاہر ہوئیں۔

غرضکہ اطراف واکناف ہندوستان کا کوئی ایسا صوبہ نہیں ہے جہاں پر آپ سے متعلق کچھ نہ کچھ نشانات نہ پائے جاتے ہوں۔ اسلئے ملا عالم کابلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

شاہے کہ کمال اسم اعظم با اوست　　نقش ادم نگین خاتم با اوست
در ہند ظہور کرد بر نام مدار　　حقا کہ مدار کار عالم با اوست

یہ رباعی آستانہ پاک پر ملا عالم کابلی نے حاضری دیکر بھی نذرانہ عقیدت پیش کیا

جب آپ بغداد پہنچے اس وقت حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ کا دور تھا اور آپ اس وقت اسمائے جلالیہ کے ذکر میں مستغرق تھے آپ کے حال و ماحول اور کیفیات پر جلال و جبروت ربانی کا ظہور تھا اور یہ عالم تھا کہ نگاہ مبارک جس طرف اٹھ جایا کرتی تھی تو اڑتے ہوئے پرندے جل بھن کر گر جایا کرتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ ان کی اس کیفیت کو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا "اے بھائی! ہم کو اور آپ کو اپنے جد امجد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طائف میں کفار پتھر برسا رہے تھے جب آپ کا جسم اطہر شدید مجروح ہوگیا تھا۔ لیکن آپ پھر بھی اہل طائف کے لئے دعا فرما رہے تھے۔ ہم اور آپ رحمۃ اللعالمین کی نسل سے ہیں ہماری رگوں میں فاطمی خون دوڑ رہا ہے جس کی نسبت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہمارے پاس اور ہم سے متعلق جو بھی اللہ کی مخلوق ہو وہ امن وعافیت کے ساتھ رہے"

ان الفاظ میں وہ اعجاز و اثر تھا کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ پر اسمائے جلالیہ کا ظہور موقوف ہوگیا اور آپ مقام جلال سے منزل اخلاق محمدی اور کیفیات جمالی کی طرف متوجہ ہوگئے۔

مصنف تاریخ الاولیا نے جلد اول کے صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے کہ شیخ ابوالعباس احمد بن محمد مسروق رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید بدیع الدین قطب الاقطاب زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ کا زمانہ ایک تھا۔ اور شیخ ابوالعباس احمد بن محمد مسروق رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں اکیس(۲۱) برس تک رہے اور آپ ہی کی توجہ سے قطبیت کے درجہ پر فائز ہوئے اور شیخ ابوالعباس احمد بن مسروق کی وفات سنہ ۲۹۹ھ (آئینہ نسب نامہ ص۲۱)

میں ہوئی اور بغداد شریف ان کا مزار ہے۔ انکے علاوہ بہت سے علماء و صوفیا حاضر ہوئے اور آپ سے روحانی تربیت حاصل کی صاحب انوار الاتقیاء نے آپ کے حالات و واقعات تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دو بہنیں تھیں ایک کا نام زینب اور دوسری کا نام بی بی نصیبہ کی شادی ہوئے کئی برس گذر چکے تھے آپ نے اپنے محترم بھائی حضرت عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے اشارہ پر حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کی طرف اولاد کے واسطے رجوع ہوئیں۔ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے دو بیٹے عنایت فرمائے۔ بڑے صاحبزادے کا نام سید محمد اور چھوٹے صاحبزادے کا نام سید احمد ہے۔ بی بی نصیبہ نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ بڑا بیٹا آپ کی خدمت میں دونگی۔

چنانچہ آپ جب دوبارہ بغداد شریف لے گئے اس وقت سید محمد کی عمر تقریباً ۱۲ رسال کی تھی۔ اچانک سید محمد کوٹھے پر سے گرے اور موت واقع ہوئی۔ حضرت بی بی نصیبہ یہ خبر لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں عرض کیا "یا حضرت آپ کا پیارا سید محمد خدا کو پیارا ہوگیا۔" آپنے فوراً ان کی نعش سامنے رکھی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ جان من اٹھو۔ یہ فقرہ اپنے میں وہ اعجاز وطاقت رکھتا تھا کہ باذن اللہ اس مردہ نے دوبارہ زندگی پائی اس وجہ سے ان کا نام سید محمد جمال الدین جان من جنتی مشہور ہوا۔ سرکار بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ معہ ان کے چھوٹے بھائی سید احمد بادیہ پا بغداد سے روانہ ہونے لگے تو حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے دو برادر زادے حضرت میر شمس الدین حسن عرب و حضرت میر رکن الدین حسن عرب کو بھی بغرض تربیت روحانی

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے آپ کے ہمراہ کر دیا آپ انھیں بھی ہمراہ لے کر کاشغر ہوتے ہوئے ماوراء النہر تشریف لائے حضرت قاضی مطہر قلہ شیر اور قاضی لہری رحمۃ اللہ علیہم آپ کے حلقۂ غلامی میں داخل ہو کر ہم سفر ہوئے۔ بخارا سے حضرت پیر سید محمد حنیف بیعت ہو کر آپ کے ہمراہ ہوئے چنانچہ ان کے علاوہ خلفاء اور مریدین کی ایک کثیر تعداد آپ کے ہمراہ تھی۔ حضرت قاضی مسعود رحمۃ اللہ علیہ خزینۃ الابرار میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں صغیر سن تھا دریا کے کنارہ پر کھڑا تھا یکایک میرا پیر پھسلا دریا میں غوطے لگانے لگا کہ ایک بزرگ آئے مجھ کو پکڑ کر دریا سے نکال لیا۔ عرض کیا حضرت کا اسم مبارک؟ فرمایا کہ یحییٰ "میں نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں آپ کے ہمراہ رہوں فرمایا" ابھی نہیں علم حاصل کرو انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی۔" میں تحصیل علم میں مشغول ہوا۔ مگر حضرت مولینا یحییٰ کا تصور میرے دل میں ہر وقت رہتا تھا تیرہ سال کے بعد جب میری دستار بندی ہوئی میرے سر پر دستار فضیلت آپ ہی نے باندھی اور میرے والد سے اجازت لے کر مجھ کو نجف اشرف پہنچے۔ وہاں حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں سیب تھا فرمایا "کہ اسے لو اور سونگھو۔" میں نے اس کی خوشبو سونگھی تمام دماغ معطر ہوگیا بعد میں اسکو کھالیا وہ اس قدر میٹھا تھا کہ اب تک اس کی مٹھاس اور خوشبو کو بھول نہ سکا اسکے بعد حضرت نے مسکرا کر فرمایا" اے عزیز انسان کے جوہر میں بھی خوشبو ہے اگر وہ ظاہر نہ ہو تو کچھ نہیں ہے حسن صورت اور عبا قبا سے کچھ فائدہ نہیں۔" میں نے بڑی جرأت کر کے عرض کیا کہ معرفت خداوندی کس طرح حاصل ہوتی ہے؟ فرمایا اے مسعود اول اپنے آپ کو پہچانو تو خدا کو پہچان لوگے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ تم کو خیال کرنا چاہیئے کہ تم کون ہو کہاں

سے آئے ہو اور کہاں جانا ہے اس عالم میں کس لئے آئے تھے اور خدائے تعالےٰ نے تم کو کس لئے پیدا کیا اور نیک بختی اور بدبختی کیا ہے الغرض تم کو ان چیزوں سے آگاہ ہونا چاہیئے تمہارے صفات بعض حیوانی ہیں بعض شیطانی بعض ملکی۔ تم کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ تمہاری اصل صفت کون سی ہے۔ یاد رکھو کھانا پینا سونا فربہ ہونا غصہ کرنا یہ حیوانی صفات ہیں مکر و فریب کرنا، فتنہ برپا کرنا یہ شیطانی صفات ہیں۔ اگر ان صفات کے تم تابع ہو گئے تو حق تعالیٰ کی معرفت تم کو حاصل نہیں ہو سکتی ہاں اگر صفات ملکوتی تم حاصل کر لو گے تو کیا عجب کہ معرفت خداوندی سے تمہارا قلب روشن ہو جائے۔ تم کوشش کرنا چاہیئے کہ صفات حیوانی و شیطانی سے نکل کر صفاتِ ملکوتی حاصل کرو۔ دیکھو اللہ تعالےٰ نے تم کو دو چیزوں سے بنایا ہے ایک بدن دوسری روح۔ روح کی دو قسمیں ہیں۔ حیوانی، انسانی۔ روح حیوانی تمام جانوروں کو عنایت ہوئی اور روح انسانی انسان کے ساتھ خاص ہے جب تک روح انسانی سے کام نہ لو گے انسان نہیں ہو سکتے اور نہ معرفت خداوندی حاصل ہو سکتی ہے"

غرض قطب المدار نے ایسی دلچسپ تقریر فرمائی کہ میں خواب غفلت سے بیدار ہو گیا۔ اس وقت مجھ کو معلوم ہوا کہ اگر میں نے خداوندی معرفت حاصل نہ کی تو مجھ میں اور حیوانوں میں کچھ فرق نہیں رہے گا میں نے بیعت کی درخواست کی حضرت نے نہایت شفقت اور مہربانی سے مجھکو سلسلہ طیوریہ۔ مداریہ میں داخل کیا اور بیالیس سال حضرت کی خدمت میں رہا آخر کو خرقۂ خلافت سے ممتاز فرمایا۔

حضرت احمد اعرج بڑے شہسوار تھے ایک دن گھوڑے کو کودا رہے تھے دل میں یہ خیال گذرا جو آرام و آسائش مجھکو حاصل ہے وہ کسی کو بھی نہیں یکایک گھوڑے کا پیر پھسلا اور میں گھوڑے سے گرا اور بائیں پیر میں سخت چوٹ آئی جس کی بنا پر

میں بے ہوش ہو گیا اتنے میں حضرت قطب المدار تشریف لائے اور یہ فرمایا احمدؒ بیہوشی میں کب تک پڑے رہو گے اٹھو اور توبہ کرو۔ میری جو آنکھ کھلی تو اپنے خیالات پر توبہ کی اور چاہا کہ حضرت کے قدم کو بوسہ دوں مگر تکلیف کی وجہ سے حرکت نہ کر سکا حضرت قطب المدار نے گھوڑے کو آواز دی وہ دوڑتا ہوا واپس آیا حضرت مجھکو ایک گاؤں میں لے گئے وہاں ایک جراح تھا آپ نے فرمایا کہ اس جوان کا علاج کرو اس نے عرض کیا یہ علاج میرے امکان سے باہر ہے یہ جوان بچے گا نہیں،، آپ نے فوراً انار کے چھلکے جو وہاں پڑے ہوئے تھے پسوا کر زخموں پر چھڑکے فوراً خون بند ہو گیا اور زخم اچھا ہونے لگا اور چند روز میں وہ جوان تندرست ہو گیا۔ پھر اس نے بیعت کی درخواست کی آپ نے سلسلۂ مداریہ میں داخل کیا اور مکہ معظمہ کے سفر میں ساتھ رہا یہ تھے بزرگان دین کے اخلاق اس طرح نور محمدی سے لوگوں کے قلوب منور کیا کرتے تھے۔

جب کہ پہلی بار سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہٗ اجمیر شریف پہنچے یہ دور لگ بھگ تین سو ہجری کا تھا۔ آپ نے کوکلا پہاڑی پر قیام فرمایا آپ کے تشریف لانے سے پہلے حسین خنگ سوار رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھی شہید ہو چکے تھے تارہ گڈھ پر ان شہداء کی نعشیں بے گور و کفن پڑی ہوئی تھیں جن سے شب میں تکبیروں کی آوازیں بلند ہوا کرتی تھیں حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جایا کرتے تھے لوگ بہرے ہو جایا کرتے تھے طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار تھے وہاں کے لوگوں نے کوشش کر کے جادوگروں کو بلوایا اور ہر چند ہا کہ یہ آوازیں بند ہو جائیں لیکن تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ اب جب آپ تشریف لے گئے تو اجمیر کے بسنے والوں کو خیال آیا کہ ایک بار مسلمان آئے تو انھوں نے شہر کو تباہ و برباد کر دیا اور آج بھی انکے مصائب و آلام کا شکار ہو رہے ہیں اب یہ آئے ہیں نہ جانیں کیا کریں؟۔

چنانچہ ان میں جو لوگ سنجیدہ تھے وہ حضرت قطب المدار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مصائب اور تکلیف کا اظہار کرکے معاونت چاہی۔ آپ نے بلا تخصیص مذہب و ملت ان کو تسلی و تشفی کے جملے عطا فرمائے اور وعدہ فرمالیا کہ تم لوگ جاؤ انشاء اللہ تعالیٰ آج کی شب سے یہ آوازیں بند ہوجائیں گی۔ آپ نے اپنے خلفاء کو حکم دیا کہ جاؤ تارہ گڈھ پر جو شہداء کی لاشیں ایک زمانے سے بے گور و کفن پڑی ہوئی ہیں جن کا پرسان حال بجز خدائے تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے ان کو دفن کرآؤ۔ آپ کے خلفاء نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور شہداء کی لاشوں کو دفن کردیا۔ اور رات سکون سے گذری صبح کو بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے انھیں کی زبان میں ایک خطبہ فرمایا جس کا اثر یہ ہوا کہ ان لوگوں نے خدائے قدوس کی توحید اور سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دی اور پڑھ لیا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور صدہا اشخاص حضور کی توجہ سے دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔

یہ واقعہ حضور خواجہ سید معین الدین حسن چشتی سنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش سے سواد وسو برس پہلے کا ہے یہی وجہ ہے کہ سرکار سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہٗ کے نام نامی سے گیارہ مقامات آج بھی مشہور و معروف ہیں جیسے کہ مدار ٹیکری، مدار اسٹیشن، مدار روڈ، مدار گیٹ، مدار بازار، مدار باؤلی، مدار ہوسپٹل مدار کالج، مدار محلہ وغیرہ وغیرہ۔

ابھی آپ کو کلا پہاڑی پر موجود ہی تھے کہ ادھرناتھ نام کا ایک جادوگر آپ کی شہرت و مقبولیت پر پریشان ہوا اور اپنے اقتدار کو پامال ہوتے دیکھ کر اس نے ایک دن آہنی چنوں کا ایک تھیلا آپ کو پیش کیا۔ آپ نے فرمایا "میرا آج دائی روزہ ہے، یہ میرے ہمراہیوں میں تقسیم کردو"۔ جب وہ آہنی چنے آپ کے مریدین و خلفاء

کے ہاتھوں میں پہنچے تو سبھوں نے مل کر ان آہنی چنوں کو کھالیا۔ جادوگر ان لوگوں کا چہرہ تکتا تھا اور حیران تھا کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہٗ نے ایک چنا اپنے دست مبارک سے اس پہاڑی پر دفن کردیا۔ جس کا ایک بہت بڑا درخت اگا اور پھل بھی عام پھلوں سے بڑا آیا۔ یہ واقعہ جادوگر نے دیکھا تو اور بھی متعجب ہوا کلمہ پڑھ کر معہ اپنے چیلوں کے مشرف باسلام ہوا جس کی اولاد آج بھی جوگی کہلاتی ہے اور اسی وقت سے یہ مثال بھی قائم ہوگئی کہ فقیری آسان نہیں بلکہ لوہے کے چنے ہیں جن کو چبانا ہے یکایک پھر آپ کو زیارت حرمین شریفین کا شوق دامنگیر ہوا زیارت حرمین شریفین کے لطف کو اہل باطن سے معلوم کیجیے۔ اسکی قدر تو وہی جانتے ہیں۔

غرض حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ زیارت حرمین سے فارغ ہوکر نجف اشرف گئے وہاں آپ کے خادم و خلفاء جو چلہ کشی میں مصروف تھے انھیں ہمراہ لیکر شہر حلب میں جہاں آپ کی پیدائش ہوئی تھی تشریف لے گئے شہر حلب کے مضافات میں ایک قصبہ چنار ہے وہاں آپ نے قیام فرمایا اور اپنے بھائی کی اولادوں میں سے سید ابو محمد ارغون و سید ابو تراب فنصور و سید ابو الحسن طیفور رضی اللہ عنہم کو اپنی فرزندی میں لیکر پھر آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور ایک عرصہ تک حاضر رہے۔ یوں تو ہر روز انوار محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے تربیت پاتے تھے اور ہر وقت ہر آن انوار محمدی سے منور ہوتے رہتے تھے ایک دن حضوری ہوئی تو ارشاد ہوا۔ کہ بدیع الدین ہم نے تمہارے قیام کے لئے ہندوستان کو تجویز کیا ہے وہیں تم جاؤ رہو سہو اور دین محمدی کو پھیلا اور اسکی کوشش میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھو۔ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہٗ یہ فرمان نبوی سنکر چاروناچار ہندوستان روانہ ہوگئے ورنہ ان کا دل کب چاہتا تھا کہ حضور کے قدم کو چھوڑوں۔ مگر چونکہ سمجھتے تھے کہ عشاق کے لئے بعد و قرب مکانی کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا وہاں سے چلدئیے۔ چلتے وقت حضور نے یہ بھی

فرمایا کہ شہر قنوج ہے اس کے میدان میں جنوب کی طرف ایک تالاب ہے اس کی لہروں سے یا عزیز کی آواز آتی ہوگی وہ جگہ تمہارے قیام کیلئے مخصوص کردی گئی ہے وہی جگہ مرجع خاص عام ہوگی۔

المختصر آپ ممالک عرب کی سیر کرتے ہوئے ملک عجم میں پہنچے اور خراسان میں بھی چند دن قیام فرمایا بہت سے لوگ مستفیض ہوئے۔ وہاں ایک بزرگ شیخ نصیر الدین کو آپ کی تشریف آوری کا حال معلوم ہوا لیکن آپ سے ملنے نہیں گئے اتفاق سے حضرت جمال الدین جان من جنتی (جو حضرت قطب المدار کے خلیفہ ہیں) ہمراہ تھے سیر کی غرض سے نکل گئے اور شیخ نصیر الدین سے ملاقات ہوئی دوران گفتگو میں فرمایا "آپ نے حضرت قطب المدار سے ملاقات نہیں کی؟" انھوں نے جواب میں کہا "مجھے کیا ضرورت جیسے وہ ولی ویسے میں ولی" اور کچھ الفاظ ایسے ان کی زبان سے سخت نکل گئے جو حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کی شان کے خلاف تھے مگر صاحب بصیرت کی ذرا سی بات بھی ہوتی ہے تو وہ اولیاء کے ناگوار خاطر ہوا کرتی ہے۔ حضرت

حضرت سید جمال الدین جان من جنتی کو ان باتوں سے صدمہ گزرا اور اسی وقت ان کی ولایت کو سلب کرلیا اور وہاں سے چلدیئے اور اپنے پیر مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا "جمال الدین نصیر الدین کی باتوں نے تمہیں ملول کردیا" بوجہ ادب خاموش رہے ابھی کچھ وقت گذرا بھی نہ تھا دیکھتے کیا ہیں کہ نصیر الدین چلے آرہے ہیں اور آتے ہی حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کے قدم بوس ہوئے۔ حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ نے سید جمال الدین کی طرف سے اشارہ فرمایا انھوں نے وہ سلب شدہ نعمت پھر واپس دے دیدی۔ یہاں سے حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ نے دیگر ممالک کی طرف رُخ کیا۔ آپ ملک بہ

ملک سیر فرماتے ہوئے اور اشاعت دین فرماتے ہوئے ہندوستان میں تشریف لائے۔ لاہور میں کچھ دن قیام فرمایا شیخ محمد لاہوری آپ سے پہلے بیعت ہو چکے تھے خلافت سے بھی نوازا تھا دہلی میں آگرجہاں اوروں کو سلسلے میں داخل کیا وہاں سلطان شاہ فیروز شاہ کو بھی بیعت کی آپ میوات پہنچے مختلف مقامات پر چلہ کشی فرمائی جو آج تک مدار کے چلہ کے نام سے مشہور ہیں اور جب آپ سیاہ کوہ پہنچے تو باون ڈاکو آپ کے ہمراہیوں کا اسباب لوٹنے آئے اور جب قریب پہنچے تو سب کے سب اندھے ہوگئے آخر کار سیدی قطب المدار سے رو رو کر معافی چاہی قطب المدار کی دعا سے پھر بینائی واپس آئی اور سب کے سب اسلام میں داخل ہوئے۔ حضرت نے جداگانہ نام سے ان لوگوں کو پکارا۔ ان میں سے بعض کو خلافت سے نوازا جو کہ باون گوتی کے نام سے مشہور ہیں ان میں ایک چوہر سد بھی تھے جو بڑے صاحب کشف ہوئے۔ میوات میں ان کا عرس ہوتا ہے اور ہزارہا انسان انکے معتقد ہیں۔

آستانہ حضرت سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہ پر حضرت عبدالرزاق بانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری اور ایک خاص قصیدہ جس کو ۱۱۲۰ھ میں پیش کیا

اے جگر گوشہ محمد اے حبیب کردگار   اے گل گلزار حیدر تعبوں امیر شہسوار
اے چراغ دین احمد ہم شبستان بہار   عاشق مقصود مطلق محرم پروردگار
کن کرم بہر خدا سید بدیع الدین مدار

قرۃ العین محمد اے جگر گوشہ علی   ایک نظر فرما برائے مصطفیٰ خیر النبی
رونق باغ ولایت محرم راز خفی   اے امیر تاج انور فیض بخش معنوی
کن کرم بہر خدا سید بدیع الدین مدار

واقف علم لدنی اے شہ قطب المدار   محرم سر حقیقت بادشاہ نامدار
گوہر مقصود عالم مظہر پروردگار   ناظم دین محمد اعظم صد افتخار
کن کرم بہر خدا سید بدیع الدین مدار

اے سرور جملہ عالم حامی تاج ولا   مقتدائے اہل عرفاں واقف راز خدا
از مکنپور تا خراساں فیض بخش ہر گدا   ساکنان عالمیں کردند تو بربان خدا
کن کرم بہر خدا سید بدیع الدین مدار

حاضر از روئے عصیاں آمدہ عالی امم   لطف کن برایں گدائے مشت خم دارم جرم
چونے آیم کوئی نازاں شوم ہر قسمتم   می کنم فریاد ہر دم کن بدیع الدین کرم
کن کرم بہر خدا سید بدیع الدین مدار

محرم ہر ناتواں دردمنداں توئی   والی ہر بیکساں دست درماں توئی
شافع ہر عاصیاں را فیض شاہانہ توئی   تاج بخش ہر گدا را گنج سلطاناں توئی
کن کرم بہر خدا سید بدیع الدین مدار

من چہ گویم در حیات آئنہ روشن ضمیر   ہادی ہر گمرہاں عاصیاں را دستگیر
عاجزم درماندہ ام افتادہ ام جاں اسیر   بہ نگر دہر حال عاصی التجا دارد فقیر
کن کرم بہر خدا سید بدیع الدین مدار

من نہ گویم وصف تو جز و آفریں صد آفریں   فیض تو جاری و ساری بر سر دنیا و دیں
معدن جود و عنایت ساکن عرش بریں   صمدیت از تربیت حاصل شدہ نور یقیں
کن کرم بہر خدا سید بدیع الدین مدار

بر ہمہ عالم شہا تو فیض بار خاص و عام   اک نظر فرما برائے مصطفیٰ خیر الانام
از ازل ہستم غلامی کوئے تو دارم مقام   آرم روئے خجالت دستگیری کن مدار
کن کرم بہر خا سید بدیع الدین مدار

ناتوانم بیقرارم خاکسارم چشم زار   پر گناہم شرمسارم نہ ردائم دل فگار
دردمندم مستمندم جان سوز اشکبار   خستہ خانم دانہ دارم از فرقت اشکبار
کن کرم بہر خدا سید بدیع الدین مدار

عاصی عبدالرزاق قادریہ ما نسب   دور کن از لطف رحمت ایں ہمہ رنج و غضب
آمدہ درگاہ شاہا با ہمہ عجز و ادب   ما ورائم جاں خرابم من نمی دانم سبب
کن کرم بہر خدا سید بدیع الدین مدار

حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہٗ کالپی میں

کالپی کے لوگوں کو جب یہ معلومات ہوئی کہ حضرت سیدی بدیع الدین قطب المدار تشریف لائے ہیں تو مخلوق خدا کا اژدہام ہونا شروع ہوا۔ جو لوگ اپنی حاجتیں لائے تھے وہ حضرت کی دعا سے پوری ہو جایا کرتی تھیں۔ ہر وقت سیکڑوں لوگ جمع رہتے تھے اور اپنے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوا کرتے تھے۔ یہ تو ظاہری فیض حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہٗ کا تھا۔ اب باطنی فیض کا حال دیکھئے حدیث قدسی ہے من کان للہ کان اللہ لہٗ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے تو پھر ساری مخلوق اس کا دم بھرنے لگتی ہے۔

چنانچہ حضرت سید صدرالدین محمد قاضی القضاۃ نے حضرت کو خواب میں دیکھا پھر تو حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں پہونچے۔ سید صدرالدین جونپور میں سکونت رکھتے تھے۔ ان کے والد سید رکن الدین دہلی میں رہتے تھے بعد میں جونپور میں سکونت اختیار کر لی۔ سید صدرالدین جب فارغ التحصیل ہوئے والد کی جگہ پائی۔ فرصت میں تصوف کی کتابیں دیکھا کرتے تھے ایک روز خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی شکل کے بزرگ آئے انھوں نے درس و تدریس کی کتابوں کو درہم برہم کر دیا اور سامنے بیٹھ کر لب سے لب ملایا جس سے بدن میں آگ لگ گئی یہ دہشت ناک خواب دیکھ چونک پڑے سخت پریشان ہوئے کچھ تعبیر سمجھ میں نہ آئی آخر جونپور میں ایک بزرگ شاہ کالو کے نام سے مشہور تھے ان کی خدمت میں پہنچے۔ ان بزرگ نے مجھکو دیکھتے ہی مجھ سے فرمایا "جو تم نے خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ

قطب المدار کالپی میں تمہارے منتظر ہیں اور یہ سب آپ ہی کا تصرف ہے صدرالدین پہلے بھی حضرت قطب المدار کے اوصاف سن چکے تھے لہذا سید صدرالدین کالپی پہنچے اور آپ سے ملاقات کی۔ حضرت قطب المدار رضؓ نے اپنے چہرۂ مبارک سے ابھی دوسرا نقاب اٹھایا ہی تھا کہ تمام حاضرین و صدرالدین آپ کے جمال کی تاب نہ لاسکے اور قدموں پر گر پڑے پھر تو بیعت کی درخواست پیش کر دی۔ حضرت قطب المدار رضؓ نے فرمایا "تم نے جو کچھ پڑھا ہے اسکو دل سے نکال دو"۔ انھوں نے عرض کیا "یہ میرے اختیار میں نہیں ہے"۔

آپ نے فرمایا "کہ کلمہ شریف کے لا سے تمام معلومات کے گرد و غبار صاف ہو جاتے ہیں۔ اس کا چند روز ورد رکھو"۔ چنانچہ چند روز انھوں نے نفی اثبات کا ذکر جاری رکھا اس کا یہ اثر ہوا کہ دل میں ذوق و شوق پیدا ہو گیا یہ قطب المدار کا تصرف تھا کہ اس قدر جلد قلبی کیفیت پیدا ہو گئی۔

ایک روز حجرہ میں اپنے پاس بٹھا کر سلسلہ طیفوریہ مداریہ میں داخل کیا عشق الٰہی کا اسقدر غلبہ ہو گیا تھا کہ اپنی بھی خبر نہ رہتی تھی۔ مولانا شیخ فولاد آپ بھی کالپی کے رہنے والے ہیں بڑے علما میں شمار ہوا کرتا تھا۔ آپ سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہونے کی درخواست پیش کی آپ نے ان کو سلسلہ میں داخل کیا اور خلافت بھی عطا کی۔ میر سید صدر جہاں کے دادا چنگیز خاں ترمذ چھوڑ کر دہلی آئے ہوئے تھے چونکہ دارالعلوم بغداد جہاں خاندان بنی ہاشم کی خلافت تھی تمام شرفاء کے قیام کا مرکز وہی تھا بغداد کے قریب و جوار میں اکثر سادات مقیم تھے۔ چنگیز خانیوں کی خلافت کو برباد کیا اسی وجہ سے سادات مختلف ممالک جا کر آباد ہو گئے۔ میر سید صدرالدین جہاں کے والد بہت بڑے عالم تھے انھوں نے جون پور میں آکر قیام کیا۔ ابراہیم شرقی برسر حکومت ہوئے تو میر صدر جہاں کو منصب وزارت پر سرفراز فرمایا

صدر جہاں کو علم باطن کے حصول کا شوق دامنگیر ہوا تو حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کیلئے کہا۔ حضرت اشرف نے فرمایا "ہمارے یہاں تمہارا حصہ نہیں ہے عنقریب ایک بزرگ تشریف لائیں گے آپ کا نام نامی بدیع الدین اور مرتبۂ قطب المدار پر فائز ہوں گے تم ان سے بیعت ہونا"۔ لہذا آپ نے انتظار کیا وقت آنے پر سرکار قطب المدار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلسلہ طیفوریہ مداریہ میں بیعت حاصل کی۔

مولینا قاضی شہاب الدین ملک العلماء آپ بھی قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز تھے۔ قاضی صاحب نے جب قطب المدار کے عادات و کرامات کا شہرہ سنا تو غرور علم کی وجہ سے تمام باتوں کو محض ہوائی سمجھا ان اللہ لا یحب کل مختال فخور اللہ تعالے اغرور اور تکبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا قاضی صاحب نے قطب المدار کی بارگاہ میں چند سوالات پیش کئے حضرت قطب المدار نے قاضی صاحب کے سارے سوالوں کے جواب دیئے نوبت یہاں تک پہنچی کہ قاضی صاحب موصوف نے ایک شخص کو مردوں کی طرح کفنا کر مصنوعی جنازہ تیار کیا اور چند آدمیوں کے ساتھ وہ جنازہ آپ کی خدمت میں بھجوایا اور ان لوگوں کو ہدایت کر دی کہ آپ سے نماز پڑھنے کیلئے کہیں مقصد یہ تھا کہ آپ روشن ضمیر بزرگ ہیں تو زندہ کی نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے اور اگر پڑھا دی تو مصنوعی بزرگ کا حال کھل جائے گا غرض لوگ جنازہ لیکر آپ کی خدمت میں پہنچے اور نماز پڑھنے کیلئے آپ سے عرض کی آپ اٹھے اور نماز پڑھا دی اور پھر حجرہ کے اندر تشریف لے گئے لوگوں نے قہقہہ لگا کر سر سے کفن ہٹایا تو وہ شخص مر چکا تھا یہ واقعہ قاضی شہاب الدین کو معلوم ہوا تو آپ پا پیادہ حضرت قطب المدار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور معافی کی درخواست کی اور آپ نے انھیں معاف کر دیا۔

بالآخر قاضی ملک العلماء شہاب الدین جونپوری سلطان شرقی وزیر مفتی سید صدر جہاں یہ سب کے سب حلقۂ غلامی میں داخل ہوئے تھے۔ جونپور میں بیس برس قیام فرمایا اور اہل جونپور یہ سمجھتے تھے کہ سیدی قطب المدار رضی اللہ عنہ کہ آپ یہیں سکونت اختیار کریں گے سیدی قطب المدار جب کنتور پہنچے یہاں بھی لوگ بکثرت لوگ داخل سلسلہ ہوئے اور قاضی محمود جو اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے انھوں نے آپ سے بیعت حاصل کی اور سیدی قطب المدار نے خلافت سے بھی نوازا۔ گروہ طالبان آپ ہی جاری ہوا۔ یہاں سے آپ گھاٹم پور پہنچے اور نور محمدی سے لوگوں کو منور کرتے رہے یہاں کا جو راجہ تھا وہ لاولد تھا۔ اس راجہ نے آپ کی بارگاہ میں دعا کیلئے درخواست پیش کی اور آپ کی دعا کی برکت سے اور خدا کے فضل سے وہ راجہ صاحب اولاد ہوا پھر تو آپ نے شرف اسلام سے مشرف فرمایا ان تک اس کی نسل قصبہ مذکورہ میں باقی ہے۔

دوسری آپ جب اجمیر شریف پہنچے اور کوکلا پہاڑی پر قیام فرمایا۔ حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ سید بدیع قطب المدار کوکلا پہاڑی پر تشریف فرما ہیں تو آپ ملاقات کے واسطے سیدی قطب المدار کے روبرو حاضر ہوئے خواجہ سید معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین جو تھے ان کو علیحدہ بٹھا کر تین شبا بروز دونوں بزرگ خاموش ہی رہے علیک سلیک گفتگو جو بھی ہوئی ہو اس کو خدا بہتر جانتا ہے چوتھے دن خواجہ صاحب بدستور خاموشی کے ساتھ واپس ہو کر اپنے مقام پر رونق افروز ہو گئے کیا کس نے کہا کس نے کیا سنا یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ و حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں باللہ ثم باللہ حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے

چہرۂ اقدس پر سات نقاب رہتے تھے جب کبھی احیاناً و سہیاناً ایک یا دو نقاب اٹھ جائے تو انوار تجلیات ربانی کا اسقدر مظاہرہ ہوتا تھا کہ مخلوق خدا بے اختیار سجدہ میں گرتی تھی اور پڑھ لیتی تھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آپ نواح گجرات کا ٹھیاواڑ پہنچے اس صوبہ کا راجہ جسونت سنگھ آپ کی شہرت سن کر حاضر ہوا اور پھر آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوا اور سلسلۂ عالیہ مداریہ میں داخل ہوا نام اس کا جعفر خاں رکھا اس نے اپنے علاقہ میں مسجدیں تعمیر کرائیں۔ ان علاقوں میں سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ کے کثرت سے چلہ آج بھی موجود ہیں۔ اور جب آپ احمد آباد میں رونق افروز ہوئے تو آپ کی خدمت اقدس میں بہت سے لوگ حاضر ہوئے اور کلمہ پڑھ کر داخل اسلام ہوئے۔ جن کا کتابوں میں ذکر پایا جاتا ہے۔ کچھ ہی دن گذرے تھے چھتیس ہزار مخلوق خدا داخل اسلام ہوئی مسجدیں و چاہات بنائے گئے۔

رسالۂ الیاس جو عربی زبان میں ہے، میں لکھتے ہیں کہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ، کے خلفاء کی تعدا ایک لاکھ چوبیس ہزار تین سو ساٹھ ہے۔

حالات قطب غوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے نام سے جو کتاب شائع ہو چکی ہے اس میں بھی خلفاء کی تعداد تحریر ہے بعض کتابوں میں چودہ سو بیک کا ذکر ہے جو آپ کے ہمراہ رہتے تھے۔

چند خلفاء کا ذکر ذیل میں تحریر ہے

حضرت زاہد بختانی المداری رحمۃ اللہ علیہ			جائے مزار	روم
حضرت محمد یوسف اوتاد مداری	"	"	"	بخارا
حضرت سید محمد طاہر مداری	"	"	"	عرب
حضرت مولینا شاہ ملک محمد عبد العزیز شیری	"	"	"	مالوہ
حضرت شیخ ابو النصر مداری	"	"	"	ایران
حضرت شیخ عبد القادر ضمیری	"	"	"	شری لنکا
حضرت اسمٰعیل خلجی بن سید ابو داؤد	"	"	"	سیستان
حضرت شیخ عبد الواجد مداری	"	"	"	نجف اشرف
حضرت محمود بن خواجہ غیاث الدین	"	"	"	برہما
حضرت محمد باسط پارسا مداری	"	"	"	مکہ معظمہ
حضرت محمد فاروق خاکسار قندھاری	"	"	"	چین
حضرت شاہ فضل اللہ مداری	"	"	"	ستارہ
حضرت شیخ نصیر الدین مداری	"	"	"	کوہ ہمالیہ
حضرت سلیمان مداری	"	"	"	بگرجستان
حضرت قیام الدین جلد آبادی	"	"	"	چین
حضرت محمد ظفر الدین	"	"	"	ملک شام شہر حلب

حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون رحمۃ اللہ علیہ — حضرت قاضی محمود کنتوری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ سید ابو تراب فنصوری رحمۃ اللہ علیہ — حضرت قاضی سطر قلندر شیر ”
حضرت خواجہ سید ابو الحسن طیفور رحمۃ اللہ — حضرت سید شاہ جلال الدین داتا بریلوی
حضرت سید جمال الدین جان من جنتی رحمۃ اللہ علیہ — حضرت سید شاہ جہندہ بدایوں رحمۃ اللہ
حضرت سید احمد بادی پار رحمۃ اللہ علیہ — حضرت شاہ منہاج ” ”
حضرت سید میر شمس الدین حسن عرب رحمۃ اللہ علیہ — حضرت شاہ فولاد رحمۃ اللہ علیہ
حضرت سید میر رکن الدین حسن عرب رحمۃ اللہ علیہ — حضرت شیخ آدم صوفی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت اجمل بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ — حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی
حضرت مخدوم اشرف جہانیاں جہاں گشت ” — حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ

شاہ بڈھن صدیقی سنڈیلا

حضرت قاضی لہری رحمۃ اللہ علیہ — حضرت محمد غزنوی مداری المعروف جگا حاضر میں
حضرت سلطان ابراہیم شرقی رحمۃ اللہ علیہ — حضرت شیخ سلطان شہباز رحمۃ اللہ علیہ
حضرت قاضی طٰہٰ رحمۃ اللہ علیہ — حضرت قاضی شہاب الدین پرکالۂ آتش ”
حضرت قاضی سید صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ — حضرت علی شیر ماوراء النہری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ صدر جہاں رحمۃ اللہ علیہ — حضرت شیخ قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شاہ برق دیوانہ رحمۃ اللہ علیہ — حضرت عادل شاہ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ حبیب اللہ قنوجی رحمۃ اللہ علیہ — حضرت کوچ کابری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت حاجی محمد سلطان رحمۃ اللہ علیہ — حضرت شیخ محمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شاہ بھیکا مجذوب قنوجی رحمۃ اللہ علیہ — حضرت شیخ الیاس رحمۃ اللہ علیہ
حضرت احمد بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ — حضرت حاجی محمد سلیمان پشاور رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خیر الدین عرف مکن سرباز رحمۃ اللہ علیہ — حضرت شاہ ممدوح رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شمس ثانی چوب دار رحمۃ اللہ علیہ — حضرت شیخ آدم رحمۃ اللہ علیہ
حضرت قاضی محمود رحمۃ اللہ علیہ — حضرت حسین معز بلخی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت حسام الدین سلامتی رحمۃ اللہ علیہ — حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ
حضرت محمد یٰسین رحمۃ اللہ علیہ — حضرت شاہ بدھ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خاصہ بہرائچ رحمۃ اللہ علیہ — حضرت امیر الملک رحمۃ اللہ علیہ
حضرت دلجے دہلوی رحمۃ اللہ علیہ — حضرت عماد الملک رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شاہ گنگن بہار رحمۃ اللہ علیہ — حضرت میاں لعل دیوانہ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولینا سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ محبت عطا فرمایا

موحّد

حضرت شاہ منجھلے سوداگر رحمۃ اللہ علیہ — حضرت زین العابدین مدینہ طیبہ
حضرت سلطان حسن عربی رحمۃ اللہ علیہ — حضرت ظہیر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ مزار پاک دمشق
حضرت میاں سیف اللہ رحمۃ اللہ علیہ — حضرت شمس ثانی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ — ” قاضی عبد الملک بہرائچ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت قاضی شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ — حضرت زاہد چینستانی رحمۃ اللہ علیہ روم
حضرت شاہ قاضن رحمۃ اللہ علیہ — ” یوسف اوتار رحمۃ اللہ بخارا
حضرت سید اجمل جونپوری رحمۃ اللہ علیہ — ” مولینا صوفی فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ افغانستان
حضرت شاہ فضل اللہ مداری رحمۃ اللہ علیہ — ” محمد مظفر حبشی رحمۃ اللہ علیہ کلکتہ
حضرت شاہ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ — ” ابو الفرج مکی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شاہ جبو دھن لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ — ” شیخ لقاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایران

حضرت عبدالقادر ضیری رحمۃ اللہ علیہ سکندریہ
حضرت اسمٰعیل خلجی رحمۃ اللہ علیہ
" شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ نجف اشرف
" مولینا یحییٰ ابرار رحمۃ اللہ علیہ ان کے حالات
خزینۃ الابرار میں درج ہیں
حضرت عباس مصری رحمۃ اللہ علیہ
" ذوالنون یحییٰ بن بختار مخدوم خیری " چین
" شیخ بشیرالدین حلب
" مولینا ظہورالاسلام بن مولینا عبدالقیوم
رحمۃ اللہ علیہ ایران
" محمد باسط پارسا دارالخلافت شاہجہاں آباد
مزار پاک مکہ
" محمد شمس الدین فیروزپوری مزار پاک چین
" قیام الدین جلال آبادی مزار پاک چین
" شاہ حیات پانی پتی مزار پاک ملک مالوہ چندری
پہاڑ پر
" سعد اللہ اکبر و سعد اللہ اصغر دونوں
پسر سید محی الدین رومی مزار پاک نواح روم
حضرت ثناء اللہ ایرانی
" خواجہ محمد یٰسین حلبی
" محمد سالک

حضرت عبید اللہ قدوسی رحمۃ اللہ علیہ گجرات
حضرت ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سیستان
حضرت عبدالنعیم سالک رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور
" زید بن خالد شہسوار فارسی ایرانی رحمۃ اللہ
" ابوداؤد زمانی بن خواجہ مرکش رحمۃ اللہ علیہ
" محمود دفتری بن خواجہ غیاث الدین مزار پاک ہریہا
" عبدالرحمٰن بن اکمل رحمۃ اللہ علیہ
" محمد اکرم رحمۃ اللہ علیہ مصر
" سید محمد شاہ واصل عماد رومی ابن سید یعقوب
" خضر علی حنفی مزار پاک سیستان
" محمد شاہ نصیر آبادی بن محمد باقر مزار پاک نصیر آبادی
" سید محمد صابر ملتانو عرف شاہ بدھن بن
" یعقوب در نواح گورکھپور پورب کی طرف
بیس کوس پر
" شاہ فضل اللہ بدخشانی مزار پاک جنارہ
" حکیم احمد مصری رحمۃ اللہ علیہ در نواح دو کوس
" شیخ نصیرالدین شہبازی مزار پاک کوہ ہمالیہ
حضرت مولینا حسین خراسانی عالم باعمل
حضرت خواجہ برہنہ پیر بہرائچ شریف
حضرت شجاع مداری
حضرت محمد عرفان

حضرت شاہ لطف اللہ زاہد نجف اشرف
حضرت نورالدین کالپی
حضرت شیخ عبدالواحد بلخی
حضرت شیخ معروف سیسانی
حضرت شیخ جشن لنکا
حضرت خواجہ زاہد بن خالد شیراز
" شیخ کبیرالدین
" عاشق شاہ لال دایوانے
حضرت خواجہ بخش علی
حضرت بہار علی حسن پور
حضرت شاہ نعمت اللہ دھولاگڑھ
حضرت شاہ ابوالعلیٰ گجرات
حضرت سلمان شاہ مرشد آباد
حضرت محمد احمد علی شیخ پور
حضرت شاہ وحیدالدین حسن پور
حضرت سید احمد دہلی
حضرت مستان حیدرآباد
حضرت شاہ رفیع الدین صدرپور
حضرت وحیدالدین محمد پور
حضرت غیاث الدین دہلی
حضرت ابو یوسف

حضرت نرگس بدایونی
حضرت جمال مارہرہ
حضرت عبدالقدوس حلبی
حضرت شیخ طور خاں
حضرت داؤد دبیر
حضرت سید محمد وجیہ الدین جنار
حضر سید شاہ محمد کالپوی
حضرت فخرالدین جمشید پور
حضرت شاہ خلیق اللہ جبل پور
حضرت سید احمد ابر جبل پور
حضرت شاہ نعمت اللہ جبل پور
حضرت حاجی شاہ سروج
حضرت سید جعفر علی جونپور
حضرت عزیز اللہ جونپور
حضرت مولانا یحییٰ ابرار نجف اشرف
حضرت مولانا عبدالنعیم مالک شبستان
حضرت اسمٰعیل خلجی شبستان
حضرت شاہ بشیرالدین اندور
حضرت صفدر علی بلاد عرب
حضرت کرم اللہ منڈوا
حضرت شاہ چاند بھٹنڈا

حضرت قربان علی جھنڈا
حضرت محمد حسن پور باره
حضرت پیر علی
حضرت خواجہ ابوالحسن
حضرت خواجہ محمد مداری احمد آباد
حضرت شاہ کامل بخاری لاہور
حضرت جمال الدین
حضرت محمد واصل عماد رومی
حضرت دانیال مداری بنارس
حضرت قاضی عطاالله کنتور
حضرت صفر شبستان
حضرت محمد باسط پارسا مکہ شریف
حضرت قاضی احمد
حضرت شاہ قاضی گجرات بہار
حضرت شیخ منصور بلخی جونپور
حضرت شیخ محمود جلال آباد
حضرت عبدالباسط قنوجی

اصل میں خانوادۂ طیفوریہ سے سلسلۂ مداریہ جاری ہوا جو اول سلسلہ ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ سلسلۂ مداریہ میں بہت سے گروہ ہیں۔ ملک شام میں حضرت بحیر الدین سے جاری ہے، ایران میں حضرت شیخ بقا اللہ سے بغداد میں ابوالعباس احمد بن مسروق سے مکہ شریف و مدینۂ منورہ میں حضرت سید زین العابدین رضی اللہ عنہٗ سے۔ اس طرح نہ جانے کتنے گروہ در گروہ جاری ہوئے و ساری ہیں لیکن لوگ فراموش کر بیٹھے پھر بھی ہندوستان و پاکستان میں تقریباً سوا کروڑ مسلمان آج بھی ان گروہ سے واسطہ رکھنے والے موجود ہیں۔

گروہ خادمان۔ حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون و خواجہ سید ابوتراب فنصور و خواجہ ابوالحسن طیفور رحم اللہ علیہم اجمعین ان تینوں بھائیوں سے جاری ہے جنکو کنفس "وحدہٗ" مانے جاتے ہیں۔

گروہ دیوانگان۔ حضرت سید محمد جمال الدین جانمن جنتی سے جاری ہے۔ اس گروہ میں ۲، ۲ پٹیاں ہیں۔ آپکا مزار اقدس ہلیہ جنتی گڑھ صوبہ بہار میں ہے

گروہ عاشقان۔ حضرت قاضی سید مطہر قلعہ شیر ماوراءالنہری سے جاری ہے۔ آپ کا مزار شریف صادر صلح کانپور میں ہے۔

گروہ طالبان۔ قاضی سید محمود الدین کنتوری سے جاری ہے۔ آپکا مزار مبارک کنتور ضلع بارہ بنکی میں ہے۔

گروہ اجملیان۔ حضرت اجمل بہرائچی سے جاری ہے آپکا مزار مقدس بہرائچ میں ہے۔

گروہ سلامتی۔ مولانا سید حسام الدین سلامتی سے جاری ہے آپکا مزار شریف جونپور میں ہے۔ ایک گروہ حضرت سید جلال الدین شاہ دانا سے جاری ہے آپکا مزار شریف بریلی میں موجود ہے۔

ایک گروہ قاضی شہاب الدین پرکالۂ آتش ملک العلماء سے جاری ہے آپکا مزار شریف بڑاگاؤں ضلع بارہ بنکی میں ہے۔

بہرحال شاہ جہند و شاہ منہاج سے جاری ہے آپ کا مزار شریف شہر بدایوں میں ہے۔ ایک گروہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے جاری ہے آپ کا مزار شریف اوچ ضلع بھاول پور پاکستان میں ہے۔

سلسلۂ مداریہ وہ سلسلہ ہے جس میں قادریہ سہروردیہ چشتیہ نقشبندیہ۔ شطاریہ۔ وارثیہ۔ اشرفیہ۔ افتخاریہ۔ نعیمیہ وغیرہ کے اکابرین وابستہ اور فیضیاب ہیں۔ جن کے ثبوت خدا کا شکر ہے آج بھی مکن پور شریف میں موجود ہیں۔ ان تمام گروہ میں گجرات، مہاراشٹر، آندھرا میں گشت و تقسیم ہے۔

دنیا میں سات اویس گذرے ہیں۔

اوّل حضرت خواجہ اویس قرنی رضؓ

دوم حضرت خواجہ ابو القاسم گرگانی طوسی رضؓ

سوم حضرت خواجہ شیخ ابو سعید رحؒ

چہارم شیخ ابوالحسن خرقانی رحؒ

پنجم حضرت خواجہ نظام الدین گنجوی رحؒ

ششم حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحؒ

ہفتم حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضؓ

لیکن سلسلہ اویسی حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضؓ سے جاری ہے۔

پھیلی ہے ان سے نکہت فیضان مصطفےٰ
شاداب ہر چمن ہے انھیں کی بہار سے
چشتی و قادری سہروردی نقشبند
وابستہ سب ہیں دامنِ قطب المدار سے

حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ جب لکھنؤ تشریف لے گئے تو رمضان شریف کا چاند ابر کی وجہ سے نظر نہیں آیا لوگ آپ کے پاس سوال لیکر آئے کہنے لگے حضرت چاند ہوا یا نہیں؟ آپ نے فرمایا، فلاں محلہ میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے دریافت کرو کہ اس بچہ نے دودھ پیا یا نہیں۔ اگر دودھ نہیں پیا ہے تو آج رمضان کی پہلی تاریخ ہے،، چنانچہ لوگوں کے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعتاً اس بچہ نے دودھ نہیں پیا معلوم ہوا کہ وہ بچہ شاہ مینا علیہ الرحمہ ہیں۔

لکھنؤ میں آپ کا قیام چند ماہ رہا اور لاکھوں کی تعداد میں انسان آکر آپکی قیام گاہ میں جمع ہو گئے تھے ان میں مولینا قاضی شہاب الدین پرکالہ آتش اور انکی بی بی فیض بھی اپنے بھائی کے ہمراہ قیص قاضی صاحب اور ان کی ہمشیرہ سلسلہ مداریہ میں داخل ہوئیں۔

بڑے گاؤں کے رہنے والے تھے جس کا شمار اب بارہ بنکی میں ہوتا ہے اور قدوائی خاندان سے تعلق تھا۔ اپنے مکان سے لکھنؤ تک پاپیادہ آئے اور حضرت سیدی قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ سے چند سوالات بھی کئے تھے۔

آپ جب دوبارہ لکھنؤ تشریف لے گئے تب حضرت شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف تیرہ سال کی تھی اور آپ ابتدائی منزل سلوک میں گامزن تھے حضرت قطب المدار کو آپ کے حال کا انکشاف ہوا تو آپ نے اپنے خلفار باوقار حضرت مولینا قاضی شہاب الدین پرکالہ آتش کے معرفت اپنی جانماز بھجوائی۔ جب شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت کی جانماز عطا ہوئی تو درجہ قطبیت پر فائز ہوئے جب کبھی دعا، کے لئے ضرورت ہوئی تو جانماز کو چوما آنکھوں سے لگایا اور سر پر رکھا پھر بارگاہ الٰہی میں صاحب جانماز کی برکت سے دعا کے طالب ہوئے۔

اللہ تعالےٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔

ایک مرتبہ سرکار حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک میدان سے گذر رہے تھے آپ کے خلفاء بھی ہمراہ تھے حضرت خواجہ سید ابو تراب فنصور رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ انسان کی کھوپڑی آپ کو نظر آئی اور جب آپ قریب پہنچے تو آپ اسکی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا اے کھوپڑی تو کون ہے اور تیرا قصہ کیا ہے؟ اللہ تعالےٰ نے اسے قوت گویائی عطا فرمائی عرض کیا "اے اللہ کے ولی میری طرف سے خبردار آپ کی اس پر تصدیق ہو میں فلاں بن فلاں کی مزدوری کرتا تھا اور جو پیسے مقرر تھے خود اور بال بچوں میں خوش رہتا تھا اچانک حضرت عزرائیل علیہ السلام آگئے اور میری روح عجلت سے قبض کر لی بارہ سال کا عرصہ گذر گیا طرح طرح کے آلام ومصیبت اور عذاب میں مبتلا ہوں اور ٹھوکریں در بدر کی کھا رہا ہوں" کھوپڑی کی روداد سن کر حضور سیدی قطب المدار رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو بے حد تاثر ہوا اور درگاہ رب العزت میں تفرع اور عاجزی کی اور عرض کی اے مالک ومولیٰ اس بے جان کو لباس زندگی عطا فرمادے آپ کی مناجات قبول ہوئی اور اس کھوپڑی کو جسم اور جان عطا ہوئی اور بول اٹھا آپ نے خطاب فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور فرمایا نو سال تو اور زندہ رہ۔ اور نیک وصالح عمل کر دار معلٰے اپنے اہل وعیال کے یہ تعجب خیز خبر شہر اور دیہات میں بہت جلد پھیل گئی۔

(نقل از کتاب تاریخ سلاطین شرقی اور صوفیائے جونپور)

جلد دوم ص ۱۴۳۵

قطب المدار رضی اللہ عنہٗ کے مرتبہ کا اندازہ کون لگا سکتا ہے رسالہ الیاس میں تحریر ہے المدار محل بین النبوۃ والولایہ مدار کا مقام درجہ ولایت اور نبوت کے درمیان ہے یعنی نبیوں سے چھوٹا اور ولیوں میں بلند مقام جس کا اندازہ بغیر فنا اور بقا نہیں لگایا جا سکتا ہے جس ذات بابرکت کی روحانی تربیت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رویا میں فرمائی ہو اور اپنے چشمۂ رحمانی سے سیراب کیا ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام وحضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ ومہدی عسکری کی روح مبارک نے باطنی تربیت دیکر سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کیا اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قطب المدار کو ہندوستان کی ولایت پر مامور کیا ہو اور کمال آثار نبوت کا مظہر ہو اور جس کو فیض باری تعالےٰ کا حاصل ہوا ہو جسکی عمر مبارک پانچسو چھیانوے سال کی ہوئی ہو اور زندگی بھر نہ کچھ کھایا ہو نہ پیا ہو جو دنیا کی تمام ضرورتوں سے بے نیاز ہو کر مقام صمدیت پر فائز ہو۔ جس نے زندگی بھر ایک کپڑا پہنا ہو اور جامہ جنتی سردار ملائکہ عنصری نے اس پہاڑ پر زیب تن کرایا ہو جس پر نہ کبھی مکھی بیٹھی وہ جامہ دستار بدست حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو عطا کیا ہوا ہو۔ جو کبھی نہ میلا ہوا نہ پھٹا اور ازل سے ابد تک صاف وشفاف رہا جس کے چہرے پر نقاب رہتے ہوں کیوں کہ دیکھنے والے عوام تو عوام علماء ومشائخ جمال الٰہی کی تاب نہ لاکر سجدے میں گر جاتے تھے۔ یہ سب آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جو کہ حضرت سیدی قطب المدار پر خاص توجہ ہے۔

اب اس کے مرتبہ کے متعلق کسی قسم کی رائے زنی اور مقامات و مرتبے مذکورہ بالا انکار وشبہ آخرت کا بڑا منہگا سودا ہوگا۔ اس لئے ادب کا تقاضہ

یہی ہے کہ زبان کو لگام لگائیں کیوں کہ باطنی دولت بغیر ادب کے حاصل نہیں ہوتی۔ خدا کے یہاں با ادب ہی مقبول ہے اور بے ادب مردود ہے۔

دار المنظم فی مناقب غوث الاعظم میں حضرت انوار علی قلندری قادری تحریر کرتے ہیں کہ جب اللہ تبارک و تعالےٰ کسی بندے کو مرتبہ قطب المدار سے نوازتا ہے تو اس کے لئے ایک تخت عالم مثال میں بچھا جاتا ہے اس پر اس کو بٹھال دیا جاتا ہے اور اسکی مکان کی صورت بحیثیت بنتا ہے بعد میں اسمار کا خلعت دیا جاتا ہے جن کا طالب تمام عالم ہے پھر اس سے حلہ ظاہر ہوتے ہیں یہ سب قطب المدار کو تاج کرامت دیا جاتا ہے۔ اس وقت حالت خلیفہ کی ہوتی ہے پھر اللہ تعالےٰ حکم دیتا ہے تمام عالم کو کہ اس سے بیعت کرے اس شرط پر کہ ہر شخص اس کی اطاعت کرے سارا عالم اس کی بیعت میں داخل ہوتا ہے اور تمام ملائکہ آکر بیعت ہوتے ہیں اور وہ کوئی مسئلہ علم الٰہی سے متعلق سے ضرور پوچھتے ہیں اور وہ حیثیت مرتبہ کے بتاتا ہے۔

سید علی ہجوری داتا گنج بخش کشف المحجوب کے حاشیہ صفحہ ۳۴۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ قطب المدار وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں کائنات عالم کی باگ ڈور ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب جلد اول حصہ دوم کے صفحہ ۱۱۸ پر تحریر کرتے ہیں کہ قطب الاقطاب یعنی قطب المدار کا سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے نیچے ہے قطب المدار انہیں کی حمایت و رعایت سے اپنے ضروری امور کو سرانجام کرتا ہے اور عہدہ مداریت سے برا ہوتا ہے۔ حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا اور امامین و حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسی مرتبہ پر فائز تھے۔ اسی مکتوب کے صفحہ ۱۵۰ پر لکھتے ہیں کہ قطب الارشاد جامع کمالات فردیہ کا ہوتا ہے بہت

عزیز الوجود ہے اور بہت قرنوں کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔ عالم ظلماتی اس کے نور سے نورانی ہو جاتا ہے اور نور ارشاد اس کا سارے عالم کو شامل ہوتا ہے عرش سے فرش تک جس کسی کو رشد و ہدایت ایمان اور اور معرفت اور ہدایت حاصل ہے تو اسی کے واسطے ہوتی ہے اور بغیر اسکے توسط کوئی شخص اس دولت کو نہیں پہنچتا ہے اس کا نور ہدایت مثل دریا کے تمام عالم کو محیط ہے اور وہ بمنزلہ دریا ساکن ہے کہ متحرک نہیں ہے اور جو کوئی اس بزرگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس سے خلوص رکھتا ہے یا وہ بزرگ اس کے حال پر متوجہ ہوتا ہے تو بوقت توجہ کے ایک روزن اس دریا سے یعنی اس بزرگ کے قلب سے کھل کر بقدر توجہ اور اخلاص طالب کے اس کو دریا سے سیراب کرتا ہے۔ اور جو کوئی خدا کی یاد میں مشغول اور اس عزیز کی طرف متوجہ نہ ہو انکار سے نہیں بلکہ جانتا ہی نہ ہو تو اسکو بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے لیکن پہلی صورت زائد ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص قطب المدار کا منکر ہوتا ہے یا وہ بزرگ سے خفا ہے تو وہ چاہے کیسا ہی ذکر الٰہی میں مشغول رہے مگر ہدایت سے محروم ہی رہے گا اور اس کا انکار ہوگا بغیر اسکے کہ وہ بزرگ متوجہ علم افادہ پر ہو اور اسکے مزید کا ارادہ کرے اور جو لوگ اس بزرگ سے اخلاص و محبت رکھتے ہیں وہ اگر توجہ اور ذکر الٰہی سے غافل ہوں مگر نور رشد و ہدایت ان کو ضرور نصیب ہوگا۔ یہی عبادت مبدء و معاد کے صفحہ ۶ پر موجود ہے

حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہندوستان کے بیشتر صوبوں میں وقت گذرا اور بیشمار لوگوں کو مشرف بہ اسلام ہی نہیں کیا بلکہ ہزارہا اہل ہند کو مبلغ الاسلام بنا دیا اور اپنی خلافت سے نواز کر ہند کے چاروں طرف روانہ کیا۔

قارئین کرام! ہند کے کسی گوشہ میں جائیں تو آپ کو سرکار قطب المدار

تالا

کے نام سے کسی مقام کو مدار نگر، مدار کا دروازہ، مدار محلہ، مدار باڑی، مدار حتی کہ میری ماں اور بہنوں کی زبانوں پر مدار کا چاند ہے آپ کا اعلیٰ اخلاق اور باطنی تصرف کا آج بھی یہ عالم ہے کہ دار النور مکنپور شریف میں آستانہ عالیہ پر بلا امتیاز مذہب و ملت ہر قوم کے افراد اپنے اپنے دلوں میں عقیدت و محبت کے چراغ روشن کئے ہوئے حاضری دیتے ہیں۔ اور خاص طور پر ہمارے ملک کے بھائیوں کی عقیدت و محبت کا تو یہ عالم ہے کہ شدید ترین سردی میں علی الصبح دریائے ایسن میں نہاتے ہیں اور آدھی دھوتی باندھے اور نصف دھوتی اوڑھے ہوئے دم مدار کا نعرہ لگاتے ہوئے دربار گوہر بار میں حاضر ہوتے ہیں اور اپنی اپنی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔ میلہ بسنت میں جو لوگ حاضری کا شرف کر چکے ہیں وہ لوگ ضرور واقف ہیں بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اولیاء اللہ سے وابستگی رکھکر دامن قطب المدار اپنے سروں پر رکھے ہوئے ہیں اور بدبخت و بدعقیدہ جو ہیں شرک و بدعت و نفرت کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور اپنی عاقبت کو بگاڑ رہے ہیں۔ سنی العقیدہ وہی خوش نصیب ہیں جسکے دل میں ہر ولی کی عقیدت و محبت ہو اور اس کا سر ہر ولی کے سامنے خم ہو۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا حسام الدین بغیر اذن حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کے حجرہ میں چلے آئے آپ نے فرمایا۔ "شیخ بے ادب و خدا نہ رسیدہ"، کیسے بے ادب کو دربار خداوندی میں رسوخ نہیں ہوا۔ مولانا حسام الدین نے چند شعر فی البدیہہ کہے جس میں حضرت کی زیارت کے شوق کو ظاہر کیا تھا آپ یہ سن کر خوش ہوئے اور فرمایا "سلامتی سلامتی"۔ اسی روز سے حضرت مولانا حسام الدین کا لقب سلامتی ہو گیا۔

ایک بار حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ دریا کے کنارے تشریف رکھے تھے

ایک سوداگر نے اپنا مال کشتی میں بھرا اور روانہ ہو گیا تھوڑی دیر میں کشتی دریا غرق ہو گئی۔ ایک دیہقانی شخص اس واقعہ کو دیکھ رہا تھا اس نے واویلا مچایا اور بھ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ نے ایک مٹھی خاک اس کو دی اور فرمایا "دریا میں ڈال دے"۔ اس نے ایسا ہی کیا معاً کشتی نمودار ہو گ اس تاجر نے جو یہ کرامت دیکھی تو حاضر خدمت با برکت ہوا اور اپنے عقائد سے توبہ کی اور معہ اپنے ہمراہیوں کے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔

حضرت ابو بکر مسروق سے روایت ہے کہ حضرت خضر بنفس نفیس بغرض ملاقات آپکے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور آپ ان سے علمی بحثیں کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھے بھی اپنے ہمراہ جنگل میں لے گئے وہاں میں نے دیکھا کہ درخت کے سایہ میں ایک سونے کا تخت پڑا ہوا ہے اور ایک نورانی شکل کے بزرگ اس پر جلوہ افروز ہیں لیکن جب ان بزرگ نے آپکو دیکھا تو خود تعظیماً تخت سے نیچے اتر آئے اور آپکو اس پر بٹھا دیا پھر یکے بعد دیگرے چالیس بزرگوں کا اجتماع ہو گیا جسکے بعد آسمان سے کھانا نازل ہوا اور سب نے مل کر کھالیا۔ اسکے بعد نہ جانے آپ نے ان بزرگوں سے کیا سوال کیا اور انھوں نے کیا جواب دیا جو میری سمجھ میں قطعاً نہ آسکا۔ پھر وہاں سے روانگی کے بعد پلک جھپکتے ہم لوگ ننوصذ پہونچ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ تمہیں سعادت نصیب ہوئی، اور جب ہم نے پوچھا کہ وہ کون سا مقام تھا اور وہ کون لوگ تھے تو فرمایا کہ وہ مقام تیہہ بنی اسرائیل تھا اور وہ بزرگ قطب المدار تھے۔ پھر میں نے سوال کیا کہ آپ دور جاکر اس قدر عجلت کے ساتھ ننوصذ کیسے پہنچ گئے، تو فرمایا کہ یہ ایک راز ہے۔

نقل از کتاب ثواقب آثار فی مناقب

قطب المدار رضی اللہ عنہ

بعض علمائے ظاہر یہ کا حضرت قطب المدار کے ساتھ سبب مخالفت یہ تھا کہ حضرت قطب المدار موصوف نے علوم دینیہ و معارف یقینیہ خود روحانیت پاک حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اخذ فرمایا تھا اور کتب آسمانی حضرت امام مہدی عسکری رضی اللہ عنہ کی خدمت مبارک میں پڑھے تھے اور اختلافات مذاہب کو چھوڑ کر مشرب حق پر پہونچ گئے تھے اور بعض علمائے ظاہر آپ کے سامنے ابجد خواں تھے اور آپ قدم بقدم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہل بیت نبویہ کے تھے اور اسی طریقہ پر عمل فرماتے تھے۔ اور چونکہ آپ کے بعض اطوار مجتہدین کی رائے و قیاس کے موافق نہ تھے اس واسطے بعض علمائے ظاہر یہ حقیقت کار و اصل معاملہ سے ناواقف رہ کر علم اختلاف و نزع بلند کرتے تھے کچھ سے کچھ لکھ بیٹھے۔

از ثواقب الآثار۔ مولف حضرت مولٰنا عبدالرشید ظہوالاسلام سہرامی حنفی قادری صفحہ ۱۰۴

حضرت سید بدیع الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایران تشریف لے گئے بڑے میدان میں قیام کیا اور بہت سے لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے ایک دن آپ نے تقریر کی جس کے اثرات سے کثیر تعداد مخلوقِ خدا داخل سلسلہ ہوئے کچھ لوگوں کو خلافت سے بھی نوازا۔ جن میں قابل ذکر حضرات حسب ذیل ہیں۔ حضرت مولٰنا ظہوالاسلام بن عبدالقیوم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابوالنصر مکی ایرانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد بقاء اللہ ایرانی ″

حضرت یحییٰ بن خالد شہسوار فارسی ایرانی ″

حضرت شیخ ثناء اللہ ایرانی ″

یہ لوگ مشہور و معروف ہیں۔ سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ کے نام نامی سے آٹھ چلہ بھی موجود ہیں۔

ایک دن آپ وعظ فرمارہے تھے ہزارہا کا مجمع تھا ایک شخص لوگوں سے دریافت کرنے لگا کہ یہاں یہ میلہ کیسا لگا ہوا ہے اس قدر لوگ کہاں سے اکٹھے ہوگئے شیخ محمد بقاء اللہ نے بتایا کہ حضرت بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پیر مرشد جو کہ درجۂ قطب المدار پر اللہ تعالیٰ کی طرف فائز ہیں یہ درجۂ ولایت میں سب سے بلند ہے وہ شخص ذہن میں خیال کرنے لگا کہ ایسی ولایت کا میں قائل نہیں جب تک کہ میں خود اپنی آنکھوں سے کوئی کرامت دیکھ نہ لوں۔ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کو اس کے اس خیال سے آگاہی ہوئی تو آپ نے اس شخص کو اپنے قریب بلایا اور دریافت کیا "اے شخص تیرے سامنے جو درخت ہے یہ کس چیز کا ہے" کہنے لگا "حضرت! ایک وقت گذرا کہ اس پر بجلی گری تھی جس کو میں برابر دیکھتا ہوں کون بتلائے یہ کس کا درخت ہے" پھر

آپ نے فرمایا "اے شخص تو اپنی آنکھ اٹھا اور اس درخت کی طرف دیکھ اب تو بتلائے گا کہ یہ درخت کس چیز کا ہے"۔ اس شخص نے نظر اٹھائی تو کیا دیکھتا ہے درخت ہرا بھرا ہو گیا ناریل کے پھل دکھائی دینے لگے۔ سرکار نے دریافت کیا اب تو تیری منشا پوری ہو گئی؟ وہ شخص آپ کے قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ "حضرت مجھے معاف فرما دیجئے"۔ آپ نے اسکو اٹھاتے ہوئے یہ فرمایا۔ "مجھے یہ خطرہ ہے کہ کوئی اس کو کاٹ نہ ڈالے بدبختی کا نشانہ نہ بنے"۔ اس درخت کے پھلوں میں یہ تاثیر ہے کہ اس کو کھانے پینے والا آنکھوں کے جملہ امراض سے محفوظ رہتا ہے اور کبھی نابینا نہیں ہوتا آپ کے یہ واقعات ایران میں مشہور ہیں۔

حضرت ابو داؤد زمانی بن خواجہ مرقش رحمۃ اللہ علیہ علم معرفت حاصل کرنے کی غرض سے بہت سیاحی کی صاحب گلزار تاد مفتی نور الدین ضیائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے ساتویں باب میں ان واقعات کو وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ مختصر یہ ہے حضرت مولینا عبد الباسط سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ایک دن مولینا کا جھوٹا پانی پی لیا جس کی برکت سے بہت بڑے عالم و فاضل گذرے۔ آپ نے ایک مدرسہ جاری کیا طلبہ کو خوب محنت سے پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دن خیال گذرا علم معرفت دیگر علم ہے اور یہ ظاہری علم حجاب الاکبر ہے پس اپنے قبلہ والد صاحب سے اجازت لیکر پھر معرفت کے لئے سیاحی اختیار کی پہلے بیت اللہ کا سفر کرتے ہوئے ارکان حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ پہنچے سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا اور حضرت زین العابدین موحد جو کہ خلیفہ قطب المدار کے ہیں ان سے ملاقات ہوئی کچھ وقت گذرا اور کشف و کرامات دیکھکر بیعت ہونے کی درخواست پیش کی تو انھوں نے فرمایا اے بھائی تیرے نصیب میں وہ بزرگ ہیں جن کا میں غلام ہوں

یعنی قطب المدار یہ سنکر وہاں سے چل دیئے اور بہت دنوں تک سیاحی کرتے رہے اور دیگر بزرگوں سے ملاقات کا موقع ملتا رہا اور اکثر کہا کرتے تھے کاش کہیں قسمت سے قطب المدار کی قدم بوسی حاصل ہو جاتی۔ آخر خراسان میں جا کر حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی پھر آپ سے بیعت ہوئے۔

سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ ایک دن بہت خوش ہوئے اور حضرت ابو داؤد کو دستار خلافت سے ممتاز فرمایا۔ اب تو یہ حال تھا کہ پندرہ روز میں پانچ مثقال میوہ افطار کرتے اور کبھی وہ بھی ناغہ کر دیتے تھے۔

(بحوالہ تذکرۃ المتقین)

حضرت سیدی قطب المدار رضی اللہ عنہ ملک افغانستان جس کا دار الحکومت کابل ہے تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ کافی تعداد میں مریدین و خلفاء تھے ایک مقام پر آپ نے قیام فرمایا کچھ دور پر ایک کنواں تھا۔ آپ کے مریدین میں سے پانی حاصل کرنے کی غرض سے کنواں کے پاس پہنچے تو وہاں پر جو لوگ پہلے سے موجود تھے ان لوگوں نے پانی بھرنے سے روک دیا وہ صاحب واپس آ کر اپنے مرشد کی بارگاہ میں پانی نہ ملنے کی وجہ بتائی آپ نے فرمایا جاؤ اور کنوئیں سے کہہ دو کہ حضرت ساقی کوثر اور مولیٰ علی کے پوتے بدیع الدین نے تم سے پانی طلب کیا ہے ان صاحب نے اپنے مرشد کا پیغام سنایا ہی تھا کہ کنوئیں سے جوش مارتا ہوا پانی پیغام لے جانے والے کے قدم چومنے لگا پھر جس قدر برتن و مشکیزے تھے وہ سب پانی سے بھر لئے گئے روکنے والے جو لوگ وہاں موجود تھے دوڑتے ہوئے سرکار کے قدموں پر گرے اور معافی کی درخواست کی آپ نے خطا معاف فرماتے ہوئے یہ کہا پانی پلانے والے کو بہت بڑا ثواب اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے تم لوگ پانی کیلئے کبھی بھی کسی کو نہ روکنا آپ کی کرامت کا چرچہ جگہ جگہ ہونے لگا ایک شخص اپنی لڑکی کو لیکر حاضر ہوا اور دست بستہ

آپ سے عرض کیا "اے آقا یہ میری بچی خوبصورت ہے حسین ہے لیکن بد قسمتی سے آنکھ کی روشنی سے معذور ہے اور میرے پاس اس بچی کے علاوہ دوسرا کوئی بچہ نہیں لہٰذا آپ میری بچی کیلئے دعا فرمائیں کہ میری بچی کی آنکھیں روشن ہو جائیں"، آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ اللہ رب العزت نے آپ کی دعا قبول کی اور اس بچی کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

ابھی چند ورق پہلے ہم تحریر کر آئے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب جلد اول حصہ دوم صفحہ ۱۱۸ پر تحریر کیا ہے۔ قطب المدار یعنی قطب الاقطاب کا سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے نیچے قطب المدار انکی کے حمایت و رعایت سے اپنے ضروری امور کو سرانجام کرتا ہے اور عہدۂ مداریت سے بر آہوتا ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا و حسنین پاک و امیر کرم اللہ وجہہ اسی مرتبے پر فائز تھے۔

دار المنظم فی مناقب غوث اعظم کے صفحہ ۵۹ پر تحریر ہے اولاً مرتبہ قطبیت کی متولیہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا منجانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مدت حیات بھر رہیں۔ پھر آپ کے بعد خلفائے اربعہ کی طرف یہ نعمت منتقل ہوئی اور ان کے بعد حسنین پاک اسی مرتبہ پر فائز ہوئے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۶۱ پر لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقت میں قطب الارشاد تھے۔

کتاب سیر المدار کے صفحہ ۶۹ تا ۷۰ پر یہ عبارت درج ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پروردگار عالم کی طرف سے مرتبہ مداریہ عطا ہوا۔

مطالب رشیدی بزبان فارسی صفحہ ۴ پر تحریر ہے سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقت پر قطب الارشاد تھے اسی کتاب کا اردو ترجمہ صفحہ ۱۲ پر یہی تحریر ہے۔

کتاب لطائف اشرفی صفحہ ۱۱۹ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے مفردون پر تھے یہی عبارت سفینۃ الاولیاء کے صفحہ ۶ پر تحریر ہے اور یہی عبارت انوار العارفین کے صفحہ ۲۰۲ پر موجود ہے۔

سیرت اشرف صفحہ ۱۳۸ پر لکھتے ہیں مفردون قطب کی نظر سے خارج رہتے ہیں انکو امور عالم میں ایک دوسرے سے صلح کرنے یا غوث سے مشورہ کرنے کی احتیاج نہیں ہوتی۔ صاحب فتوحات مکیہ لکھتے ہیں کہ خضر علیہ السلام اسی گروہ سے ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے اسی جماعت میں تھے۔

کتاب مدار اعظم کے صفحہ ۵۳ پر تحریر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ نبوت سے پہلے قطب المدار کے مرتبے پر فائز تھے۔ بہر حال اس سلسلے میں بہت سی کتابیں موجود ہیں تحقیقاً ایک کتاب اور پیش کرتا ہوں۔

وحدت الوجود جو کہ عربی میں ہے جسکا پہلا اردو ترجمہ عبد العلی فرنگی محلی نے کیا اور ابھی کچھ ہی وقت گذرا ہے اسی کتاب کا اردو ترجمہ مولینا شاہ ابو الحسن زید فاروقی نے دہلی سے کیا جس کے صفحہ ۱ تا ۲ پر لکھتے ہیں تمام خلائق میں انسان اکمل اور اللہ کا خلیفہ اجل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں دنیا میں آپ کی تشریف آوری سے پہلے انبیاء و رسل آپ کے نائب تھے اور وہ اللہ کے خلفاء تھے آپ کی وفات کے بعد قطب الاقطاب آپ کا نائب اور اللہ کا خلیفہ اس کی مہر ہے وہ تمام اولیاء کا امام ہے اور اسکی امامت اس طرح پر کہ بعض عالم میں کرسی پر بیٹھتا ہے تمام اولیاء صف بہ صف اسکے سامنے آتے ہیں ان اولیاء میں افراد کا شمول نہیں ہے کیوں کہ فرد دائرہ قطبیت سے خارج ہے۔ قطب الاقطاب کے دو وزیر ہوتے ہیں ایک دائیں طرف دوسرا بائیں طرف بیٹھتا ہے۔ حضرت صوفیاء کی اصطلاح میں دو وزیروں کا مقام امامت کا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قطب الاقطاب تھے

اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آپ کے دو وزیر تھے۔ شیخ اکبر نے فتوحات میں لکھا ہے کہ قطب الاقطاب اپنے وزیروں اور دوسرے اولیاء کو جو کہ ابدال اور اوتاد وغیرہما ہیں حکم دیتا ہے کہ وہ کائنات کو اللہ کا فیض انکی استعداد کے موافق پہنچائیں۔ کائنات کی طلب بزبان استعداد اور صلاحیت ہوا کرتی ہے اللہ تعالےٰ نے ان پر جس کام کی صلاحیت رکھی ہے وہی ان کی طلب ہے اور وہی ان کو ملنا چاہیے شیخ اکبر قدس سرہٗ نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے قطب الاقطاب اپنے زمانہ کے اولیاء میں سب سے افضل ہے اور ولایت باطنی میں اللہ کا خلیفہ یعنی اقطاب ہیں ولایت باطنی کے ساتھ ساتھ خلافت ظاہری ہوتی ہے۔ چنانچہ ابوبکر و عمر و عثمان غنی و علی و حسن و حسین و عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم اور بعض کی صرف باطنی ہوتی ہے جیسے بایزید بسطامی۔ لطائف اشرفی صفحہ ۹۵ پر بزبان فارسی تحریر ہے

وما القطب وهو واحد الذی موضع نظر اللہ تعالیٰ من العالم فی کل زمان وجمیع اوان وهو علی قلب اسرافیل علیہ السلام والقلب الکبریٰ مرتبہ قطب الاقطاب و باطن نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم لاختصاصہ علیہ السلام بالاکملیتہ فلایکون خاتم الولایتہ و قطب الاقطاب الاعلیٰ باطن خاتم النبوۃ۔ ترجمہ:۔ رہا قطب تو وہ فرد ہے جو عالم میں ہر جگہ ہو ہر وقت اللہ تعالےٰ کی توجہ کا خصوصی مرکز ہے وہ اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے اور وہ قطب الکبریٰ قطب الاقطاب کا مرتبہ ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا باطن ہوتا ہے۔ پس یہ مرتبہ وارثان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیلئے ہوتا ہے اس لئے اکملیت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ مختص ہیں تو خاتم ولایت اور قطب الاقطاب خاتم نبوت کے باطن پر ہوگا۔

فیوض یزدانی الفتح ربانی۔ حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی باسٹھ تقریروں کا مجموعہ ہے جس کے صفحہ ۱۳۰ پر تحریر ہے بائیسویں مجلس وقت صبح ماہ ذی قعدہ ۵۴۵ھ آپ فرماتے ہیں "پس جب مومن اس توحید میں پختہ ہو جاتا ہے پھر اس کو اللہ تعالیٰ ہر حالت میں آفتوں سے محفوظ رکھتا ہے پھر ایمان سے ایقان کی طرف منتقل ہو جاتا ہے پھر اسکو ولایت بدلیہ اور پھر ولایت غیبیہ نصیب ہوتی ہے اور بسا اوقات ساری حالتوں کے آخر میں ولایت قطبیہ حاصل ہوتی ہے کہ اس سے حق تعالےٰ اپنی ساری مخلوق جن و انسان اور ملائکہ کی ارواح پر فخر کرتا ہے اس کو آگے بڑھاتا ہے مقرب بناتا ہے اور اپنی مخلوق کا سرپرست قرار دیتا ہے اور ان کا مالک و قابض بناتا ہے اس سے محبت کرتا ہے اور اپنی مخلوق کا اسکو محبوب بنا دیتا ہے۔ اور اسکی بنیاد و ابتدا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لانا اور انکو سچا سمجھنا ہے۔ کچھ سطروں کے بعد لکھتے ہیں تو حق تعالےٰ اسکو مخلوق سے بے نیاز اور اپنا مقرب بناتا ہے قبضہ ملکیت دیکر اس سے کہتا ہے بیشک آج تو ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور امانت دار ہے۔

در المنظم فی مناقب غوث الاعظم کے صفحہ ۵۰ پر تحریر ہے کہ پہلا مرتبہ قطبیت کا ہے۔ قطب اس کو کہتے ہیں جو عالم میں منظور نظر حق تعالےٰ ہو۔ ہر زمانہ میں اور وہ قلب اسرافیل علیہ السلام پر ہوتا ہے۔ اور قطبیت کبریٰ قطب الاقطاب یعنی قطب مدار کا مرتبہ ہے جو مرتبہ باطن نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور یہ مرتبہ مخصوص ورثہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب نبوت عامہ و رسالت شاملہ تھے سارے عالم کے لئے اور اکملیت کے ساتھ مخصوص تھے تو خاتم ولایت اور قطب الاقطاب وہی ہوگا جو باطن نبوت پر ہو اسی طرح حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ، فصل اکتیسویں باب ۱۹۸ فتوحات میں لکھا ہے اور کتب معتبرہ تصوف میں بھی ایسا لکھا ہے۔ اور قطب الاقطاب وہ ہے جس کے

مرتبہ سے اعلیٰ سوائے نبوت عامہ کے اور کوئی مرتبہ نہ ہو۔

در المعارف صفحہ ۲۴۲ پر تحریر کرتے ہیں۔ " روزے در مجلس شریف مذکور اقطاب آمد حضرت ایشاں فرمودند حق سبحانہٗ تعالیٰ اجرائے کارخانہ ہستی و توابع ہستی قطب المدار عطامی فرمائید و ہدایت و ارشاد و رہنمائی گمراہان بدست قطب الارشاد سپارد بعد ازاں فرمودند کہ حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہٗ قطب مدار بودند و شان عظیم داشتند و ایشاں دعائے کردہ بودند کہ الٰہی مرا گرسنگی نہ شود۔ و لباس من کہنہ نہ گردد۔ ہم چناں شد کہ بعد ازاں دعا در تمام عمر بقیہ طعامے نہ خوردند و لباس ایشاں کہنہ نہ گشت ہمول یک لباس تا تمامت کفایت کرد۔

ترجمہ:۔ ایک روز مجلس شریف میں اقطاب کا ذکر آیا۔ ان حضرت نے ارشاد فرمایا حق سبحانہٗ تعالیٰ نے کارخانہ ہستی کا جاری رہنا اور اسکا تابع ہونا قطب المدار کو عطا فرمایا ہے اور گمراہوں کی رہبری و رہنمائی کا کام قطب ارشاد کے ہاتھ میں سپرد فرمایا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت سید بدیع الدین قدس سرہٗ قطب مدار ہوئے ہیں۔ اور بہت بڑی شان والے ہیں اور قطب المدار نے دعا مانگی تھی کہ اے پروردگار مجھکو کھانے پینے کی خواہش نہ رہے اور میرا لباس کبھی پرانا نہ ہو۔ جیسی آپ نے دعا مانگی ویسا ہی ہوا جب آپ کی دعا قبول ہو گئی آپنے تمام عمر کھانا نہیں کھایا اور نہ کبھی آپ کا لباس میلا ہوا اور نہ اسکے دھونے کی ضرورت ہوئی آپ نے تمام عمر ایک ہی لباس میں کفایت فرمائی۔ بحر المعانی از سید محمد بن جعفر مکی خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۷۴ پر تحریر کرتے ہیں مرتبۂ اقطاب و قطب المدار چیست؟۔

مرتبۂ اقطاب آن ست اُو گر بخواہند ولی از ولایت معزول کند۔ و دیگرے

را نصب کند و مرتبۂ قطب المدار آں است او گر بخواہند از قطب از قطبیت معزول کند و دیگرے را نصب کند و اللہ تعالیٰ فرشتہ را کار فرمودہ باشد بگفت قطب مدار ازاں کار فرشتہ را معزول کند و بگفت قطب مدار حضرت جلت قدرت احکام لوح محفوظ را نیز محو گرداند و زندہ کردند موتیٰ و انتقالات عرش و کرسی این جمیع تصرفات مر قطب مدار باشد۔

حضرات انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام میں درجۂ ولایت و نبوت دونوں ہوتے ہیں اور وہ رسول کے سابقہ دین اور کتاب کے تابع ہوتے ہیں۔ رسول میں درجہ ولایت و نبوت و رسالت تینوں ہوتے ہیں اور وہ صاحب کتاب و منا دین ہوتے ہیں۔ سرکار کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں درجہ ولایت درجہ رسالت درجہ مداریت اور ختمیت بھی تھا حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی حسن سنجری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے صاحب خدمات کے متلق ایک عجیب و غریب عدیم المثال نقشہ مرتب فرمایا ہے جو دیگر معتبر کتابوں میں موجود ہے جیسے کہ بحر المعانی۔ کشف المحجوب نفحات الانس۔ لطائف قدسی۔ لطائف اشرفی۔ فتوحات مکیہ۔ رسالۂ قیصری وغیرہ میں موجود ہے۔ اس نقشہ کو با تفصیل حضرت مولانا حکیم فرید احمد صاحب۔ نقشبندی عباسی نے واضح طریقہ سے لکھا ہے جو قابل دید ہے مختصر یہ ہے یہ قطب اصغر کے ماتحت ۹۸ اغواث بدری ہوتے ہیں قطب اکبر ۴۸ قطب اصغروں پر سرداری کرتا ہے اور اغواث اکبر ۴۸ غوث اصغروں پر مامور ہوتا ہے۔ قطب اکبر اکبائر کے ماتحت ۲۰ قطب اکبر ہوتے ہیں۔ غوث اکبر الکبائر کے ماتحت ۴۴ اغواث ہوتے ہیں۔ قطب اعظم ۴ قطب اکبر الکبائر پر مقرر ہوتا ہے۔ حضرت غوث الاعظم ۴۲ غوث اکبر الکبائر پر مامور ہوتا ہے۔ قطب اکبر اعظم ۲۲ قطب اعظم پر سرداری کرتا ہے غوث اکبر اعظم ۲۲ حضرت غوث اعظم پر حکمرانی

کرتاہے قطب عالم کا یہ منصب ہے کہ وہ تمام دنیا کے قطب اکبر الاعظموں پر دورہ کرتاہے غوث عالم تمام دنیا کے غوث الاکبر الاعظموں پر دورہ کرتاہے اور ایک قطب الاقطاب ایک قطب عالم پر مامور ہوتاہے اور ایک حضرت الغوث الاغواث ایک غوثِ عالم کے حاکم بالادست ہوتاہے اور ہر حاکم زیردست اپنے حاکم بالادست سے رجوع کرتاہے ان سب پر قطب مدار حاکم ہوتاہے قطب مدار بر قلب حضور پر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ اصلی اللہ علیہ وسلم می باشد قطب مدار تمام غوث و اقطاب کا سردار ہوتاہے اور حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عالم میں ایک زندہ مثال ہوتاہے جس کو علم عز اسمہٗ صفات باری تعالیٰ سے پورا پورا حصہ ملتا ہے اور یہی اپنے زمانہ میں بلے واسطہ حضور سرورِ عالم کا مظہر اتم ہوتاہے انسان کامل ہوتاہے تمام اشیاء کی اصل ہوتاہے سب اس کے تابع اور فرمانبردار رہتے ہیں یہی فرد الافراد کے نام سے پکارا جاتاہے اور جو احکام اس عالم کے انتظام کے لئے دربار نبوی سے صادر ہوتے ہیں ان کو اپنے ماتحت اغواث و اقطاب نجبار و نقبار اور ابدال کو درجہ بدرجہ پہنچاتاہے اور یہ حضرات درجہ بدرجہ جو واقعات ہوتے ہیں حضرت مدار رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور قطب مدار دربار نبوی میں پہنچاتاہے۔

حضرت مولینا عالم کابلی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب فلاح الفلاح میں لکھاہے۔

شاہے کہ کمال اسم اعظم با اوست
نقش آدم نگینۂ خاتم با وست

در ہند ظہور کرد بر نام مدار
حقا کہ مدار کار عالم با اوست

عن عبد اللہ ابن مسعود قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ خلق ثلثمائۃ نفس قلوبھم علیٰ قلب اٰدم علیہ السلام ولہ اربعون قلوبھم علیٰ قلب موسیٰ ولہ سبعۃ قلوبھم علیٰ قلب ابراھیم ولہ خمسۃ قلوبھم علیٰ قلب جبرائیل علیہ السلام ولہ ثلاث قلوبھم علیٰ قلب میکائیل ولہ واحد قلبہ علیٰ قلب اسرافیل کلمامات الواحد ابدال اللہ مکانہ من الثلاثۃ ابدال اللہ مکانہ من الخمسۃ وکلماما مات من الخمسۃ واحد ابدال اللہ مکانہ من السبعۃ وکلمامات واحد من السبعۃ ابدال اللہ مکانہ من الاربعین وکلمامات واحد من الاربعین ابدال اللہ مکانہ من الثلاث مائۃ وکلمامات واحد من الثلاثمائۃ ابدال اللہ مکانہ من العامۃ بھم بدیع البلاء عن ھذہ الامۃ۔

(مرقاۃ)

اس حدیث کو نقل کیاہے شیخ محمد عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ نے زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں۔ اور مولینا محمد شریف نوری قصوری کی نے بارہ تقریروں میں جو لاہور میں شائع ہوئیں۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں تین سو اولیاء ہیں ان کے دل آدم علیہ السلام کے دل پر ہیں اور چالیس کے دل موسیٰ علیہ السلام کے دل پر اور سات کے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل پر اور پانچ کے دل جبرئیل علیہ السلام کے دل پر اور تین کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل پر اور ایک کا اسرافیل علیہ السلام کے دل پر اور جب ان سے ایک فوت ہوجاتاہے تو تین میں سے اس کا کوئی قائم مقام ہوتاہے اور جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو پانچ میں سے کوئی اس کا قائم ہے اور جب ان سے کوئی انتقال کرجاتاہے

توسات میں اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے جب سات میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو چالیس میں سے کوئی اُس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب چالیس میں سے کوئی مرتا ہے تو تین سو میں سے اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب تین سو میں کوئی فوت ہو جاتا ہے تو مومنوں میں سے لیا جاتا ہے انھیں میں سے حیات، موت مینہ کا برسنا نباتات کا اگنا بلاؤں کا دفع ہونا اس امت کا ہوا کرتا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تین سو چھپن اولیاء اللہ ہیں جو دنیا کا نظام اللہ کے حکم سے چلاتے ہیں۔
تفسیر فتح العزیز مولینا عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صنہ ۱۴۰ تا ۱۴۱

ہاں اتنا البتہ تم کو معلوم کر لینا چاہئے کہ منکروں کی گرفتاری کا وقت اس وقت ہو گا جب دنیا میں اہل مجاہدہ اور اہل ذکر سے کوئی باقی نہ رہے گا اور راہ ولایت کی بالکل بند ہو جاوے گی اور غیبیہ سب خدمتیں معطل اور بیکار ہو جاویں گی جیسے غوثیت اور قطبیت اور ابدالیت اور اوتادیت ہے اور قطب مدار زمین سے مفقود ہو جاوے گا اور ابدال اور اوتاد سب اٹھا لئے جاویں گے اس واسطے کہ باوجود باقی رہنے ان لوگوں کے دنیا کو خراب کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اس واسطے کہ دنیا جامع ہے دوام ذکر اور مجاہدہ میں عیش و عشرت اور آرام اور چین اور دونوں بازار ہیں انکی گرم ہیں۔ آگے لکھتے ہیں یوم ترجف الارض والجبال جس دن کانپے گی زمین اور پہاڑ قطب مدار اور اوتاد اور ابدال کی موت کے سبب سے جن کی برکت کے سبب سے عالم کا قیام اور ثبوت تھا و کانت الجبال کثیبا مھیلا اور ہو جائیں گے پہاڑ ریت کے تودے کی طرح۔

حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کے ارشادات و تعلیمات اور زندگی کے کارناموں کرامات و تصرفات کے پورے واقعات قلمبند کر سکے غیر ممکن ہے۔ کیوں کہ آپ کی ذات گرامی بحر ناپیدا کنار ہے اور انسانی دسترس سے باہر

ہے جو کہ آپ کی چھ سو برس کی زندگی کو تحریر میں لا سکے۔ آپ کی تعلیمات کی ایک مختصر جھلک پیش ہے۔ آپ نے فرمایا " طالب حق کو لازم ہے کہ ادائیگی فریضۂ نماز کے بعد نوافل کی کثرت کرے اور شب و روز ذکر الٰہی میں مشغول رہے ہوا و ہوس سے اپنے نفس کو محفوظ رکھے دل کو پراگندہ خیال سے بچائیے۔ مخلوق خدا کیساتھ رحم دلی اور حسن سلوک سے پیش آئے۔ نفس کی شرارتوں میں ہر گز مبتلا نہ ہو اپنے دل کی حفاظت کرتا رہے۔ عیب جوئی غیبت سے سختی سے پرہیز کرے اور ہمیشہ سیرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی گذارے۔ اور فرمایا کہ ایمان قول و عمل کے مجموعہ کا نام ہے قول عمل کے مطابقت بغیر حق تعالیٰ کے پاس قبولیت نہیں اور فرمایا۔ توبہ کیجئے اور توبہ پر قائم رہئے کیوں کہ شان توبہ کرنے میں نہیں توبہ پر قائم رہنے میں ہے۔ اور ارشاد فرمایا۔ ایمان کی بنیاد توحید اور اخلاص پر قائم ہے۔ توحید اور اخلاص کے ذریعہ اپنے عمل کی بنیاد کو مضبوط کیجئے۔

اور فرمایا:۔ ہر شخص کے پاس ایک ہی قلب ہے پھر اس میں آخرت کی یکساں محبت کیسے ممکن ہے۔

اور فرمایا:۔ آپ کے اعمال آپ کے عقائد کو ظاہر کرتے ہیں اور آپ کا ظاہر باطن کی علامت ہے۔

فرمایا:۔ آپ اپنے تمام معاملات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کمر بستہ ہو جائیں اور حکم اتباع کیلئے تیار رہیں۔

فرمایا:۔ جب آپ عالم ہو کر عامل بن جائیں گے پھر اگر آپ خاموش رہیں تو آپ کا علم آپ کے عمل کی زبان سے کام کرے گا۔

اور فرمایا:۔ اگر قلب مہذب بن جائے تو تمام اعضاء بھی مہذب ہو جائیں گے

فرمایا ،۔ بغیر عمل بے حقیقت ہے وہ آخرت میں کوئی نفع نہ دے گا۔

فرمایا ،۔ صوفی وہ ہے جو اپنے نفس کی پسندیدہ چیزوں کو ترک کردے اور سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی کے ساتھ بھی سکون نہ لے ۔آپ سے سوال کیا گیا کہ حضرت سالک کسے کہتے ہیں؟

فرمایا " سالک وہ ہے جو چاہتاہے کہ آسمان پر چلاجائے یعنی ہر وقت قرب الٰہی کے تجسس میں ہوتا ہے۔

پھر آپ سے معلوم کیا گیا قلندر کسے کہتے ہیں ؟

فرمایا :۔ قلندر وہ ہوتاہے جو صفات الٰہیہ سے متصف ہو جائے جیسا کہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ تخلقوا اخلاق اللہ وتصفوا بصفات اللہ۔

آپ سے دریافت کیا گیا انسان بزرگ ہے یا کعبہ ؟

فرمایا :۔ آدمی پر ذات کا پرتو ہے اور کعبہ پر صفات کا۔"

بعض خلفا نے سوال کیا حضرت شجرہ بتادیجیے ؟

فرمایا۔ اکتب اسمک ثم اسمی ثم اسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا نام لکھو اور میرا نام لکھو اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھو یہی شجرہ ہے۔ اصل میں یہ شجرہ اویسیہ ہے جس کو حاصل کرنے کی غرض سے اکابرین حضرات چشتیہ ، قادریہ ، شطاریہ ، قلندریہ ، نقشبندیہ ، سہروردیہ ، اشرفیہ وغیرہ وغیرہ حاضر خدمت ہوئے اور نسبت فیض حاصل کیا۔

مکن پور شریف میں مستقل سکونت

یہ جگہ غیر آباد تھی بحکم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کہ اے بدیع الدین تمہاری ہندوستان کو ضرورت ہے لہذا تم ہندوستان جاؤ شہر قنوج کے جنوب میں ایک بہت بڑا تالاب ہے جس سے یا عزیز کی آواز آتی ہے تمہارے پہنچنے سے آواز موقوف ہو جائے گی وہی جگہ تمہارا مدفن ہوگا

حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کے تشریف لانے کے بعد یہ جنگل آبادی میں تبدیل ہوا۔ قدیم کاغذات کے مطالعہ سے اس بات کی پوری تصدیق ہوتی ہے کہ پہلے یہ علاقہ بالکل غیر آباد تھا۔ اس سے پہلے کا کوئی نشان مکن پور وگرد ونواح میں نہیں پایا جاتا۔

جب حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضور کے قیام اور آپ کے خلفاء باوقار کی سکونت پزیر ہونے زائرین اور عقیدت مندوں کی بکثرت آمد ورفت ہوئی اس طرح یہ بستی آباد ہوئی اور مرجع خلائق بنی۔ ابتدا ہی سے اس بستی والوں سے ہندو مسلم حکمرانوں کا خاص تعلق رہا ہے اس کے دو اسباب ہیں پہلا خاص سبب یہ ہے کہ سرکار زندہ شاہ مدار اور ان کے جانشینوں سے ہر ایک کو یکساں عقیدت رہی اور ہر قسم کے فیوض وبرکات سے وہ ہمیشہ مالا مال ہوتے رہے یہاں تک کہ ہر ایک اپنی مشکلات ومہمات میں ان بزرگ ہستیوں کو وکیل دعا بناتا رہا اور اپنے دامن مراد کو بھرتا رہا۔ دوسرا سبب اس متبرک مقام کے اہم ہونے کا یہ ہے کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ سے در کی

لینے والے ان کے جانشین حضرات ہمیشہ اقوام عالم میں اتحاد و اتفاق یکجہتی و رواداری بالخصوص ہندو مسلم اتحاد کے مبلغ رہے خود سرکار مدار کی حیات کے واقعات اس بات کے شاہد ہیں کہ ان کا مشن انسانی برادری کو متفق و متحد کرتا رہا یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں رہنے بسنے والی تمام قومیں خواہ وہ کسی مکتبہ خیال کی حامل ہوں اس درگاہ عالیہ سے روحانی عقیدت رکھتی ہیں اس درگاہ شریف میں ہر مذہب کے لوگ سال بھر آتے رہتے ہیں اور دوران میلہ عرش شریف بین الاقوامی اتحاد و اتفاق کا دلکش منظر قابل دید ہوتا ہے تاریخ شاہد ہے کہ اس دربار عالیہ میں جو باہمی اتفاق نظر آتا ہے اسی اتفاق کی تمام حکمراں راجہ و مہاراجہ جملہ سلاطین کو ہمیشہ للک ہوتی ہے اسی لئے اور بھی ہر ایک فرمارواکو اس درگاہ عالیہ کی طرف زیادہ توجہ دینی پڑی

آپ کی وصیت

آپ نے وصیت فرمائی کہ سید ابو محمد ارغون و سید ابو تراب فنصور و سید ابوالحسن طیفور کو میں نے اپنا جانشین کیا اور اجازت بیعت و خلافت سے نوازا ان تینوں کو بجائے میرے تصور کرنا اور جو کوئی مشکل پیش آئے تو ان کی طرف رجوع کرنا اور ان تینوں حضرات کو کنفس واحد فرمایا۔ دوسری وصیت آپ نے یہ فرمائی میرے جنازے کی نماز مولینا حسام الدین سلامتی پڑھائیں گے اور ۱۶ جمادی الاول ۸۳۸ھ کو آپ اپنے حجرۂ مبارکہ سے تشریف لائے اور ہندوستان کے بیشتر صوبوں میں اپنے خلفاء کو رہنے کا حکم دیا اور ۱۷ جمادی الاول کو وصال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ سلطان ابراہیم شرقی جو کہ آپ کے خلیفہ ہیں مزار مقدس اور قبا مبارک اور اس کے اطراف میں چہار دیواری تعمیر کرائی بادشاہ عالمگیر اورنگ زیب علیہ الرحمہ و برادر عزیز دارا شکوہ میں جب کہ جنگ ہوئی تو ظفر مندی و کامیابی کے سلسلے میں اورنگ زیب نے بارگاہ مدار العالمین میں عرضی پیش کی تھی بطفیل اولیائے مدار اورنگ زیب کو کامیابی حاصل ہوئی جسکو دارا شکوہ کا وزیر نعمت خاں علی نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے دوبارہ اورنگ زیب جب کہ مکن پور شریف آئے تو ندی ہی سے پاپیادہ بارگاہ مدار العالمین میں حاضر ہوئے اور ایک رباعی پیش کی۔

بیا کہ اوج کمالات را ظہور اینجا ست
بیا کہ مرجع ہر قیصر و قصور اینجا ست

جناب اقدس شاہنشہ مدار جہاں
بپائے دیدہ بیا و ببیں کہ نور انجاست

جس کا اردو ترجمہ نیاز بھائی بشیری نے کیا۔

ہر اوج ہر کمال کا مظہر ہے اس جگہ
امید گاہ شاہ و تونگر ہے اس جگہ
آنکھوں کے بل جوار مدار جہاں میں آؤ
دیکھو کہ نور خالق اکبر ہے اس جگہ

اور آپ کے قبا مبارکہ کے دروازوں میں سنگ مرمر کی جالیاں نصب کرائیں اور جامع مسجد تعمیر کرائی کنویں بنوائے راستے درست کروائے مختلف زمانہ میں عمارتیں بنتی رہیں الماس علی خاں کے ہمشیرزادہ راجہ گل نے بارہ دری نقار خانہ بنوایا اور ایک پختہ باغ۔

قصبہ مکنپور شریف کی درگاہ عالیہ قدسیہ سے متعلق آبادی ہے اس بستی میں بیشتر حضرات سادات حسنی و حسینی ہیں جو کہ حضرت سید ابو محمد ارغون و حضرت سید ابو تراب فنصوری و حضرت سید ابو الحسن طیفور رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی اولاد سے آباد ہیں۔

مزار مقدسہ و قبہ انوار و چہار دیواری وغیرہ خواجہ سید ابو تراب فنصور رحمۃ اللہ علیہ کے زیر انتظام تعمیر ہوئی جسکے کاغذات قاضی الحاج سید محمد رفیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں آج بھی موجود ہیں۔

حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ برادر حقیقی حضرت سید محمود الدین عرف بدر الدین ان کے بیٹے سید شاہ محمد جعفر اور ان کے صاحبزادے سید بو سعید ان کے بیٹے سید محمد اسحاق انکے بیٹے سید محمد اسماعیل انکے بیٹے

سید محمد ابراہیم ان کے بیٹے سید محمد داؤد ان کے بیٹے سید وجیہ الدین ان کے بیٹے سید کبیر الدین ان کے بیٹے سید عبد اللہ ان کے صاحبزادگان خواجہ سید ابو محمد ارغون و برادر خواجہ سید ابو تراب فنصور و برادر خواجہ سید ابو الحسن طیفور رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے خوارق وعادات وتصرفات احاطہ تحریر سے باہر ہیں آپ جس وقت ذکر فرماتے تھے جس کے بارے میں سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے. مثل الذی یذکر ربہ والذی لایذکر مثل الحی والمیت. جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو غافل ہے وہ مردہ ہے۔ تو آپ کے اعضاء سے عجیب وغریب آواز دلکش پیدا ہوتی تھی۔ مرشد نے آپ کو لقب ارغون فرمایا. دیگر یہ کہ آپ درود شریف کثرت سے پڑھا کرتے تھے. آپ خوبصورتی میں لاجواب تھے اور جس وقت قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے تھے تو ہوا چلنے اور پانی موجیں لینے سے ساکت ہو جاتا تھا اور کفار بکثرت مشرف با اسلام ہوتے تھے چرند، پرند وحاضرین آپ کی قراءت سن کر بے ہوش ہو جاتے تھے:۔

ایک روز شاہ حامد اصفہانی آپ کی خدمت اقدس میں آئی حالت میں حاضر ہوئے حضرت کی نظر پڑتے ہی مست ہو گئے اور غشی کی حالت طاری ہو گئی حضرت تلاوت سے فارغ ہوئے آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "کیا حال ہے،، انھوں نے قدموں پر سر رکھ دیا حضرت نے انھیں اٹھا کر سینہ سے لگایا وہ جوش جاتا رہا اور سکون حاصل ہوا

جب آپ کا وقت وصال قریب پہنچا تو آپ نے اپنے خلفاء کو وصیت کی کہ فقرائے مداریہ دور دور ولایتوں میں رہتے ہیں ان کی خبر لیتے رہنا اور اپنے جد مکرم قدس سرہٗ کے طریق کو ہاتھ سے نہ جانے دینا اور قدم بقدم سرکار والا تبار اقدس روضہ کے رہنا بعدہٗ رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون .

اور میرے جنازے کی نماز میرے بھائی قصور پڑھائیں گے.

قطعہ تاریخ وفات شریف

قبلۂ دیں خواجہ ارغون | حجۃ العارفین واسوۂ دیں
حامی دیں ماحی بدعت | متکا ازیکہ تلقیں
چوں بہ ششم جمادی الثانی | عزم فرمود سوئے خلد بریں
سال نقش محمد از سر الہام | شد بدر النعیم قدوۂ دیں

۸۹۱ھ

حضرت خواجہ سید ابو تراب فنصور رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید ابو تراب فنصورؒ جامع علوم صوری و معنوی تھے بوجہ وفور علم کے آپ کو لوگ ملک العرفا کہتے تھے یہ تینوں بھائی چندے آفتاب و چندے ماہتاب تھے۔ اور تینوں بھائی حضرت سید عبداللہ کے صاحبزادے تھے۔

حضرت ابو تراب فنصور رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت خوارق عادات سرزد ہوئے ہیں اور کیوں نہ ہوتے بڑی شخصیت یعنی حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فیضیاب تھے اور ہمہ وقت سرکار قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ رہتے تھے تاجروں کا قافلہ جا رہا تھا جب وہ لوگ مقیم ہوئے کھانے میں زہر ملا دیا ان میں سے ایک شخص باہر گیا ہوا تھا اس نے آکر جو دیکھا کہ سارے لوگ نیم جاں پڑے ہوئے ہیں آہ و بکا کرنا شروع کیا حضرت ابو تراب فنصورؒ کا اس طرف گذر ہوا آپ نے اس شخص سے دریافت کیا اس نے آپ سے عرض کیا "آپ ان لوگوں کیلئے دعا فرمائیں" آپ کو ان پر رحم آیا اور جناب باری میں نہایت عاجزی سے دعا کیا خدا کی شان ان سب پر سے زہر کا اثر جاتا رہا اس کے بعد وہ سب لوگ واویلا مچانے لگے کہ ہمارا مال جاتا رہا ہے "آپ نے فرمایا" گھبراؤ مت اپنے اپنے اسباب میں دیکھو" سب مال دستیاب ہو گیا اور وہ لوگ خوشی خوشی اپنے اپنے شہروں میں چلے گئے۔

سلطان ابراہیم شرقی نے حضرت قطب المدار کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ان صاحبزادوں کو پیش کروں۔" حضرت نے ان صاحبزادوں کو بلا کر مشورہ کیا حضرت خواجہ سید ابو تراب فنصورؒ نے عرض کیا کہ" ہم لوگوں نے

نعمت لازوال کی کوشش کی ہے اور اسی کوشش میں رہتے ہیں ہم یہ دولت جو زائل ہونے والی ہے لیکر کیا کریں گے۔" حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہٗ نے یہ جواب سن کر مرحبا فرمایا اور بہت خوش ہوئے۔ اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔

حضرت خواجہ ابو تراب فنصور رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت عالم محویت و استغراق میں رہتے تھے۔ مساکین کی بہت خدمت کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت خواجہ ابو تراب فنصور رحمۃ اللہ علیہ اپنے تخت پر جلوہ افروز تھے خادم آپ کا حسب دستور فقیروں اور مسکینوں کو کمبل تقسیم کر رہا تھا جب اس نے فقراء کا کثیر ہجوم دیکھا اور کمبل کم تھے تو حضور کی خدمت اقدس میں عرض کیا حضرت نے وہ ردائے مبارک جو اوڑھے ہوئے تھے دیکر ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ کہکر تقسیم کرنا شروع کرو خدا کے فضل و کرم سے وہ کمبل سب کو کفایت کر گئے اور کوئی شخص بھی محروم نہ رہا۔ اسی گروہ میں ایک امیر زادہ بھی تھا جو پریشان حال تھا خادم نے جس وقت اس کو کمبل دیا بیخود ہو کر شور کرتا ہوا بیہوش ہو گیا اور جب حقیقت حضرت پر منکشف ہوئی تو حضرت نے اسکو زمرہ مریدان و طالبان صادق میں داخل فرما کر تعلیم مراقبات و مجاہدات و اشغال و اذکار سے بہرہ ور فرمایا اور حاضرین جلسہ سے ارشاد کیا کہ نصیر الدین مشہور شاہ درویش امرائے ایران سے ہیں مگر انھوں نے اپنی کیفیت کو یہاں تک پوشیدہ رکھا کہ آج تک کسی کو ظاہر نہ ہوا اور آج اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ظاہری حکومت سے دستبردار ہو کر باطنی خدمت پر مامور ہوئے۔

حضرت خواجہ سید ابو تراب فنصور قدس سرہٗ کا پہلا نکاح قصبہ دیوہا میں ایک بی بی زاہدہ و عابدہ مہرانسا و بنت ملک سید برہان بنت سید سالار کے ہمراہ ہوا اور نکاح ثانی آپ کے وطن شریف قصبہ جنارا جو کہ مضافات حلب میں ہے۔ آپ کے والد محترم اور حضرت سید بدیع الدین قطب المدار قدس سرہٗ

نے اپنے خاندان ذوی الاحترام سے ایک دخترِ زاہدہ و عابدہ بی بی سکینہ کے ہمراہ کیا جن سے نسل شروع ہوئی۔

جب آپکا وقت وصال قریب پہنچا تو ایک روز اپنے جد مکرم حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ نور پر حاضر ہو کر مراقب ہو گئے ارشاد ہوا کہ اے نور الابصار کیا فکر ہے نسبت اویسیت کی جو مجھ سے تم کو حاصل عطا ہوئی ہے اس طریقۂ جلیل القدر کا تاج اپنے لختِ جگر سید محمد ابراہیم کے فرق پر رکھ کر طریق مذکور الصدر کے سجادہ نشینی سے ممتاز کر اور جمیع طرائق جو کہ تم کو عطا ہوئے ہیں ان کی دستار و سجادگی سے اپنے نورِ نظر سید محمد دریا سعید کے سر کو مزین کر کے اپنا قائم مقام بنایا اور بقیہ اپنے صاحبزادوں یعنی سید ابو المبارک و سید محمد یعقوب و سید محمد سعید و سید محمد اسحاق و سید محمد محمود کو تمغۂ خلافت عطا کر کے جمیع صوبہ و شہر و قصبات و دیہات میں بغرضِ اشاعت اسلام و تعلیم عرفان کے روانگی کا حکم دیا۔

چنانچہ جیسا کہ آپ نے حضور آقائے نامدار حضرت قطب المدار رضہ کا حکم پایا اسی کے مطابق بتاریخ ۲۰ شعبان المعظم جمعیت خانہ میں تمام اپنے خلفاء و مریدین و عزیز و اقارب کو جمع فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنا قائم مقام حضرت سید محمد ابراہیم و حضرت سید محمد دریا سعید کو فرمایا اور تین دن ماہ رمضان المبارک میں آپ کا وصال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ؀

قطعہ

قلبِ آفاق و خواجہ منصور — رخصتِ ہستی چو زیں جہاں برست
سال نقش بگفت ہاتفِ غیب — عمدہ واصلیں بحق پیوست

۸۹۴ھ

حضرت خواجہ سید ابو الحسن طیفور رحمۃ اللہ علیہ

حضرات آپ خواجہ سید ابو محمد ارغون رحمۃ اللہ علیہ کے برادرِ خورد حقیقی ہیں اسم مبارک ابو الحسن لقب طیفور ہے۔ حضرت سرکار قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ نے خواجہ ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا لقب طیفور رکھا۔ کیونکہ یہ منازل سلوک بہت جلد طے کرتے تھے۔ اور تقویٰ و طہارت اور عبادت و ریاضت میں عدیم المثال تھے اور اسی حالت میں عمر کو بسر کر دیا۔

ایک مرتبہ قحط پڑا مخلوق خدا فقر و فاقہ کی وجہ سے تنگ آ گئے تھے اور بہت سے لوگ بھوک سے ہلاک ہو گئے ایک گروہ پریشان شور و فغاں کرتا ہوا حضرت کی خدمت اقدس میں پہنچا اور عرض کرنے لگا کہ اے محبوب داور ہم لوگ اس بلا میں مبتلا ہیں آپ بطفیل حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کے تھوڑی توجہ ہم لوگوں کی حالت زار پر رحم فرما کر درگاہ مجیب الدعوات میں دعا فرما دیجئے تاکہ اس عذاب الیم سے ہم لوگ نجات پائیں۔ پس حضرت قدس سرہٗ کو ان کے حال زار پر رحم آیا اور صحن مسجد میں تشریف لے جا کر خضوع و خشوع کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوئے آپ کی دعا کی برکت سے خشک سالی رفع ہوئی۔ الغرض آپ کے تصرفات بھی کثرت سے ہیں جو کہ احاطہ تحریر میں نہیں آ سکتے آپ سے جو سلسلہ بیعت جاری ہوا وہ دخان کہلایا۔

شہ ابو الحسن شاہ طیفور ذیشان — ز دنیا چہ شد عزم فرمائے عقبیٰ
بگفتا بسالِ وصالش سروشے — شدہ زیب افزائے فردوس اعلیٰ

۸۸۸ھ

حضرت خواجہ سید محمد دریا سعید قنصوری
رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے والد محترم حضرت خواجہ سید ابو تراب قنصور رحمتہ اللہ علیہ کے قائم مقام و جانشین تھے آپ کا کوئی وقت ذکر الٰہی سے خالی نہ گذرتا تھا چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے غرض کہ خواب و بیداری میں یکساں آپ کا ذکر رہتا تھا۔ اور بعد ادائے نماز تہجد اشغال نقل روح و شغل آفتابی و ماہتابی و حیات ابدی وغیرہ کے شغل سلطان اذکار فرماتے تھے آپ باوجودیکہ دریائے معرفت میں ہمہ وقت غواصی فرماکر دامن مراتب کو لبریز فرما لیتے تھے بجز صاحبان بصیرت کے کسی پر آپ کی کیفیات کا اظہار نہیں ہوتا تھا اور آپ نے اپنا جانشین حضرت خواجہ محمد رزاق اللہ قدس سرہٗ کو فرمایا اور ایک وصیت نامہ بھی تحریر فرمایا۔ اور اپنے بیٹے سید محمد رزاق اللہ کو خرقہ سجادگی و جمیع طرائق جعفریہ بدایہ، بصریہ مداریہ مہدویہ مداریہ و اولیسیہ مداریہ سے سرفراز فرمایا۔ بقیہ حالات مفصل تذکرۃ المتقین میں درج ہیں۔ آپ کی وفات یکم جمادی الاول ۹۲۵ھ کو ہوئی

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت خواجہ سید محمد رزق اللہ قنصوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ علوم ظاہری و باطنی میں ماہر تھے آپ کی سخاوت یکتا تھی اپنے مہمانوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے اور ان کے ساتھ طرح طرح کے سلوک کیا کرتے تھے۔ ایک بار دس بجے رات کو آپ کے دولت کدہ پر چند مہمان آگئے صرف اتنا ہی کھانا موجود تھا جو آپ کے اہل و عیال پر کفایت کر سکتا تھا اور مہمانوں کے واسطے کھانا تیار کرنے کی بہت کوشش کی مگر کھانے کی اشیاء مہیا نہ فرما سکے مجبوراً طعام موجود کو مہمانوں کے نزدیک لے جا کر رومال ڈھانک کر فرمایا کھانا تناول کرو اور خود بھی شریک ہو گئے اللہ رب العزت نے اس کھانے میں اتنی برکت عطا فرمائی کہ جس قدر مہمان تھے وہ سب آسودہ ہو گئے اور آپ کے اہل و عیال پر بھی وہ کھانا کفایت کر گیا۔ بتاریخ یکم رمضان المبارک ۹۸۵ھ کو آپ راہی ملک بقا ہوئے۔

حضرت خواجہ سید محمد عبد اللہ الملقب فیروز علی قنصوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی عبد اللہ اور لقب فیروز علی تھا آپ نے اپنا جانشین اپنے خلف حضرت خواجہ سید محمد سلیمان کو فرمایا المختصر زہد و تقوے میں عدیم المثال تھے ہزارہا کی تعداد میں آپ کے خلیفہ و مرید تھے۔ آپ کی نظر رحمت میں جمالی اثرات تھے ۱۲ محرم الحرام ۹۹۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

حضرت خواجہ مولنا مولوی سیّد محمد سلیمانؒ

قصوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نامی حضرت خواجہ مولوی محمد سلیمان قصوری رحمۃ اللہ علیہ اور لقب شاہ محمد چاند تھا آپ بہت بڑے صاحب کشف وکرامات گذرے آپ نے اپنا قائم مقام وجانشین اپنے بیٹے مولینا مولوی سید محمد عبدالحمید صاحب کو کیا جس وقت آپ کا وصال ہوا تو تا دفن آپ کے لب مقدس جنبش کرتے رہے اور بوقت غسل آپ کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو پیدا ہوئی کہ جس سے لوگوں کے دماغ معطر ہوگئے اور بوقت شب بارہ بجے جب قبر میں رکھے گئے اور جو حضرات موجود تھے آپ کے چہرۂ منورہ سے کفن کو ہٹایا تو تمام قبر شریف روشن ہوگئی کہ ان واقعات پر عوام الناس کو سخت حیرت ہوئی۔ انھوں نے اکثر بزرگوں پر اظہار کر کے رموز کو دریافت کیا ان حضرات نے فرمایا جو صاحبان نسبت اندھیروں میں نوافل کو ادا فرما کر اپنی نسبت کو سرکار کار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے قوی فرماتے ہیں ان کی قبریں تا قیامت یوں ہی منور رہیں گی۔ اور یہ واقعہ وصال بروز جمعہ ۱۲ رجب المرجب ۱۰۳۵ھ کو گذرا۔

حضرت مولینا سید محمد عبدالحمید الملقب

شاہ محمد قصوری

رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہمیشہ نماز تہجد مسجد دریائے الیسن پر تشریف لے جا کر ادا فرمایا کرتے تھے اور نماز تہجد کے بعد شغل سلطان الاذکار میں مشغول ہو کر محو در محو ذکر الٰہی کیا کرتے تھے اتفاقاً دریا پار سے چند چور آئے اور انھوں نے قصبہ مکن پور میں آپ کے ہمسایہ کے یہاں نقب زنی کر کے بہت کچھ مال وجواہر ومال ودولت حاصل کیا اور چل دیئے دریائے مذکور پر پہنچکر مسجد میں ذکر میں آپکو مستغرق پا کر مارنا چاہا مگر قدرت قادر مطلق نے یہ شگوفہ کھلایا کہ جس وقت وہ چور لوگ آپ کے قریب پہنچے معاً وہ سب کے سب اندھے ہوگئے اور ہر چند ندی کے پار ہونا چاہا لیکن پار نہ ہو سکے اسی حالت میں صبح ہوگئی اور جب آپ نماز فجر سے فارغ ہوئے تو وہ چور آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا آپ کے روبرو پیش کیا گیا اور چاہتے یہ تھے کہ حضرت میری آنکھیں پھر سے روشن ہوجائیں فرمایا "اول تم لوگ توبہ کرو کہ کبھی ایسا کام نہ کرنا دوسرے یہ مال ومتاع جس کا ہو اسکو پہنچا کر معافی مانگو غرضیکہ جیسا آپ نے اسکو حکم دیا اس پر ان لوگوں نے ویسا ہی عمل کیا اور لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا کر فرمایا کہ اب تم لوگ اپنی آنکھوں کو کھول دو جس وقت ان لوگوں نے اپنی آنکھوں کو کھولا تو روشنی پیدا ہوگئی اور یہ کرامات آپ کی دیکھ کر جو شخص ان میں غیر مسلم تھے وہ مسلمان ہوگئے اور سب کے سب آپ کے ہاتھوں پر مرید ہوگئے ۱۲ شوال المکرم ۱۰۶۹ھ میں آپ راہی ملک بقا ہوئے

انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ

حضرت خواجہ سید محمد عبد السبحان الملقب
عبا قصوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ جانشین و قائم مقام اپنے والد ماجد حضرت مولانا سید عبد الحمید قدس سرہٗ کے تھے آپ ہمیشہ قائم اللیل و صائم الدہر رہنے کے علاوہ کثرت سے درود خوانی فرمایا کرتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا ایک شب میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پاک سے مشرف ہوئے اور سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ درگاہ رفیع الدرجات سے تجھکو وہ رتبہ عنایت ہوا ہے کہ کل بروز حشر اللہ العالمین تیری شفارش سے میری کئی ہزار امت کو دوزخ سے نجات بخش کر جنت میں داخل کرے گا۔ یہ فرمانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم بغل ہو کر خوب ہی دبوچا کہ معاً آپ کی آنکھ کھل گئی تو حجرہ شریف میں روشنی و خوشبو اس قدر تھی کہ ایک ہفتہ تک مخلوق خدا کا تانتا لگا رہا اور حجرہ شریف میں حاضر ہو کر اپنے دماغوں کو معطر کرتے رہے اور حضرت موصوف کے جسد اطہر سے تمام عمر خوشبو زائل نہ ہوئی حتیٰ کہ جو آپ سے مصافحہ کرتا تھا اس اپنے ہاتھوں میں چند ساعت وہ خوشبو کو محسوس کرتا تھا میرے آقائے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔

میری طرف سے جھوٹ باتیں منسوب کرنے والے کا ٹھکانا جہنم ہے تو ا نہ کرے کوئی بات اپنی طرف سے تحریر کروں جس کا ثبوت نہ ہو یہ حضرت کی کرامت نہیں میرے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

اور آپ نے تاج سجادہ نشینی سے اپنے خلف حضرت مولوی خواجہ سید عبد القدوس کے فرق مقدس کو مزین فرما کر اپنا قائم مقام فرمایا اور ۲۵ ذی الحجہ ۱۰۹۵ھ کو وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت خواجہ مولانا سید محمد عبد القدوس قصوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا سید محمد عبد القدوس رحہ ہمیشہ بعد نماز تہجد معہ مریدین و معتقدین شغل داشتناں کے حلقۂ بالجہر فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بارش کا موسم تھا شمع ٹھنڈی ہو گئی اور دھواں دھار تاریکی سے تردد پیدا ہوا۔ ان حضرات کی پریشانی سے آپ نے تبسم فرمایا حجرے کے لوگوں کی نظروں میں روشنی نظر آئی اور حاضرین کی پریشانی دور ہو گئی۔ آپ کی خدمت اقدس میں ایک شخص چند سوالات ذہن میں رکھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے حکم دیا بیٹھو پہلے کچھ کھلا پلا کر ابھی کچھ سوالات نہ کیے آپ نے اس کے ہر سوال کا جواب دینا شروع کیا حیرت سے وہ شخص آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کو سنتا رہا آخر کار قدموں پر گرا اور سخت شرمندہ ہوا اور معذرت کر کے آپ سے بیعت ہو کر ہمیشہ خدمت مبارک میں رہ کر سعادت دارین حاصل کرتا رہا۔

حضرت مولنا موصوف کے تین صاحبزادے تھے سید محمد رحمتہ اللہ سید محمد خلیل سید محمد چاند میاں آپ نے اپنے بڑے صاحبزادہ سید محمد رحمتہ اللہ جو کہ علوم ظاہری و باطنی میں ماہر تھے اپنا جانشین و قائم مقام فرمایا اور اپنے دونوں صاحبزادوں و نیز خلفاء و مریدین سے ارشاد فرمایا کہ تم سب لوگ نور نگاہ سید محمد رحمتہ اللہ کو بجائے میرے تصور کرنا اور جو مرحلہ درپیش ہو وہ ان کی جانب رجوع کرنا انشاء اللہ العزیز ان کی عقدہ کشائیاں ہوتی رہیں گی اور بقیہ میں جس طرح سے اب تمہاری

تلقین و تعلیم کر رہا ہوں بعد وصال کے بھی بتصدق آقائے نامدار حضرت سید بدیع الدین قطب الاقطاب قطب المدار رضی اللہ عنہ کے تم لوگ میری روحانیت سے فیض پاتے رہو گے بتاریخ ۱۶ شوال المکرم بروز جمعہ ۱۱۷۵ھ میں آپ راہی ملک بقا ہوئے آپ کے مریدین و خلفاء و اولاد قدسیہ خاندان کے لقب سے مشہور ہے۔

حضرت خواجہ سیّد محمد رحمت اللہ قصوری

رحمتہ اللہ علیہ

آپ بہت بڑے صاحب کشف و کرامات تھے کثرت سے بانجھ عورتیں حاضر ہو کر صاحب اولاد ہونے کے واسطے دعا کی متمنی ہوتی تھیں آپ ان کو نو تعویز اسم ذات کے تحریر فرما کر عنایت کرتے تھے اور ہر مہینہ کی ستّرہ تاریخ تازے پانی میں گھول کر پینے کا حکم دیتے تھے قاضی الحاجات ان عقیمہ عورتوں کو صاحب اولاد فرمادیا کرتا تھا۔

ایک روز آپ کے صاحبزادے سید محمد عظمت اللہ آپ کی خدمت شریف میں مغموم حاضر بیٹھے ہوئے تھے ان کو دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا "اے نور نظر کیا منقطع نسل کے صدمے غنچہ خاطر کو مرجھا رکھا ہے؟ عرض کیا یہ میری بدنصیبی کا باعث ہے کیوں حضور ہزار ہا مخلوق تمنائے نہال نسل لیکر حاضر ہوتی ہے اور ان کے صدقہ امید کو برکت حضور باغبان حقیقی بازور کرکے ان کے غنچہ خاطر کو شگفتہ فرماتا ہے اور حیف کہ کفش بردار محروم ہے۔ ان جملوں کے درد آمیز کا اثر آپ کے قلب مبارک پر کچھ ایسا ہوا کہ فوراً آبدیدہ ہو کر سربسجود ہو گئے اور تین شبانہ روز سجدے سے سر نہیں اٹھایا دریائے رحمت الٰہی جوش زن ہوا اور ہاتف غیبی نے ندا دی اے سید سر اٹھا تیری عجز و انکساری بارگاہ مجیب الدعوات میں قبول ہوئی اور باران رحمت الٰہی تیرے نور نظر کے بحر امید پر برس کر صدف بقائے نسل میں ایک ایسا گوہر بے بہا برسائے گا جو کہ اپنی چمک دمک ظاہری و باطنی کے باعث زینت بخش تاج ولایت ہوگا۔ یہ مژدہ فرحت افزا سن کر بخوشی خاطر سجدہ سے سر اٹھایا اور اپنے خلف خوش نصیب کو صاحب اولاد ہونے کے خوشخبری

سنا کر مسرور کیا چنانچہ آپ ہی کے حالت حیات میں آپکے بڑے صاحبزادے حضرت سید محمد عظمت اللہ کے سید چاند میاں مداری تولد ہوئے اور حضرت خواجہ سید محمد عظمت اللہ و سید محمد دلاور و حضرت سیّد محمد معظم و حضرت سید محمد امام بخش عرف چھوٹے میاں مگر آپ نے اپنا جانشین سید محمد عظمت اللہ کو فرمایا اور خلافت و اجازت بیعت سب کو عطا کی اور بتاریخ ۲ محرم الحرام ۱۱۹۹ھ کو وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت خواجہ سید محمد عظمت اللہ فنصوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہمیشہ صائم الدہر و قائم اللیل رہا کرتے تھے عبادت و ریاضت میں عدیم المثال تھے اور ہمعصر لوگوں میں آپ سیف زبان مشہور تھے کیوں کہ جو کچھ آپ کے زبان مبارک سے نکل جاتا تھا وہ ہو کر ہی رہتا تھا۔ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین کا ترجمہ:۔ مومن اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے ماں باپ و اولاد حتی کہ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھے تب وہ مومن ہوتا ہے۔

فرمان رسول اتقوا فراسۃ المومنین لانہ ینظر بنور اللہ بچو مومن کی فراست سے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ آپ ان حالتوں سے زیادہ بڑھ چکے تھے، ہیبت و جلال کی وجہ سے حاضرین کے جسم میں لرزہ پیدا ہو جاتا تھا اور یہ آپ کی انتہائی زہد و تقویٰ کا سبب تھا۔ بقولہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم تم میں سب سے بہتر خدا کے نزدیک وہی ہے جو تقویٰ میں بڑھا ہوا ہے آپ کی نظر توجہ اپنے خلف و جانشین حضرت سید چاند مداری میاں پر ابتدا ہی سے مبذول تھی سترہویں شریف کا جلسہ خانقاہ شریف میں منعقد فرما کر اپنے تمام خلفاء و مریدین و عزیز و اقارب کے روبرو اپنے صاحبزادے موصوف کے فرق کو جمیع طرائق کا تاج جو کہ قطب المدار رضی اللہ عنہ سے یکے بعد دیگر منتقل ہو کر آپ تک پہنچا تھا اس سے مزین کر کے اپنا قائم مقام و جانشین فرما کر ۲۰ تاریخ جمادی الاول ۱۲۳۲ھ کو وصال فرمایا۔ انا للہ الخ

حضرت خواجہ سید چاند مداری فنصوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حسن و جمال میں عدیم المثال تھے یہی وجہ تھی آپ کا اسم گرامی سید چاند مداری رکھا گیا تقوے و طہارت اور زہد میں کمال حاصل تھا اور چند صاحبزادے آپ کے تھے مولینا سید عبد السبحان محدث و سید محمد سلطان و سید موجود علی و ایک دختر بی بی صاحبہ مگر سجادگی کا شرف اپنے بڑے صاحبزادے مولینا سید محمد سبحان محدث کو عنایت فرما کر آپ نے اپنا قائم مقام فرمایا اور بتاریخ ۱۴ ربیع الآخر ۱۲۹۸ھ کو وصال فرمایا

حضرت خواجہ مولانا سیّد محمد عبد السبحان محدّث قصوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہمیشہ نماز تہجد و اشغال و اذکار فرمانے کے بعد نماز فجر ادا فرماتے۔ بعدہٗ احادیث کا درس دیتے تھے اور دیگر اوقات سے فراغ حاصل فرما کر خانقاہ عالیہ کی زیارت کر کے نماز اشراق پڑھتے تھے اور تا نماز چاشت مخلوق خدا کا ہر چہار جانب سے تانتا لگا رہتا تھا اور وہ حضرات آ کر اپنی حاجتوں کو پیش کرتے۔ آپ کسی کو تعویز اور کسی کو گنڈہ عطا فرماتے تھے اور کسی کیلئے دعائے خیر فرماتے تھے۔ الٰہ العالمین ان لوگوں کو آپ کی دعا کی برکت سے بامراد فرماتا۔

آپ نے لباس فاخرہ جانشینی کا اپنے فرزند حضرت مولٰینا مولوی سید خوشوقت علی کے زیب بدن فرما کر بتاریخ، ۲ محرم الحرام ۱۲۰۳ھ کو وفات پائی

حضرت مولانا سیّد خوشوقت علی قصوری

رحمتہ اللہ علیہ

آپ آگاہ رموز خفی و جلی تھے آپ نے تعلیم حضرت مولٰینا شکر اللہ صاحب سے حاصل فرمائی اور آپ جن جن کتابوں کو پڑھتے تھے دوبارہ اس کو دیکھنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی اور علاوہ اپنے سبق کے تمام طالب علموں کا درس ذہن نشین فرما لیتے تھے آپ کی ذہانت پر آپ کے استاد اور دیگر سامعین کو تعجب ہوا کرتا تھا۔ یہ حال کیوں نہ ہوتا چونکہ آپ کی دادی محترمہ منت فاطمہ جو علوم ظاہری و باطن سے مالا مال تھیں۔ علم ظاہری سے جب علم باطن کی طرف رخ گیا پھر تو زیادہ وقت علم باطن حاصل کرنے میں لگ گیا اور اپنی نسبت کو سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے قوی فرمائی۔ مکن پور شریف میں زیادہ تر باغات تھے جن میں چاہ و مسجدیں تعمیر تھیں دریائے ایسن کے کناروں پر بھی مسجدیں تھیں۔ آپ بجائے مکان و بستی کے باغات میں رہنا پسند کیا کرتے تھے اور جب کبھی مکان پر تشریف لاتے تو لوگ آپ کو گھیر لیتے اور اپنی اپنی ضرورتوں کو آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے آپ جس کے لیے جو کچھ زبان سے کہتے وہ خدا تعالیٰ ضرور کیوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہٗ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔ اور جب اللہ اس کا ہو جاتا ہے تو ساری مخلوق اس کا دم بھرنے لگتی ہے۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ شروع برسات کا مہینہ تھا بارش ہوئی پھر بالکل بارش نہ ہوئی جسکی بنا پر فصل برباد ہو رہی تھی مکن پور اور قرب جوار کے لوگ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے حضرت آپ خدا کے واسطے بارگاہ الٰہی میں دعا

کیجیے کہ بارش ہو۔ ابھی آپ دعا کے واسطے ہاتھ اٹھانا ہی چاہتے تھے کہ نذیر احمد صاحب جو کہ رئیس مکن پور وہ آپ کے رشتہ میں سالے ہوتے تھے انھوں نے فرمایا میاں صاحب دعا کر دیجیے بارش ہو جائے ورنہ فاقہ سے مر جائیں گے اس جملے سے آپ کے چہرے سے کچھ غصہ ظاہر ہوا اور زبان مبارک سے یہ کہا ایسا پانی برسے گا کہ بچائیے رحمت کے آثار نمودار ہوں گے خدا کی قدرت سے ابر عالمگیر ہوا بارش شروع ہوئی ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی سورج دیکھنے کو لوگ ترس گئے آخر نذیر احمد صاحب کو وہ جملہ آپ کا یاد آگیا پھر تو خدمت میں حاضر ہوئے بارش کی زیادتی بند ہو جانیکی تمنا کے دل پیش کی آپ نے صحن خانہ میں جا کر ع

بلغ العلےٰ بکمالہٖ	کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ	صلو علیہ وآلہٖ

پڑھ پڑھکر آسمان کی طرف دم کرنا شروع کیا بس بارش بند ہو گئی اور سورج سامنے آگیا۔ محترم نذیر احمد صاحب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور خدا کا شکر ادا کرنے لگے اس سال ہر قسم کا غلہ مکا جوار باجرہ وغیرہ وغیرہ اس قدر پیدا ہوا کہ لوگ خوش ہو گئے۔

جناب مولوی نثار علی شاہ صاحب نے میرے قبلہ والد محترم سے خود ایک واقعہ بیان کیا جس کو آپ نے اپنی کتاب ذوالفقار بدیع میں تحریر کیا ہے جس دور میں مولوی نثار علی شاہ صاحب قصبہ شیولی میں مدرس تھے کہتے ہیں کہ مجھکو سخت خارش ہوئی جسکی وجہ سے بیحد پریشان تھا بہت کچھ علاج کرایا فائدہ کچھ نہ ہوا آخر کار بارگاہ قطب المدار رضی میں رجوع ہوا اور اسی شب کو بحالت خواب مکنپور شریف پہنچا اور مولینا سید شوقت علی صاحب سے ملاقات ہوئی میں نے ان کو سلام پیش کیا آپ نے جواب دیتے ہوئے حال دریافت کیا میں نے بس

خارش کی شکایت کی آپ نے کچھ پڑھا اور مجھ پر دم کیا پھر پڑھا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کر کے میرے جسم پر پھیر دیئے اور فرمایا "جاؤ"۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو طبیعت کو بشاشں پایا اور خواب کو قاسم علی صاحب سے بیان کیا پس انھوں نے فرمایا "الحمدللہ صحت ہو جائے گی"۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا مجھ سے خارش دور ہو گئی۔

الغرض ایک دن آپ کے شکم مبارک میں سخت درد اٹھا جس سے آپ گھبرا گئے اور فرمانے لگے شاید میرا وقت آگیا تو آپ نے اپنے لخت جگر ابوالوقار سے فرمایا تم اپنے بھائیوں کے گردت شفقت رکھنا اور اپنی والدہ محترمہ کی خدمت سے کبھی باہر نہ ہونا کیوں کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے الجنۃ تحت اقدام امہاتکم۔ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ تم نماز پڑھتے ہو اور پڑھتے رہنا اور کبھی اس کو ترک نہ کرنا خدائے تعالےٰ تم کو اجر عظیم دے گا۔ میں خود اور اپنے بڑے ماموں سید شاہ محمد صاحب آپ کے پیر داب رہے تھے اسی اثنا میں ماموں صاحب نے ایک سفوف بتاشے کے اندر رکھ کر آپ کو دیا اور کہا کہ آپ اس کو کھا لیجیے جب آپ نے اس کو کھا لیا درد بند ہو گیا پس ایک بتاشے میں اپنی زبان مبارک لگا کر مجھکو عطا کیا اس کو میں نے کھا لیا پھر آپ نے سلسلہ جعفریہ مداریہ میں بیعت کر کے سلسلہ اویسیہ بھی نوازا اور جو نعمات سرکار قطب المدار سے ان تک پہونچے تھے مجھکو عطا کئے اور اپنا قائم مقام کر کے اجازت بیعت و خلافت عطا فرمائی اور ایک طریقہ یسین شریف کا جو کہ آپ کی دادی صاحبہ سے عطا ہوا تھا اسکو بھی سمجھایا اور کرنے کی ہدایت کی اور فرمانے لگے جب تمہارے پھوپھا حضرت سراج العارفین مولینا حکیم سید شمس الدین صاحب اودے پورے تشریف لائیں (جو کہ بھوپال کے قریب ہے) ان سے مستفیض ہونا، ۲۷ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ شب کو مکان سے چلے گئے دو ایک

دن انتظار کیا پھر تلاش کیلئے نکلے جہاں پہونچتے تھے لوگ کہتے تھے ابھی تو میاں صاحب یہاں سے تشریف لے گئے ہیں۔ کئی دن گذر گئے ایک دن سید اشتیاق احمد جو کہ میرے ماموں زاد بھائی ہوتے ہیں چند اشخاص کے ساتھ میاں گنج و مرطھار پور اور رجگیر ہوتا ہوا قنوج پہنچا شاہ عبداللہ جنون سے دریافت کیوں کہ آپ سے میرے والد صاحب کا بڑا دوستانہ تھا لیکن وہاں بھی کچھ پتا نہ چلا ارول ہوتے ہوئے مکان آئے۔ پھر اشتیاق احمد نے یہ خبر وحشت ناک ٹھٹھیا سے آکر سنائی کہ لوگوں کا بیان ہے کہ اس جنگل میں ایک شخص کو بھیڑیوں نے پھاڑ کر شکار کیا تلاش کرنے سے صرف ایک دانت اور ریزے ہڈی کے ملے ان کو پدر بزرگوار قدس سرہٗ کے تصور کر کے میرے دادا مولینا سید عبدالسبحان محدث علیہ الرحمہ دادی صاحبہ کی مزار اقدس کے دفن کرائے بتاریخ ۲ر شعبان المعظم ۱۳۲۲ھ کو یہ واقعہ حیرت انگیز پیش آیا۔

کئی ماہ گذر جانے کے بعد سید علی حسن عرف صدر اعلیٰ نے بتایا کہ مولینا خوشوقت علی صاحب مجھکو سادھوڑ گاؤں جو کہ ریاست گوالیار اسٹیشن کے قریب ہے میں نے ان کو دیکھا اور بات چیت کی جو میٹھا میرے پاس تھا آپ کو پیش کیا آپ نے فرمایا نہیں چنے ہوں تو لاؤ میں نے اپنے بیٹے سید غلام مدار سے چنے لانے کو کہا یہ سن کر کہا آپ چل دیئے مجھکو ان کو روکنے کی جسارت نہ ہوئی چند قدموں کے بعد نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

حقیرے خود عزیزی صوفی سید دلاور حسین کے والد نے بیان کیا سرکار حضرت قطب المدار رضؓ کے عرس کا وقت تھا مجھے میرے والد نے حکم دیا کھانا میرے ہمراہ لیکر چلو میں کھانا لیکر قبلہ والد صاحب کے ہمراہ ہوا لیا آپ مجھکو جامع مسجد کے ایک حجرہ میں لے گئے میں نے دیکھا کہ وہاں پر ایک

نورانی شکل کے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں اشارہ کیا کھانا سامنے رکھ دو اور پانی لاکر رکھ دو ان بزرگ نے کھانا تناول فرمایا دوسرے وقت میں تنہا کھانا لیکر پہنچا تیسرے وقت پھر پہنچا ان بزرگ کے سامنے کھانا رکھا میری زبان سے یہ نکل گیا حضرت آپ تو خوشوقت علی پھوپھا ہیں یہ کہنا تھا آپ فوراً اٹھے اور چل دیئے ہر چند تلاش کیا لیکن نہ مل سکے کھانا لیکر مکان پر واپس آیا اور والد صاحب سے حقیقت بیان کی آپ مجھ پر غصہ ہوئے اور فرمانے لگے تم نے برا کیا۔ ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سید بدیع الدین قطب مدار رضی اللہ عنہٗ کے چند خلفائے معظم شاہ الیاس شاہ صاحب گجراتی و سید احمد بادیہ پا وغیرہ ہنوز حیات ہیں اور اعظم گڈھ کے علاقہ میں کلوابن میں جو راستہ بھٹک جاتا ہے وہ یہ کہتا ہے کلوابن کے راؤ بھولے بھٹکے کو راستہ بتاؤ پس اسکی حضرت سید احمد بادیہ پا تشریف لاکر رہبری فرماتے ہیں اور وہ آپ کا لو شہید کر کے مشہور ہیں۔ لہذا یقیناً آپ بھی انھیں حضرات کے زمرے میں شامل ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مولف اپنے دادا محترم حضرت مولوی سید شاہ خوشوقت علی اور نور اللہ مزارہ کی ایک نعت شریف بزبان ہندی ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

مدینہ میں ہمکا بلیہو کہ ناہیں — نبی جی درسوا دکھیہو کہ ناہیں
پتا فاطمہ کے خدیجہ کے ساجن — موہے اپنا مکھڑا دکھیہو کہ ناہیں
برہ کر اگن سے کرجوا برت ہے — لگی آگ دل کی بجھیہو کہ ناہیں
پڑیں جب پران انچا کھینچی بیچ ہے — ہمری کلک کو تم ایہو کہ ناہیں
اکیلے سبھی گور میں چھوڑ آئیں — وہاں دھیر آکے بندھیہو کہ ناہیں
نہ تم بن ہے مجھ کو سدھ بدھ کہو کی — موہے ایسو مدھوا پلیہو کہ ناہیں

جو پوچھے خدا ہے امت میں تری   وہاں مہر ہے اپنا بنیو کہ ناہیں
عرب کو گئے منتر سگرے تمہارے   تم اب بھی اے خوشوقت جیو کہ ناہیں

منقبت شریف

سدا جگ مائیں ہے تمرو سہارا   مدار جہاں لاریب مارا
تو بس ہے اور ولی سگرے ہیں تارا   چہ تابش پیش خور باشد ستارا
ملت منشا ہے داکو بن کی مانئے   بدرگاہ ست چو آرد التجارا
مسلماں گیا تورے دوارے ہیں آئے   یہودی بھی مجوسی اور نصاریٰ
کہت ہے جیو کا سنکٹ میں موری   شہا ایں تاکجا باشد گوارا....
بنی بگڑی موری سب کاج لما   ز رحم لطف کن بر من خدا را۔
بنانا تو موری بگڑی کا کیا ہے   تو گر خواہی بگردانی قضا را۔
کہانی کہوں میں اپنی بتھا کے   دلم شد از غم وہم پارا پارا
توری بنتی کرت ہا ہا کرت ہوں   نگاہ لطف کن بر من خدا را
توری دیوڑھی پہ ہے خوشوقت ٹھاڑو   ز چشم مہر بنگر ایں گدا را

منقبت شریف

خدایا شکر کب مجھ سے ادا ہو تیری رحمت کا   کیا مداح مجھ کو نائب ختم الرسالت کا

نہ مجھکو دغدغہ کچھ نار دوزخ کی ہے حدت کا   عذاب گور کا ڈر کا نہ کھٹکا ہے قیامت کا
نہ فکر و غم کا نہ اندیشہ ہلاکت کا   نہ مشکل اپنی مشکل ہے نہ خدشہ ہے مصیبت کا
یہ کیوں کچھ ہو میں کہلاتا ہوں اس شاہ ولایت کا   اٹھایا جس کے جد پاک نے بیڑا شفاعت کا
مراعاۃ ہے وہ واقع ہے جو ہر دور حرمت کا   الم کا رنج غم کا بلا کا ہم کا آفت کا
بدیع الدین نام پاک ہے اس میرے حضرت کا   ریاض دہر میں ہے نور جسکی ریاضت کا
مدار دو جہاں شہرہ ہے تیرے خرق عادت کا   عبادت کا ریاضت سخاوت کا کرامت کا
شہا تو آئینہ ہے پنجتن کے خلق و ہمت کا   شمائل کا حیا کا حلم کا صورت کا سیرت کا
تو ہے آل نبی تجھ پر ہمہ یہ کیوں نہ ہو شایاں   شرافت کا نجابت کا سیادت کا نیابت کا
گدایان در والا سے تیرے نام ہے زندہ   عمل کا توکل کا تواضع کا قناعت کا
تیری درگاہ رشک خلد کا فائز نہیں بجائے   ارم کا خلد کا فردوس کا کوثر کا جنت کا
مٹایا ہند سے نام و نشاں اے شاہ دیں تو نے   بتوں کا بت پرستوں کا غضب کا شر کا بدعت کا
مدار دو جہاں ہے دو جہاں میں آسرا تیرا   مدد کا دستگیری کا سفارش کا حمایت کا
ازل سے ہوں میں بندہ آپکا مولیٰ نواز کا   محبت کا کرم کا لطف کا شفقت کا رحمت کا
دکھا منہ اپنے خوشوقت حزیں کو جلد اے حوتے   خوشی کا خرمی کا عیش کا عشرت کا راحت کا

قطعہ تاریخ ولادت

متاع بخشش یزداں جناب قلب علی   قبول شاہ رسولاں جناب قلب علی
بصد جمال دریں محفل جہاں آمد   چراغ عادل عرفاں جناب قلب علی

۱۳۰۶ھ

نیاز سکنپوری

پاسبان سنیت خیر الوریٰ نور نگاہ علی مرتضیٰ پرتو جمال حسن حرمت خون حسین سکون جان و دل سیدنا قطب المدار قاسم نعمات نسبت مداریہ مصدر سلسلہ وقاریہ سیدی آقائی و جدی و مرشدی الحاج ابو وقار سید کلب علی جعفری مداری قدس سرہٗ

اسم گرامی سید کلب علی، کنیت ابو الوقار۔ مرتبہ قطب عالم القاب مقدسہ ضیغم، سیف مدار، جان مدار نسب عالی سیدی حسینی و حسنی۔ حضرت سیدنا امام المسلمین امام جعفر صادق رضی اللہ عنہٗ کی اولاد پاک ہیں۔ سلسلہ رشد طیفوریہ مداریہ، صدیقیہ مداریہ، اویسیہ مداریہ۔ آپ کے شیخ ضیاء، نور مصطفٰے مصباح الاصفیاء، امام الاتقیاء حضرت سید شمس الدین مداری۔ ولادت شریف ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ بروز شنبہ آپ کے دو بھائی تھے اور ایک بہن۔ اسد علی، بشیر علی، بہن کنیز فاطمہ۔

آپ اپنے عہد کے اولی العزم بزرگوں میں شمار کئے جاتے ہیں آپ کے پاس ہند و پاک کے مشہور فقیہ اور مشائخ حاضری دیتے اور استفادہ کرتے تھے بیشمار قادریوں، چشتیوں، سہروردیوں، نقشبندیوں، قلندریوں وغیرہ نے آپ سے سلسلۂ عالیہ قدسیہ مداریہ کی نسبتیں حاصل کیں اور صاحب مجاز بنے آپ کی تصنیفات و تالیفات میں ذو الفقار بدیع، معمولات ابو الوقار، ملفوظات شمسیہ، دیوان وقاریہ وغیرہ وغیرہ آپ سے منسلک حضرات وقاری مداری کہلاتے ہیں۔ آپ کی زندگی مجاہدانہ تھی۔

وقت ولادت ہی سے آپ کے ناصیہ سعادت سے انوار و تجلیات کا ظہور ہو رہا تھا چہرہ مبارک بیحد حسین و جمیل و جبین مبارک منور و کشادہ جس سے لمعات نور ضیا فگن تھے مشائخ سلسلہ عالیہ اور اہل عرفان بزرگ آپ کو دیکھ کر آپ کے والد ماجد کو مبارکباد پیش کرتے اور فرماتے یہ بچہ ولی ازلی اور اہل خدمات سے ہے

حضرت قطب عالم کی تعلیم کا سلسلہ خانقاہ عالیہ مداریہ کے مدرسہ مدار العلوم سے شروع ہوا ابتدائی تعلیم مولانا سید محمد خضر رحمۃ اللہ علیہ سے فرمائی عربی فارسی کی اعلیٰ تعلیم اپنے دور کے جید علماء مولینا مولوی عبد الہادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمود عالم صاحب بہاری سے حاصل کی۔ علوم دینی و روحانی مولانا مولوی سید محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمائی۔ علوم دینی و روحانی کے بعد اپنی درسگاہ عالیہ مدار العلوم میں تقریباً بیس سال تک خدمات انجام دیتے رہے۔ مدرسہ ہذا میں حفظ قرآن حکیم کی خدمت حافظ غوث محمد صاحب فرماتے تھے اور فارسی زبان کے منتہی مولوی نثار علی صاحب مرحوم و مغفور و حضرت قطب عالم عربی تعلیم دیتے رہے۔ عہد طفولیت ہی سے سعادت مندیاں حضرت سے نمایاں تھیں آپ اپنی والدین کی بیحد خدمات کی بجا آوری اوائل عمری سے فرماتے تھے۔ لہو لعب سے دور رہتے۔ ضروریات سے فراغت پا کر سکوت اختیار فرماتے۔ اور سلسلہ عالیہ مداریہ کے اذکار و اشغال کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ جیسے جیسے وقت گذرتا گیا اوراد و اعمال میں کثرت ہوتی گئی شب و روز یاد الٰہی میں بسر ہونے لگے۔ آتش عشق مدار العالمین پروان چڑھنے لگی حضرت کی عمر پچیس ۲۵ سال کی ہوگی کہ قطب دوراں عارف باللہ مسیح زماں حضرت مولینا مولوی حکیم سید شمس الدین قدس سرہٗ مکنپور شریف تشریف لائے۔ حکیم صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نواب بھوپال کے طبیب خاص تھے۔ آپ کا شمار سلسلۂ عالیہ مداریہ کے اولو العزم مشائخ کرام میں ہے۔ آپ کا مزار اقدس اودے پورہ علاقہ بھوپال میں

آج بھی مرجع خلائق ہے حضور قطب عالم نے حضرت قبلہ سے حلقہ ارادت میں داخل
ہونے کا اظہار فرمایا اور اپنے رفقا منشی سید کرامت حسین صاحب و سید بشیر احمد
صاحب۔ و صوفی سید اکرام حسین صاحب و حاجی سید ضمیر احمد صاحب و سید
سیف اللہ میاں صاحب رحمہم اللہ علیہم اللہ کے ہمراہ حاضر خدمت ہوئے حضرت
قطب دوراں حکیم صاحب قبلہ کمال شفقت سے اپنے پاس بٹھایا اور ارشاد فرمایا
کہ بہت خوب اگر آپ حضرات مجھ سے بیعت ہونا ہی چاہتے ہیں تو ویس شرط بیعت
بھی بخوبی سن لیجیے اور ذہن نشین کر لیجیے اگر ایک وقت کی نماز بھی کسی وقت قضا
کر دی تو میرے حلقہ ارادت سے باہر ہو جائیں گے حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ
نے اس شرط کو قبول کر لیا حضرت قطب دوراں رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سلسلہ
عالیہ مداریہ میں مرید کیا اور سلسلہ عالیہ کے مخصوص اوراد و اعمال و اشغال مرحمت
فرما کر اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور فیض و برکات ظاہری و باطنی سے
نوازا یہی وجہ تھی کہ سو برس کی عمر میں سفر حضر میں کسی ایک وقت کی نماز قضا
نہ ہوئی۔ روحانی قوت و پیشوائی اولیاء سیادت و امامت آپ کو ورثہ میں
ملی تھی۔ خدا طلبی عشق رسول بچپن ہی سے طبیعت میں ودیعت تھا۔ پیر طریقت
حضرت مولانا حکیم سید شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نے آپ کو بام
عروج پر پہنچا دیا آپ نے دنیاوی نام و نمود اور مال و دولت کی کبھی پرواہ نہ کی بس
ہمیشہ اس فکر میں رہتے کہ کوئی گوہر بید از نظر آئے جس میں قبول حق کی صلاحیت
ہو اور مدارج ولایت پہ پہنچنے تمنا رکھتا ہو اور احترام اولیاء اور عشق رسول کی اس
کے دل میں لگن ہو۔ چنانچہ آپ کو ایسے گوہر صالح مل ہی جاتے ہیں اور آپ انکو
قلیل وقفہ میں ولی کامل بنا دیتے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے آپ کا گرویدہ ہو جاتا
چنانچہ مکنپور شریف کا ایک گراں قدر طبقہ آپ کے مریدین اور خلفائے کاملین کا ہے

بستی کے باہر بھی آپ کا حلقۂ ارادت بہت وسیع ہے لکھنا یوں چاہیے کہ آپ کے
زمانے میں آپ کا سکہ چلتا تھا۔ آپ نے زندگی کے قیمتی لمحات درس و تدریس گذارے
جیسا کہ اکثر اولیائے کرام مشغلہ رہا ہے علم و فضل میں آپ کا رتبہ عظیم تھا ارباب علم
و فضل آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنے پیچیدہ مسائل میں تشفی بخش جواب
سے مطمئن ہو کر واپس جاتے جامع مسجد مکنپور شریف میں پنج وقتہ و جمعہ کی امامت
بھی فرماتے تھے۔ اور فی الواقع زیب محراب و منبر تھے۔ فقہائے زمانہ آپ کے تفقہ
دینی جزیات و اصولیات میں مہارت کتاب و سنت و مسلک حنفی کے دقائق
سے واقفیت کے بارے میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ اہل تصوف آپ
سے اسرار طریقت کا درس حاصل کرتے تھے۔ اہل دل کی مجلس میں آپ کی بات
سب سے بالا رہتی اور مرجع سخن بنے رہتے۔ اس طرح احباب کی محفل میں شمع
انجمن بھی آپ ہی ہوتے۔ تمام تر معاملات میں آپ مرد مجاہد تھے۔ زمانے کے
فتنوں سے مقابلہ کرتے اور جہاد عملی کو خارج از تصوف نہیں گردانتے تھے حسن اخلاق
نیک نیتی اور اخلاص فی القول والعمل آپ کا شعار تھا۔ نہ حسن طلب رکھتے
تھے نہ غیظ و غضب چہرہ پر رعب برستا تھا اور زبان سے پیار و محبت زمانہ سازی
اور مصلحت شناسی کے قطعی واقف نہ تھے حق کو ہمیشہ حق سمجھا اور برملا قابل اسکا
ساتھ دیا۔ باطل کو باطل سمجھا اور اس کا منہ توڑ جواب دیا۔ شعر گوئی کا ذوق اور
سخن سنجی کا ملکہ رکھتے تھے۔ اور ضیغم تخلص فرماتے تھے۔ اگر کبھی مناظروں اور مباحثوں
کی نوبت آتی تو بحث شروع ہوتے ہی حریف نے منہ کی کھائی پہنچتے ہی شکار کو
جا دبوچا اور ساتھیوں کے حوالے کر دیا۔ معقول اور منقول ہر قسم کے دلائل آپ کی نوک
زبان پر رہتے۔ آپ کا تجربۂ علمی اسقدر تھا کہ اس کی تھاہ لگانا آسان نہیں۔ خاص
سلسلۂ عالیہ مداریہ کے رسوم و اجبات فضائل و کمالات پر اگر کسی ضمیر فروش نے انگلی

اٹھائی تو پھر واقعی غضبناک شیر سے کم نظر نہیں آتے اور اس وقت تک چین نہیں لیتے جب تک اس کو پچھاڑ کر اس سے توبہ نہیں کروا لیتے۔ آپ کے اوصاف اگر کوئی دیکھنا چاہے تو آپ کے بڑے فرزند و جانشین مولینا الحاج سید ذوالفقار علی صاحب قمر مدظلہ العالی میں بخوبی دیکھ سکتا ہے آپ کے کتب خانہ میں دینی امہات الکتب کے علاوہ سلسلہ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابوں کا نادر اور جامع ذخیرہ موجود ہے جو دوسری جگہوں پر نہیں پایا جاتا بوقت ضرورت آج بھی کام آتا ہے۔ علم کے مطابق عمل کرنے میں آپ کی امتیازی شان تھی۔ صوفی نے تصوف میں آپ کو کھرایا۔ قلندر ترک رغبات کا آپ سے مزا پایا۔ شغل و اشغال بکثرت کرتے تھے۔ حبس دم جو سلسلہ مداریہ کا خصوصی شغل ہے آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ مسجد کے حجرہ میں چلے آتے اور گھنٹوں دم سادھے رہتے اور دل ہی دل میں اسم ذات عزاسمہ کو بساتے اور انفاس کو اس سے سجاتے اور زندگی میں وصل حق کا مزا پاتے۔

آپ کو عبادت و ریاضت اذکار و اشغال کا خاصہ ذوق تھا۔ آپ اسی حجرہ میں تشریف لے آتے اور کافی دیر تک شغل حبس دم میں مصروف رہتے۔ آپ کا وہ حجرہ آج بھی انکے اذکار و اوراد کی یاد تازہ کرتا ہے اور اس کے در و دیوار سے اگر کوئی زندہ دل اور روشن ضمیر کان لگائے تو وہی ہو، حق کی صدائیں آتی ہیں۔ اندر اگر جائے تو عجیب کیف و سرور اور نورانیت کا احساس ہوتا ہے۔ آپ صرف ذاکر اور شاغل ہی نہ تھے بلکہ پر تاثیر اور صاحب کشف و کرامات بھی تھے کسی نے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ اعضائے بدن جدا جدا تھے وہ خوف زدہ ہو کر بھاگا اور جب تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا مزاج پرسی کرتے ہوئے پایا۔ آپ سے صرف انسان ہی فیض نہیں پاتے تھے بلکہ جنات بھی آپ کے فیض صحبت

سے مانوس تھے۔ آج کبھی کبھی ایسا وہم ہوتا ہے جیسے آپ کے مزار پاک اور متبرکات پر جنوں کا پہرہ رہتا ہو۔
کسی کو میں نے یہ کہتا ہوا پایا مجھے خاک اٹھا کر دی اور خاک شفا بن گئی آپ کی شکل و صورت ایسی تھی جیسے سونے کی انگوٹھی میں نگینہ یا ستاروں کی انجمن میں چاند۔ آپ کی سیرت ایسی کہ سیلاب گمرہی میں سفینۂ ہدایت و نجات آپ تقریر بھی خوب فرماتے تھے اور یہ بھی وصف تھا کہ ایک ہی عنوان پر کئی بار بولتے اور ہر بار نئی باتیں بتلاتے کبھی کبھی آپنے نہایت خشک مضامین میں تقریر فرمائی اور ایسے دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا کہ سننے والے جھوم جھوم جاتے۔

حضرت قطب عالم ۱۹۶۰ء میں عازم حج بیت اللہ تشریف ہوئے حرمین شریفین کی زیارت کے لئے بحری جہاز کا راستہ اختیار کیا۔ آپ کے ہمراہ آپ کے خلف اکبر حضرت مولینا سید ذوالفقار علی قمر۔ حاجی عبد السمیع صاحب جناب وفعدار خاں صاحب۔ محمد حنیف صاحب۔ شمیم احمد صاحب۔ اور شیخ محترم صوفی باصفا حضرت مولینا عبد الرحیم صاحب نقشبندی جے پوری اس مقدس سفر میں شریک سفر رہے مکہ اور مدینہ منورہ کے اوقات انتہائی وارفتگی اور عبادت و ریاضت میں گذارے۔ وہاں بھی حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے جد کریم آقا و مولیٰ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ نوازی میں زیادہ سے زیادہ وقت گذارتے اور کثرت سے درود پاک اور صلوۃ و سلام پیش فرماتے ہر وقت گنبد خضریٰ کے قریب رہتے اور والہانہ انداز سے مزار انور کی ایک جھلک دیکھنے کی تمنا میں جالیوں کے قریب سے قریب تر ہو جاتے جب مزار انور کا دیدار نہ ہو سکا تو آپ کو صدمہ ہوا اور خیال آیا آقا کا فرمان من زار قبری وجبت له شفاعتی جس نے میری قبر کی زیارت کی اسکی شفاعت مجھ پر واجب ہو گئی

کیا اس غلام کو آقا کی قبر انور کی زیارت نصیب نہ ہوگی اسی شب حضرت قطب عالم کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رویا میں اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اور دست شفقت سر پر رکھ کر فرمایا "کلب علی تم پریشان کیوں ہو جس نے میرے روضہ کی زیارت کر لی اس کی شفاعت بھی مجھ پر واجب ہو گئی تم مطمئن رہو اور مسرور ہو جاؤ" اس کے بعد حضرت قطب عالم کی آنکھ کھل گئی تمام کمرہ ناقابل بیان خوشبو سے معطر تھا۔ حضرت بحد مسرور اور خوش و خرم گھر سے باہر تشریف لائے اور اپنے رفقاء کو اپنے خواب اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مژدہ جاں بخش کی کیفیات سے آگاہ فرمایا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے دوران قیام آپ کی مجالس میں بکثرت لوگ شریک آپ کی بلند پایہ تقریر سماعت فرماتے اور حضرت علامہ قمر مدظلہ العالی کی عشق رسول میں ڈوبی ہوئی نعتوں سے فیضیاب ہوتے۔ پھر تو سب کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرتے آپ کے جمال پر انوار کی بھی زیارت کرنے والوں میں بیشتر حضرات آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر داخل سلسلہ عالیہ مداریہ ہوتے جن میں اہل مکہ اور حضرات مدینہ طیبہ بھی شامل ہیں۔

حج بیت اللہ شریف کے واپسی کے بعد آپ کی تبلیغی سرگرمیاں بہت زیادہ بڑھ گئیں آپ کا زیادہ تر وقت سلسلہ عالیہ مداریہ کی ترویج و اشاعت سے متعلق دوروں میں گذرنے لگا۔ گجرات، بنگال، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، راجستھان کرناٹک، مدراس، بہار اور پنجاب کے صوبوں میں آپ نے کثرت سے دورے فرمائے اور لاکھوں تشنگان طریقت و معرفت کو سیراب فرمایا اور سلسلہ عالیہ مداریہ میں داخل کر کے بلند سے بلند مقامات پر پہنچایا۔ پورے ملک ہندوستان اور بیرونی ممالک میں آپ کے خلفاء و مریدین کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہے۔ ان ہزاروں

افراد کو آپ کو ان کی اہل بیت کے مطابق بھرپور نواز کر سلسلہ عالیہ مداریہ میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا ہے۔

شاہزدگان مکنپور شریف اولاد ہر سہ خواجگان میں آپ نے اپنے مریدین کو اجازت و خلافت مرحمت فرمائی جن میں بیشتر خلفاء سے اجرائے سلسلہ وقاریہ مداریہ ہو کر فیضان قطب عالم اور نعمات مدار العالمین سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالےٰ ہوتے رہیں گے۔ آج بھی آپ کے قبہ مبارک پر حاضر ہوتے ہیں فیضان مدار العالمین سے مالا مال ہو کر واپس ہوتے ہیں۔

حضرت قطب عالم کے خلفاء باوقار

جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ والرضوان کے ملک بیرون ملک لاکھوں کی تعداد میں خلفاء و مریدین ہیں ان میں چند مقامی و بیرونی خلفاء باوقار کے اسماء مبارک جو راقم السطور کے ذہن میں ہیں تحریر کئے جاتے ہیں شاہزدگان مکنپور شریف جنھیں اجازت و خلافت سے نوازا گیا۔

مسیح دوراں حضرت حکیم سید ظہیر الحق صاحب	فخر العلماء حضرت الحاج مولٰنا سید غلام سبطین صاحب
صوفی حضرت سید غلام حسنین صاحب	حضرت سید علی محمد صاحب
حضرت سید علی کوثر صاحب	سید ساجد حسنین صاحب
〃 سید عزت علی صاحب عرف پھول میاں	〃 سید علی صفدر صاحب
〃 سید شفیع احمد صاحب	〃 سید نذیر مدار صاحب
〃 سید عاقل حسین صاحب	〃 اختر عالم صاحب
〃 سید قمر الدین صاحب	〃 سید منشی احمد الدین صاحب

حضرت سید محمد دولہا صاحب
" سیّد اخلاق احمد صاحب
" سید اشفاق احمد صاحب
" سید کبیر حسن صاحب
" سید اختر عادل صاحب
" سید ابن الحسن صاحب
" سید نرالے میاں صاحب
" سید بہار احمد صاحب
" سید خدمت المدار صاحب
" سید نثار عالم صاحب
" سید غلام علی صاحب
" سید حضرت صاحب
" سید احمد شریف
" حافظ ظفر الحسین صاحب
" سید آل حسن صاحب
" حافظ سید شبیر احمد صاحب و صاحبزادگان
" حقیر سید مختار علی
" سید قدوس علی صاحب
" سید محرم علی صاحب
" الحاج قاری مولینا سید مظفر علی صاحب مظفر
" سیّد تفاخر علی صاحب

حضرت سیّد الحاج عالم حسین صاحب
" سیّد دولہا صاحب
" سیّد انوار مہدی صاحب
" الحاج سید توقیر حسن صاحب
" سید ظفر عادل صاحب
" سید محفوظ الرحمٰن صاحب
" سید واثق حسین صاحب
" سید اعتبار حسین صاحب
" سید تقدس حسین صاحب
" سید افسر عالم صاحب
" سید سعید احمد صاحب
" سید محبوب الحسن صاحب
" سید اکبر حسین صاحب
" حافظ عبد الصمد صاحب
" سید محافظ علی صاحب عرف بانگی میاں شہید مداری
" مولانا الحاج سید ذوالفقار علی صاحب
" صوفی سید آل علی صاحب
" سید علی صاحب
" الحاج سید منظیر علی صاحب
" سیّد وقار علی صاحب
" بہن سیدہ تنویر فاطمہ

بہن سیدہ رقیہ خاتون

بہن سیدہ شجاعت النساء

ہندوستان و بیرون ہندوستان کے چند مشاہیر خلفاء

معلم مکہ معظمہ مولینا جمال الیل صاحب	مکہ شریف
حضرت مولینا ابوبکر صاحب حنبلی	" "
" مولوی محمد حسین صاحب	مدینہ طیبہ
" محمد رفیع صاحب	" "
" پیر احمد حسن صاحب	گوجران والا پاکستان
" جعت علی صاحب	ساہی وال "
" صوفی نذیر محمد صاحب	لاہور "
" قربان علی صاحب	مداریہ پہاڑ نیپال
" مولینا عبد الصمد صاحب	سجادہ نشین خانقاہ قطب غوری شروس کولار ریاست میسور
" علی میاں صاحب	دیوان پادرہ ضلع برطودہ گجرات
" صوفی عیدی شاہ صاحب	دیوان گوتری
" رحیم شاہ صاحب	دیوان محلہ یاقوت پورہ گجرات
" صوفی غلام نبی صاحب	بھورے محلہ تری بھوروار گجرات
" مولوی معین الدین صاحب	پیش امام جامع مسجد گجرات
" حبیب شاہ صاحب	دیوان ٹھنڈاؤ گجرات
" مقبول علی صاحب	بہار اٹھر

حضرت نواب شاہ صاحب	محلہ جوایاں شہر جے پور راجستھان
" نھو شاہ صاحب	محلہ بیرون گھاٹ دروازہ جے پور
" ظہور شاہ صاحب	بلنگ ساکن سیوہ ریاست الوار راجستھان
" جمال شاہ صاحب	ضلع اکولا
" عبدالشکور صاحب	دبوکھل ضلع بستی
" عبداللہ صاحب	سلطان پور
" حانی شاہ صاحب	بجنور
" نوازش علی صاحب	اویدھے پور ضلع بہرائچ
" قاری حبیب شاہ	ضلع انندپور
" امیرالدین صاحب	سندل پور ضلع مونگیر بہار
" نذر محمد صاحب	کھنڈوا ضلع ہوشنگ مدھ پردیش
" انور بیگ صاحب	" " " "
" صوفی محمد اسمٰعیل صاحب	ہردہ
" مولینا صوفی قاصد علی صاحب	اعظم گڈھ
" مولینا قدرت علی صاحب	مدرس مدرسہ عالیہ فیض آباد
" محبت شاہ ملنگ گدی نشین	اجین مدھ پردیش
" حاجی مہدی حسن صاحب	بیتی ضلع رائے بریلی
" اعجاز حیدر	راجے پور
" محمد اسمٰعیل	" "
" محمد یٰسین مستان سجادہ نشین آستانہ عالیہ	سید بابا خضر پور کلکتہ
" حضرت شاہ محمد حسن صاحب	لکھنؤ

حضرت حاجی محرم علی صاحب	ضلع بارہ بنکی
" صوفی عبدالمجید صاحب مہتمم جامع عربیہ مدینۃ العلوم	بشن پور گونڈہ
" مولینا عبدالحمید صاحب	" "
" مولینا انیس عالم صاحب	" "
" مولینا رمضان علی صاحب	" "
" محمد شاہ صاحب	بازید پور ضلع گونڈہ
" آصف علی صاحب	حاجی گنج ضلع پرتاب گڈھ
" غلام رسول صاحب	چمپارن (بہار)
" حکیم مولینا منظر الحسن صاحب	سیتامڑھی (بہار)
" حسن علی صاحب	مٹیامئو ضلع ہردوئی
" صوفی سلطان احمد صاحب	سجادہ نشین آستانہ عالیہ سید بابا صاحب خضر پور کلکتہ
" بھولا شاہ صاحب	" "
" مولینا مولوی عبدالغنی صاحب	قاضی شہر کلکتہ
" نور علی شاہ صاحب	بنگال
" حاجی ابوبکر خاکی شاہ صاحب ملنگ	پووالی کلکتہ
" صوفی قادر بخش صاحب	چوبیس پرگنہ بنگال
" حضرت صوفی محمد یونس صاحب	کلکتہ
" منشی عبدالرب صاحب	گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی ۴ مہاراشٹرا
" حاجی ابراہیم صاحب	شہر پنویل
" حاجی محمد رفیق صاحب	" پیرزادہ خلدآباد
" حاجی عبدالمجید صاحب	سجادہ نشین آستانہ عالیہ ولی گنج الٰہ آباد

حضرت مولوی فخر اللہ شاہ صاحب	شہزاد پور ضلع الہ آباد
" صوفی احمد شاہ صاحب	میراپور ضلع "
" شفقت مدار صاحب	بنارس
" مظفر حسین صاحب	ساکن دھرم پور ضلع جونپور
" صوفی محمد تقی صاحب	" " "
" حسن علی صاحب	سیتاپور
" نصیر خاں صاحب	فرخ آباد
" عبدالجلیل خاں صاحب	رورا فرخ آباد
" ہوش محمد خاں صاحب	" "
" نعمت خاں صاحب	" "
" محمد اسماعیل خاں صاحب	راجے پور فرخ آباد
" اعجاز حیدر صاحب	" "
" صوفی الحاج مولوی صدیق حسن صاحب	سوئی کٹرا آگرہ
" حضرت محی الدین خاں صاحب	راجے پور فرخ آباد
" مرزا اشرف علی صاحب بیگ	سجادہ نشین آستانہ عالیہ ستاریہ فتح گڈھ
" حکیم جمیل الدین صاحب	فتح گڈھ "
" خیر اللہ صاحب	خیالہ کالونی دہلی
" حاجی احسن صاحب	گوالٹولی کانپور
" مولانا محمد باقر صاحب	جائس
" امیر علی صاحب	گوالٹولی کانپور
" حاجی عبدالسمیع صاحب	بساطی بازار کانپور

حضرت قاری عبدالوحید صاحب	بساطی بازار کانپور
" صوفی تقی صاحب	جاج مئو کانپور
" سمیع اللہ صاحب	نئی سڑک "
" رجب علی صاحب	چمن گنج "
" حاجی عبدالکریم صاحب عرف حاجی عیدو	"
" بابر علی صاحب	رحیم پور بزدھن
" مولانا عبدالسلام صاحب	چمن گنج کانپور
" حسن علی صاحب	رورا
" احمد علی صاحب	"
" مولانا وزیر خاں صاحب	گوجے پور کانپور
" حاجی سید محمد رفیق صاحب	چمن گنج کانپور
" رنگیلے شاہ صاحب	بسوہ راجستھان
" مولانا غلام مصطفیٰ صاحب	مغل سرائے
" سہراب علی صاحب منظر	کٹرہ کانپور
" محمد یوسف صاحب	پرانا کانپور

اظہار حقیقت

ناظرین کرام! شہر کلکتہ خضر پور ریس گراؤنڈ کے قریب ایک ایسی جگہ ہے جس پر گھاس نہیں اگتی تھی اسی مقام پر محمد یٰسین صاحب اللہ رب العزت کا کثرت سے ذکر کیا کرتے تھے عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے کبھی کبھی عورت مرد اپنے اپنے بیمار بچوں کو لیکر ان کی صحت کیلئے دعا کرانے آیا کرتے تھے اسی حال میں ایک وقت گذرا آخر خیال گذرا کہ کسی سے مرید ہو جانا چاہئے ادھر ادھر خیال کرتے رہے پھر تو اجمیر شریف کا سفر پیدل شروع کر دیا اجمیر شریف پہونچ ہی گئے ایک ماہ ذکر عبادت میں گذر گیا ایک شب حضرت خواجہ بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے فرمایا "یٰسین تم خوش نصیب ہو تمہارا حصہ سلسلہ مداریہ میں ہے تم مکن پور شریف پہنچو آنکھ کھلی تڑپ اٹھے پریشان حال یا اللہ کون مکنپور کہاں مکنپور وہاں کون میرے مرشد ہیں تمام دن بیقراری سے گذرا پھر شب ہوئی تمام معمولات سے فراغت کر کے حضرت سے متوجہ ہوئے اور ذکر کرتے کرتے آنکھ لگ گئی دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر شریف سے لیکر مکن پور شریف تک کا راستہ اور سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ کے روضۂ مقدسہ کی ملی جالی پر ان بزرگ سے ملاقات بھی کرائی جن سے یٰسین صاحب کو مرید ہونا تھا آنکھ کھلی تو پہلے خواب کو ذہن میں لائے اور راستہ کا خیال اور مرشد کو ذہن میں محفوظ کر لیا آنکھوں سے آنسو جاری تھے اسی حال میں اسی وقت مکنپور شریف کا سفر شروع کر دیا۔ راستہ میں نہ جانے کس قدر جانوروں سے پالا پڑا حتی کہ شیر

بھی حائل ہوا پیروں میں چھالے پڑ گئے۔

مرشد کے خیال میں ایسے ڈوبے ہوئے تھے کہ کسی کی پرواہ نہ کی اور نہ ان کو یہ جرأت ہوئی جو آپ پر حملہ کرتے۔ آنکھ ذرا سی جھپکے کہ مرشد سامنے موجود ہیں فرماتے ہیں "یٰسین گھبراؤ نہیں منزل قریب ہے" اب وہ وقت آ ہی گیا آپ ایسن ندی پہنچ گئے پھر تو خوب غسل کیا بدن ہلکا ہو گیا معلوم یہ ہوتا تھا کہ کچھ سفر کیا ہی نہیں بیحد مسرت کے ساتھ جامع مسجد پہنچے نماز عشا کی جماعت ہو چکی تھی۔ آپ کے ہونے والے پیر مکان پر پہنچ گئے تھے یٰسین نے نماز ادا کی اور بیری کے درخت کے سایہ میں اپنا بستر کیا اور نیند آ گئی رات کے تین بجے آنکھ کھلی تو کچھ بزرگوں کو مسجد میں پایا وقت فجر ہوا اذان سنی اٹھے اور وضو کیا نماز ادا کی یٰسین اپنے بستر پر پہنچے اور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حسب معمول درگاہ عالیہ قدسیہ میں حاضری دی ابھی فاتحہ پڑھ ہی رہے تھے کہ محمد یٰسین بھی بارگاہ مدار العالمین میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ وہی بزرگ ملی جالی پر جلوہ گر ہیں خوب دیکھا پہچان گئے آگے بڑھ کر قدم ناز پکڑ کر سر رکھ دیا قطب عالم رحمۃ اللہ نے فرمایا ایسا نہیں کرتے۔ اٹھو فاتحہ پڑھو پھر ملاقات کرو حسب الحکم فاتحہ پڑھا اور ساتھ ہو لئے حجرہ میں آئے۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت سے اپنے قریب بٹھا لیا پھر تو کلکتہ سے اجمیر پہنچنا اور ایک ماہ تک وہاں رہنا اور خواجہ بزرگ سے ملاقات کرنا اور ان کا حکم بجا لانا ایک ہی نشست میں بیان فرما دیا اب تو محمد یٰسین بیحد پریشان سے تھے کہ آپ نے بالکل صحیح بتایا۔ خیال کرنے لگے بیشک آپ پیر کامل ہیں اور روشن ضمیر ہیں میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا خدا کا شکر ادا کیا اور مرید ہونے کی خواہش پیش کی۔ قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے خاص مدار العالمین کی درگاہ عالیہ میں آپ کو بیعت کیا اور خلافت بھی نوازا ذکر اذکار

سمجھائے خود کر کے دکھلائے اور سکھلائے قریب ایک ماہ سے زیادہ مکنپور شریف میں گذر کیا۔

ایک شب کو مرشد نے اپنے قریب بٹھایا آنکھ بند کرنے کا حکم دیا اور ان تمام مقامات کا مشاہدہ کرا دیا جہاں پر یٰسین صاحب ذکر کیا کرتے تھے اور سید علی بابا کے مزار شریف سے بھی آگاہ کیا اور حکم دیا کہ ہر جمعرات کو عرس کیا جائے۔ لہذا محمد یٰسین ہر چند کہ مکن پور چھوڑنا نہ چاہتے تھے مرشد کا حکم تھا اس پر عمل کیا کلکتہ پہنچے سید علی بابا کے مزار پر جس پر گھاس نہ اگتی تھی اس مزار کو درست کیا اور ہر جمعرات کو عرس کرنے لگے۔ اب محمد یٰسین مستان شاہ کے لقب سے پورے کلکتہ میں مشہور ہو چکے تھے اور بڑی کامیابی ہوئی۔

بابار کلکتہ سے مکنپور پہنچا عرس شریف میں شرکت کرتے رہنا۔ پھر مرشد ہی کے حکم سے شادی کی ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام محمد مبین ہے اور جب محمد یٰسین کا انتقال ہو گیا تو قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے سید علی بابا کی مزار اقدس کی خدمت پر صوفی سلطان احمد کو مامور کیا خدا کا فضل ہے کہ آج بھی صوفی سلطان احمد اور ان کے بیٹے محمد وصی صاحب خدمت بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و تصرفات و کرامات تحریر کئے جائیں تو ایک جامع کتاب الگ سے ہو سکتی ہے۔

محمد یٰسین جیسے حالات حاجی محمد رفیق پیرزادہ خلد آباد اور صوفی عبد الصمد صاحب کولار میسور۔ و حاجی صدیق حسن صاحب سوئی کٹرا آگرہ و حاجی عبد المجید والی گنج الہ آباد کے ساتھ گذرے آپ کے حالات واقعات آپ کے خلفاء و مریدین سے مل کر معلوم کئے جا سکتے ہیں یا وہ خوش نصیب

جس نے چند ساعت آپ کے ہمراہ گذارے ہوں

تاریخ وفات

حضرت مولینا الحاج سید کلب علی مہتمم و سجادہ اعظم آستانہ عالیہ مداریہ زاد اللہ شرفہا

کل نفس ذائقہ فرمان خلاق جہاں

اولیاء اللہ لا خوف علیہم بے گماں

ہر در باغ ارم رضوان می گوید برملا

خوب شد کلب علی آمد بحکم رب جاں

گفت ہاتف سن رحلت خادم خستہ بگو

داخل جنت شدہ فخر بدیع قطب زماں

۱۳۹۷

فھذہٖ الشجرۃ العالیۃ الطبقاتیۃ الطیفوریۃ المداریۃ

کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء

بر کرا باشد تمنا دیدن پروردگار
ہر زماں با صدق خواند شجرہ قطب المدار

رحم کر اے دستگیر بیکساں
سن لے دکھی اے خدا بہر علی
فقر کی سب منزلیں ہو جائیں طے
اے خدا بہر حبیب پاک دل
بہر حضرت بایزید پاک باز
بہر حضرت سیدی قطب المدار
بو محمد کے لئے اے کبریا
صدقہ حضرت خواجہ محمود کا
یا الٰہی شاہ پیارے کے لئے
بہر خواجہ شاہ شاہن رہنما
شاہ ہمن کیلئے اے ذوالکرم
اس شہ محمود ثانی کے طفیل
صدقے میں حضرت شہ معروف کے
بہر شاہ مولوی عبد الجلیل
صدقہ خواجہ شاہ فضل اللہ کا

بہر سردار دو عالم نور جاں
مجھ پہ کر راز طریقت منجلی
واسطہ یارب حسن بصری کا ہے
عشق کی ہو آگ دل میں مشتعل
کھول دے الفت کے اپنے مجھ پہ راز
دین و دنیا میں تجھی پر ہو مدار
کر در پاک محمد کا گدا
حمد میں اپنی مجھے رکھ اے خدا
اپنی چاہت اور اپنا عشق دے
انتہائے فقر کر مجھ کو عطا
دور کر دل سے مرے سب ہم و غم
ہو نہ یارب سوئے دنیا دل کو میل
کر منور نور عرفاں سے مجھے
دے بزرگی کر نہ عالم میں ذلیل
راستہ بتلا دے اپنی راہ کا

ثانی خواجہ شاہ پیارے کیلئے یا خدا حب محمد مجھ کو دے
بہر ثانی مولوی عبد الجلیل تو ہی ہو ہر حال میں میرا کفیل
بہر خواجہ مولوی نجم دیں کر دے اپنی مہر سے روشن جبیں
بہر ذات پاک شمس الدین حق منکشف ہوں مجھ پہ حالات طبق
بہر مرشد سیدی کلب علی سامنے تیرے ہوں یارب منجلی
از طفیل سیدی مختار علی کر مری پوری تمنائے دلی

دین و دنیا کے بر آئیں میرے کام
بے تردد جملہ یا رب انام

فھذہٖ الشجرۃ العالیۃ الجدیۃ

الہیٰ بخش دنیا احمد مختار کا صدقہ امام ہر دو عالم حیدر کرار کا صدقہ
جمیع آل و اصحاب و اہل بیت اطہار کا صدقہ شہید کربلا کے خون کی ہر دھار کا صدقہ
حضور شاہ زین العابدین و حضرت باقر امام جعفر صادق نکوکار کا صدقہ
شہ سید محمد اور جناب سید احمد جناب شاہ اسمٰعیل کے ایثار کا صدقہ
شہ سید ظہیر الدین بہاء الدین علی حلبی امین دین احمد واقف اسرار کا صدقہ
مدار العالمین سید بدیع الدین کے بھائی شہ محمود دیں کے جبہ و دستار کا صدقہ
شہ جعفر جناب بوسعید و شہ نظام الدین جناب سیدی اسحاق سے دیندار کا صدقہ
الہیٰ بہر اسمٰعیل و ابراہیم ہم سب کو عطا کر دامن داؤد کے ہر تار کا صدقہ
بحق شہ وجیہ الدین و بہر شہ نجیر الدین عطا ہو سید عبد اللہ کے دیدار کا صدقہ

شہ منصور سجادہ نشین بزم روحانی
مدار العالمین کے خاص برخوردار کا صدقہ

شہ دریا سعید و شاہ رزق اللہ و عبداللہ
سلیمان بادۂ توحید کے سرشار کا صدقہ

شہ عبد الحمید و عبد السبحان قطب ربانی
محدث عبد قدوس عالم اسرار کا صدقہ

جناب رحمت اللہ عظمت اللہ کے تصدق میں
مداری چاند کے انوار جلوہ بار کا صدقہ

جناب عبد سبحان عالم عرفان یزدانی
شہ محو شوکت علی کے جذبۂ ایثار کا صدقہ

جناب خرقہ پوش سید کلب علی صاحب
بدیع دین کے سجادہ نشیں دیندار کا صدقہ

الٰہی سیدی پسند ہدیٰ مختار کا صدقہ
متاع حسن جان حیدر کرار کا صدقہ

ہمارے جرم عصیاں بخش دے صلحا میں شامل کر
خداوندا عبائے پیر کے برتار کا صدقہ

ہمارے پیر بھائی جس قدر ہوں ان پہ رحمت کر
حسین ابن حیدر کے گل گلزار کا صدقہ

اسمائے گرامی حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا قطب الذی لا قطب بدیع الدارین الا ہو

بدیع	کریم	نور	عین	زین	قوام
دوح	سیف	اسم	رحیم	مجید	حسام
سالک	ولی	حاصل	رفیع	ارتفاع	خیر
نداء	شاغل	عالم	عامل	حمید	عماد
مالک	محب	سلام	مسلم	سعید	فاتح
مفتح	مرقوم	مرشد	صالح	توفیق	زبدہ
تشریف	غیاث	واحد	ظاہر	مظہر	طاہر
مطہر	نذیر	منیر	عادل	متعال	اشارۃ
حکیم	خادم	نجم	سراج	برہان	شمس
نافع	صادق	صدیق	مصدق	ہاد	مبتد
مقام	ضیاء	سلطان	تقوم	فضل	مدار
صدر	فاتح	حافظ	شاغل	امام	ناصر
قدوۃ	نصرۃ	نظام	دواء	شفاء	بقاء
کمال	جمال	جلال	حجۃ	شہاب	شاہد
ثابت	احیاء	سعد	بہاء	رکن	معین

لطیفُ	رفیقُ	شفیقُ	کبیرُ	مجمعُ	فتحُ
		صمتُ	قدیرُ		
		مہیمنُ			

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ
صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ ھٰذِہِ الْاَسْمَآءِ
الْحُسْنٰی ان تقضی حَاجتی ان تحفظنی عَلَی الْاِیْمَانِ
وَاَنْ تَغْفِرْلنا فی الدنیا و الاٰخرہ وَلا تسلط عَلَیْنَا
مَنْ لایرحمنا برحمتک یا ارحم الرّٰحمین

شجرۂ جدّ لہ

حضرت سرورِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہٗ ← حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا

حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہٗ

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہٗ
حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہٗ
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید اسمٰعیل رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید محمد رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید احمد رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید ظہیر الدین رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید بہا الدین رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید قاضی قدوۃ الدین رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہٗ بلا تحقیق
حضرت سید محمود الدین رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید محمد جعفر رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید ابو سعید رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید محمد الحاق رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید محمد اسمٰعیل رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید محمد ابراہیم رضی اللہ عنہٗ

حضرت سید محمد داؤد رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید محمد وجیہ الدین رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید محمد کبیر الدین رضی اللہ عنہٗ
حضرت سید محمد عبد اللہ رضی اللہ عنہٗ
حضرت خواجہ سید ابو تراب فنصور رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ سید محمد درباسعید رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ سید محمد رزق اللہ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ سید سلیمان رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ سید عبد الحمید رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ سید محمد عبد السبحان رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولانا سید عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ سید رحمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ سید عظمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ سید محمد چاند مداری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولانا سید عبد السبحان محمد رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولانا سید خوشوقت علی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا الحاج سید کلب علی ابو الوفا قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ

خلف صدق و خلف رشید سید مختار علی وفاری مداری دیوان درگاہ عالیہ قدسیہ

حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ جب جنتی جنت کی طرف جا رہے ہوں گے تو ایک شخص جو کہ صف میں کھڑا ہوا ہوگا اور اللہ والے کو جنتیوں کی صف میں پہچان کر اس ولی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرے گا۔

ترجمہ:۔ کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں میں وہ ہوں جس نے آپ کو پانی پلایا تھا۔ مشکوۃ صہ ۴۹۳۔

دوسری ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ دوزخی ولی اللہ کے دامن پکڑ کر عرض کرے گا ہم نے دنیا میں چند لمحات آپ کی رفاقت و محبت میں گذارے تھے آج ہمیں چھوڑ کر اکیلے اکیلے جنت میں جا رہے ہیں وہ اللہ کا ولی خدائے قدوس کی بارگاہ میں دست بدعا ہوگا اور اسکی دعا قبول ہوگی وہ اللہ کا ولی اس کی شفاعت کر کے جنت میں لے جائے گا۔

بخاری اردو ترجمہ صہ ۲۷۳ حدیث ۱۳۹۶/ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے۔ پھر توبہ کا ارادہ کیا اور ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے کہا کیا "میری توبہ قبول ہو سکتی ہے" میں نے ننانوے قتل کئے ہیں؟ اس راہب نے کہا تیری توبہ قبول نہیں ہو سکتی" اس قاتل نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا اب تو پورے سو ہو گئے۔ پھر معلوم کیا کہ میری توبہ قبول ہو سکتی ہے تو اس نے کہا کہ فلاں بستی میں چلے جاؤ وہاں کچھ لوگ رہتے ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے ہیں یعنی وہ اللہ کے ولی ہیں اس گنہگار نے اس بستی کی طرف سفر کرنا شروع کیا تا کہ اللہ والوں سے مل کر توبہ کروں۔ اس بستی میں پہنچا نہیں تھا کہ راستہ ہی میں انتقال کر گیا اس قاتل کی روح لینے کیلئے رحمت کے فرشتے آ گئے عذاب کے فرشتے کہنے لگے اس روح لیکر ہم

جائیں گے کیوں کہ اس نے سو قتل کئے ہیں۔ رحمت کے فرشتے کہنے لگے اس روح کو لیکر ہم جائیں گے بیشک یہ انسانوں کا قاتل ضرور ہے مگر یہ اللہ تعالےٰ کے ولیوں کی توبہ کی نیت سے جا رہا تھا جب یہ فرشتوں میں بحث ہوئی تو رب کائنات کی طرف سے اشارہ ہوا کہ یہ شخص جہاں چلا تھا اور جس طرف جا رہا تھا دونوں طرف کی زمین ناپ لو اگر اپنی بستی کے قریب ہے تو دوزخ میں لے جاؤ اور اگر اولیاء اللہ کی بستی کے قریب ہے تو جنت میں لے جاؤ چنانچہ دونوں طرف ناپا گیا تو اولیاء اللہ کی بستی کی طرف ایک بالشت زیادہ بڑھ چکا تھا یعنی ایک بالشت اولیاء اللہ کی بستی کی طرف بڑھ گیا تھا اللہ کا دریائے رحمت موجزن ہو گیا اور اسے بخش دیا یہی وجہ ہے کہ ہم سنی العقیدہ اولیاء عظام کے پاس جاتے ہیں اور ان کی مزار مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ حضرت قطب عالمؒ کا عرس مقدس ۲۴، ۲۵، صفر المظفر کو ہوتا ہے۔

منقبت شریف

ہر ایک روح میں ہے بس گئی حسین کی یاد
ہے دشمنوں کیلئے زندگی حسین کی یاد

یہ منتیں یہ مرادیں یہ تعزیہ یہ علم
بجھ میں آیا ہے باقی ابھی حسین کی یاد

ملی مصائب دنیا سے زندگی کو نجات
غم والم میں اگر آ گئی حسین کی یاد

ترا ہی ذکر ہے گھر گھر ترا ہی چرچا ہے
یزید مٹ گیا۔ ہے آج بھی حسین کی یاد

حسین منی کہا ہے رسول اکرم نے
نبی کو یاد کیا جب بھی کی حسین کی یاد

میں کیا کروں مرا وجدان مجھ سے کہتا ہے
تری نماز تری زندگی حسین کی یاد

نہ مجھ کو چھیڑ تو فکر جہاں نہ دے آواز
ذرا ٹھہر کہ مجھے آ گئی حسین کی یاد

نہ جانے کتنی ہیں دنیا نے کروٹیں بدلیں
ہر ایک دور میں ہوتی رہی حسین کی یاد

فضول نار جہنم کی فکر ہے تجھ کو
بچائے گی تجھے محضر علی حسین کی یاد

سلام بحضور شہدائے کربلا

جن سے روشن ہے جہاں ان مہ و اختر کو سلام
آئیے مل کر کریں آل پیمبر کو سلام

جن کے کردار سے مظلوم کو ملتا ہے سبق
ان حسین ابن علی صبر کے پیکر کو سلام

جس نے قربانی قاسم کی شفارش کی تھی
ایسے جذبہ پہ نثار ایسے برادر کو سلام

پیاس پہ جس کی تڑپتی ہی رہی موجِ فرات
اس وفاداریٔ عباس دلاور پہ سلام

گوشِ دل سے تھی سنی جس نے حسینی آواز
ہم کریں کیسے نہ اس حر کے مقدر کو سلام

جس کی معصوم جوانی نے کیا دیں کو سلام
جو جوانی میں لٹا اس علی اصغر کو سلام

ایک پل بھی نہ ملا جسکو سکوں بعد حسین
تا ابد کیجئے اس عابد مضطر کو سلام

خوش ہے جو عون و محمد کو نچھاور کر کے
دو جہاں کرتے ہیں ان بچوں کی مادر کو سلام

جس کی مظلومی کی شاہد ہے زمین مقتل
کرتی ہے شام غریباں اسی دختر کو سلام

جو مدینے میں تڑپتی رہی ہر اک کے لئے
آج کرتا ہے زمانہ اسی بے پر کو سلام

کربلا میں جو تھے انصار حسینی محضر
کیوں فرشتے نہ کریں ان کے مقدر کو سلام

دیے بھی چپ شمعیں جل چکے ہیں نہیں ہے اب روشنی سکینہ
جو کھو گئے دشت کربلا میں انھیں کہاں ڈھونڈھتی سکینہ
لرز اٹھا ہائے سارا عالم فرشتے لائے نہ تاب اس دم
کہ لاش بابا پہ آ کے جس دم لپٹ کے رونے لگی سکینہ

غموں کے دن ہیں الم کی راتیں کرے بھی اب کس سے پیار کی باتیں
جدا ہوا عمر بھر کو اصغر عجب سی ہو گئی سکینہ
تھا بدلہ بدلہ سا گھر کا نقشہ رہا نہ کچھ لٹ چکی تھی دنیا
ہیں اور احباب یاد آئے مدینہ جب آ گئی سکینہ
یہ فکر عباس دل میں لیکر چلے ہیں خلد بریں کی جانب
نہ دشت کرب و بلا میں تیری بجھا سکا تشنگی سکینہ
تھکی تھکی سی تھی غم سے بوجھل فراق عباس سے تھی بیکل
نہ پایا بابا کا سر پہ سایہ تو دھوپ میں سو گئی سکینہ
نہیں مرے پاس کچھ بھی مضطر کروں قدم پر جسے نچھاور
قبول ہو گر تو پیش کر دوں حقیر سی زندگی سکینہ

نور کی نوری کایا ہے نوری بدن آمنہ کے للن
چاند تارے ہوں یا ہوں زمیں آسماں
ہو گئے کس قدر نور سے ضو فشاں
تیرے مکھڑے کی ان پر پڑی جب کرن
آمنہ کے للن آمنہ کے للن

کفر کا چھا رہا تھا دھواں ہر طرف
تھا زمانے میں دورِ خزاں ہر طرف
کھل گیا تورے آنے سے دیں کا چمن
آمنہ کے للن آمنہ کے للن

ہند میں مر کے بھی کیا سکوں پائے گا
مجھکو اس وقت ہی کب قرار آئے گا
اب تو دل میں لگی ہے بس یہی اک لگن
آمنہ کے للن آمنہ کے للن

جسم اطہر پہ پتھر چلائے گئے
راہوں میں تیری کانٹے بچھائے گئے
پھر بھی آئی نہ ماتھے پہ تیرے شکن
آمنہ کے للن آمنہ کے للن

عظمتوں کا تری ہو سکے کیا بیاں
تجھ پہ شیدا ہے خود خالق دو جہاں
جبرائیل امیں چومتے ہیں چرن
آمنہ کے للن آمنہ کے للن

سوز پروا کیا گرمی حشر کیا کی
اس پہ سایہ فگن ہوگی رحمت تری
ہو گیا پیار میں جو ترے ہے مگن
آمنہ کے للن آمنہ کے للن

(سوز مداری مکنپوری)

سوز مداری مکنپوری

نعت شریف

نور خضرا سے دل جگمگا لیجئے
اپنا سینہ مدینہ بنا لیجئے

جو بھی دیکھے محمد کا شیدا کہے
اپنا کردار ایسا بنا لیجئے

اس سے پہلے کہ آئے پیام اجل
مجھکو سرکار طیبہ بلا لیجئے

چھائی ہو ذہن و دل پر اداسی اگر
نعتِ صلِ علیٰ گنگنا لیجئے

دشمنی پر تلا ہے یہ سارا جہاں
اب خبر لے میرے مصطفٰے لیجئے

آفتاب قیامت ہے شعلہ فگن
اپنی کملی میں آقا چھپا لیجئے

پیش خضریٰ یہ سوچکر ادب شرط ہے
سوز اپنی نگاہیں جھکا لیجئے

نعت شریف

دل کو طواف گنبدِ خضری سکھائیں گے
ہم خانۂ خدا کو مدینہ بنائیں گے

رسوا نہ ہونے دیں گے وہ میدانِ حشر میں
دامن میں ہم کو رحمتِ عالم چھپائیں گے

مشکل ہے نعت گوئی مگر یہ یقین ہے
آقا سنبھال لینگے جو ہم ڈگمگائیں گے

ہر لب پہ ہو گا تحفہ درود و سلام کا
نعت رسول پاک جو ہم گنگنائیں گے

جب تک سوار دوش رہیں گے حسین پاک
سجدے سے سر نہ رحمتِ عالم اٹھائیں گے

ہنس ہنس کے جان دیتا ہے دیوانۂ رسول
جب سے سنا ہے قبر میں سرکار آئیں گے

پہونچے گا یہ بھی پاک کھجوروں کے سائے میں
مضطر کے بھی نصیب کبھی جگمگائیں گے

نعت شریف

مے نوش ہوں لبِ ہے کتنے قرینے کی آرزو
میخانۂ نبی سے ہے پینے کی آرزو

اس عاشقِ رسول کی نسلیں مہک اٹھیں
تھی جس کے دل میں انکے پسینے کی آرزو

جب سے رسول پاک نے ہیں رکھدیئے قدم
جنت بھی کر رہی ہے مدینے کی آرزو

آنکھوں کے سامنے ہے سمندر گناہ کا
رکھتا ہوں پنجتن کے سفینے کی آرزو

اک سمت میرا ذہن ہے اک سمت میرا دل
مکّے کی ہے تلاش مدینے کی آرزو

یوں دل کو عشقِ سرور عالم کی ہے طلب
جیسے کرے انگوٹھی نگینے کی آرزو

شاید کیا ہے یاد دیار رسول نے
بے چین کر رہی ہے مدینے کی آرزو

بوجہل چاہتا تھا نہ ہو دین کا فروغ
پوری نہ ہو سکی یہ کمینے کی آرزو

قطب المدار طیبہ سے جو لیکے آرہے ہیں
مضطر ہے مجھکو ایسے دفینے کی آرزو

منقبت شریف

سلام بحضور صاحبزادگان حضرت امام مسلم

کوفہ تیری دھرتی پہ دو آئے ہوئے بچے
گل ہائے رسالت ہیں مرجھائے ہوئے بچے

کچھ خواب میں فرمایا سرکار رسالت نے
لپٹے ہیں گلے باہم گھبرائے ہوئے بچے

مجبور ہیں بیکس ہیں جائیں تو کہاں جائیں
غربت میں یتیمی میں گھبرائے ہوئے بچے

پاتے نہیں چھپنے کی صحرا میں بھی جا کوئی
طوفان مظالم سے ٹکرائے ہوئے بچے

جسطرح سے چھاتی ہے بدلی مہ کامل پر
یوں گرد سے ہیں دونوں دھندلائے ہوئے بچے

ظالم بھی لرز اٹھے جسوقت کہ پہونچے ہیں
دربار میں سر اپنا کٹوائے ہوئے بچے

گذریں تو شہادت کو صدیاں ہیں مگر اب بھی | احساس پہ دنیا کی ہیں چھائے ہوئے بچے
معلوم نہیں محضر کس فکر میں بیٹھے ہیں | اک پیڑ کو سینے سے چمٹائے ہوئے بچے

از مولانا اکبر علی صاحب اکبرؔ شیخ الحدیث جامعہ عربیہ مدار العلوم مکنپور

بہر سو جلوہ گستر جلوۂ جانانہ می بینم | دل و ذہن نذر کردہ بیخود و رندانہ می بینم
کجا گرویدہ اہل دل مزار بوالوقار اینجاست | چہ خوش شمعے کہ من در حلقۂ پروانہ می بینم
شبِ عرس است یا شب یا شبِ وصلت تماشا کن | کہ چشمان مریداں فرشِ خلوت خانہ می بینم
جمال ذات رخشندہ بر رخ یار روئے تابانت | کہ یک تاب و گردر تربت خانہ می بینم
الگ جد مرشد السرہا ایں کلاہ کج | خلف با این چنیں تقویٰ کہ دریں خانہ می بینم
توئی در عدن از بحرِ عرفاں بدیع الدیں | بہشت گشت بہ از گوہر یکدانہ می بینم
مجاور کن مرا پیر مغاں بر آستانہ خود | کہ زنجیر شما در گردش پیمانہ می بینم
نظر انداز ابر حال تباہ اکبر مسکیں | نمی پرسد کسے نے خویش نے بیگانہ می بینم

لاکھوں سلام

رہبرِ عارفاں تم پہ لاکھوں سلام | اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام
محفلِ اولیاء میں ہو تم تاجور | کوئی تم سا جہاں میں نہ آیا نظر
سرورِ سروراں تم پہ لاکھوں سلام | اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام
تم ہو قطبِ جہاں تم ہو زندہ ولی | جدّ اعلیٰ تمہارے حیات النبی
زندہ جاوداں تم پہ لاکھوں سلام | اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام

دلکشی تم سے باغِ رسالت میں ہے | نور و نکہت ریاضِ ولایت میں ہے
جانِ ہر گلستاں تم پہ لاکھوں سلام | اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام
کی حمایت غریبوں کی تم نے سدا | ہم تمہیں سے لگائے ہیں بس آسرا
مونس بیکساں تم پہ لاکھوں سلام | اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام
تم زمانے کے آقا ہو زندہ ولی | راست ہے قلب احمد سے وابستگی
راز کے رازداں تم پہ لاکھوں سلام | اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام
فیض پاتا ہے تم سے ہر اک سلسلہ | تم ہو محسن تو پھر کیوں نہ بھیجیں بھلا
اولیاء زماں تم پہ لاکھوں سلام | اے مدار جہاں تم لاکھوں سلام

صدرِ بزمِ ولا نورِ خیر البشر
سوئے بیکس پہ بھی ہو کرم کی نظر
اے شہ انس و جاں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام

حمد باری تعالےٰ

حمد تیری کس زباں سے ہم کریں اے پروردگار
تیرے خود اوصاف سے ہے تیری رحمت آشکار
قادرِ مطلق ہے تو ہر شے پہ تیرا اختیار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی پروردگار

یہ فضائیں یہ ہوائیں یہ زمین و آسماں
ماہتاب و مہر و انجم تیری قدرت کے نشاں
اور گواہی دے رہی ہے گردش لیل و نہار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی ہے پروردگار

تو ہی ہے معبودِ برحق تو ہی ہے سب کا کفیل
چارہ سازِ دل فگاراں تو ہی ہے ربِّ جلیل
تیرے الطاف و عنایت کا نہیں کوئی شمار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی ہے پروردگار

ناتواں دل کا سہارا ہو تیرا فضل و کرم
مرحلوں میں زندگی کے ہم رہیں ثابت قدم
ہو ہماری زیست کا تیری رضا پر انحصار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی ہے پروردگار

دل دیا تو درد دے جذباتِ سوز و ساز دے
تا حدِ عرشِ معلیٰ آہ کو پرواز دے
زندگی کا ہر نفس ہو تیری عظمت پر نثار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی ہے پروردگار

کارسازی کے تصدق دل وہ یارب کر عطا
جس کی قسمت میں گئی ہو الفتِ خیر الوریٰ
آل و اصحاب نبی کا بخش دے ہم کو شعار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی ہے پروردگار

از رہِ بندہ نوازی ہم کو یہ توفیق دے
تیری الفت کے سوا دل میں نہ کچھ باقی رہے
دم بدم آئے یہی اپنی زباں پر بار بار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی ہے پروردگار

آخری دل کی تمنا ہے ولی کی یا خدا
زندگی اسلام پر ایمان پر ہو خاتمہ
ہو یہی لب پر اٹھیں مرقد سے جب روزِ شمار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی ہے پروردگار

نعت شریف

تمام عمر کی وہ راحتوں پہ بھاری ہیں
نبی کی یاد میں جو ساعتیں گذاری ہیں

اداسیاں دلِ غریب پہ طاری ہیں
خبر لو آقا کہ ہم زندگی سے عاری ہیں

در حضور پہ آئے ہیں ہاتھ پھیلائے
کرم کی بھیک عطا ہو کہ ہم بھکاری ہیں

ہماری سمت بھی سرکار اک نگاہ کرم
کہ ہم سے روٹھ گئیں قسمتیں ہماری ہیں

غریب دل کی کوئی دھڑکنوں کو کیا جانے
یہ دھڑکنیں تو حبیب خدا کو پیاری ہیں

کبھی تو صبح مدینہ نصیب ہوگی ہمیں
سیاہ راتیں اسی آس میں گذاری ہیں

جہاں کہیں سے ہے ملتا انھیں کا صدقہ ہے
انھیں کے فیض کا دریا جہاں میں جاری ہیں

نثار آپ کے قدموں پہ رفعت کونین . . .
کہ جس پہ سایہ فگن رحمتیں تمہاری ہیں

بہار خلد بھی اس کی نظر میں ہے لیکن
تمہارے دیس کی گلیاں قمر کو پیاری ہیں

(قمر وقاری مداری مکنپوری)

نعت شریف

دوری طیبہ کا غم اور یہ مناجات کی رات
یہ برستے ہوئے آنسو ہیں کہ برسات کی رات

تیری خاطر غم طیبہ میں تڑپنے والے
ماہ و انجم سے سجائی گئی سوغات کی رات

اسکے رتبے کی بلندی کو بشر کیا جانے
آسمانوں کا سفر جس نے کیا رات کی رات

آپ کے نور سے دنیا نے اجالے پائے
آپ آئے تو سحر بن گئی ظلمات کی رات

ایک مہجور مدینہ کی تواضع کے لیے
لینے گیسو ہے بکھیرے ہوئے حالات کی رات

دوستو آقا کی گلیوں میں جو رہ کے گذرے
ہے وہی اہل طلب کیلئے نغمات کی رات

گنبد خضری کے جلوے ہیں تصور میں قمر
نور ہی نور ہے اب میرے خیالات کی رات

(قمر وقاری مداری مکن پوری)

منقبت شریف

(قمر وقاری مداری مکنپوری)

آتا جو اشکبار ہے شہر مدار میں
ملتا اسے قرار ہے شہر مدار میں

بس ایک ہی پکار ہے شہر مدار میں
ہر لب پہ دم مدار ہے شہر مدار میں

عرفان و آگہی کا جسے بھی شعور ہے
آتا وہ بار بار ہے شہر مدار میں

پائی ہے جس کے صدقے میں دنیا نے روشنی
وہ نور جلوہ بار ہے شہر مدار میں

پڑ جائے جس پہ قطب دو عالم کی اک نظر
بنتا وہ تاجدار ہے شہر مدار میں

دنیا نے اپنے در سے ہے ٹھکرا دیا جسے
اس کو ملا وقار ہے شہر مدار میں

رکھنا کسی ولی سے نہ دل میں منافقت
یہ بات ناگوار ہے شہر مدار میں

دھوتا جو ایک پل میں ہے رجس گناہ کو
جاری وہ آبشار ہے شہر مدار میں

جس کو نہ ہو یقیں وہ قمر آ کے دیکھ لے
ملتا نبی کا پیار ہے شہر مدار میں

بارگاہ قطب المدار میں حاضری اور نذرانۂ عقیدت مولانا حسن رضا خانصاحب برادر حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ہوا ہوں داد ستم کو میں حاضر دربار — گواہ ہیں دل محزون و چشم دریا بار!
طرح طرح سے ستاتا ہے زمرۂ اشرار — بدیع بہر خدمت شہ ابرار

مدار چشم عنایت ز من دریغ مدار
نگاہ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

ادھر اقارب عقارب عدو اجناب و خویش — ادھر ہوں جوش معاصی کے ہاتھ سے دلریز
بیان کس سے کروں ہیں جو آفتیں درپیش — پھنسا ہے سخت بلاؤں میں یہ عقیدت کیش

مدار چشم عنایت ز من دریغ مدار
نگاہ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

نہ ہوں میں طالب افسر نہ سائل و بیم — کہ سنگ منزل مقصد ہے خواہش زر و سیم
کیا ہے تم کو خدا نے کریم ابن کریم — فقط یہی ہے شہا آرزوئے عبد عقیم

مدار چشم عنایت ز من دریغ مدار
نگاہ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

ہوا ہے خنجر افکار سے جگر گھائل — نفس نفس ہے عیاں دم شماری بسمل
مجھے مرحمت اب داروئے جرات دل — نہ خالی ہاتھ پھرے آستاں سے یہ سائل

مدار چشم عنایت ز من دریغ مدار
نگاہ لطف کرم از حسن دریغ مدار

تمہارے وصف و ثنا کس طرح سے ہو مرقوم — کہ شان ارفع و اعلیٰ کسے نہیں معلوم
ہے رنج و الم مجھ غریب کا مفہوم — ہوئی ہے دل کی طرف یورش سپاہ غم

مدار چشم عنایت ز من دریغ مدار
نگاہ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

ہوا ہے بندہ گرفتار پنجۂ صیاد — میں ہر گھڑی ستم ایجاد سے ستم ایجاد
حضور پڑتی ہے ہر روز اک نئی افتاد — تمہارے در پہ میں لایا ہوں جور کی فریاد

مدار چشم عنایت ز من دریغ مدار
نگاہ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

تمام ذروں پہ بخشش ہے یہ جود و نوال — فقیر خستہ جگر کا بھی رد نہ کیجے سوال
حسن ہوں نام کو پر ہوں میں سخت بد افعال — عطا ہو مجھ کو بھی اے شاہ

مدار چشم عنایت ز من دریغ مدار
نگاہ لطف کرم از حسن دریغ مدار

منقبت شریف

وقت نے لی کروٹ مدار جہاں — حادثوں کا ہے جمگھٹ مدار جہاں
کس کے در پر کریں جا کے فریاد ہم — چھوڑ کر تیری چوکھٹ مدار جہاں
جاگ اٹھی پاکے تقدیر ہندوستاں — تیری قدموں کی آہٹ مدار جہاں
آپ کے دم سے ہے محفل دین میں — آج بھی جگمگاہٹ مدار جہاں
دیکھ کر ماہ کامل بھی نادم سا ہے — تیری تربت کا گھونگھٹ مدار جہاں
دنیا والوں نے آنسو دیے ہیں مجھے — چھین کر مسکراہٹ مدار جہاں
اہل عرفان کو آب بقا بن گئی — تیرے دھوون کی تلچھٹ مدار جہاں

مدعا پاکے جلائے گا دیے ترے　　ہے یہ مصباح کی ہٹ مدار جہاں

نعت شریف

سرکار کے کب در کیطرف دیکھ رہے ہیں
ہم اپنے مقدر کیطرف دیکھ رہے ہیں

ہم مالک کوثر کیطرف دیکھ رہے ہیں
پیاسے ہیں سمندر کیطرف دیکھ رہے ہیں

آدم ہوں براہیم ہوں موسیٰ ہوں کہ عیسیٰ
سب شافع محشر کیطرف دیکھ رہے ہیں

یہ ارض و سما، اور یہ مہر و مہ انجم
ان کے رخ انور کیطرف دیکھ رہے ہیں

مالک کوئی پھر بھیج ابابیلوں کا لشکر
اغیار ترے گھر کیطرف دیکھ رہے ہیں

دنیا ہے امارت کیطرف محو نظارہ
ہم فقر ابوذر کیطرف دیکھ رہے ہیں

لگتا ہے کہ سلطان شہنشاہ دو عالم
مجھ طائر بے پر کی طرف دیکھ رہے ہیں

نعت شریف

جہاں میں نور رسالتمآب آتا ہے　　مٹے گی ظلمت شب آفتاب آتا ہے
بشکل پیکر رحمت خدا کی جانب سے　　ستم کشوں کی فغاں کا جواب آتا ہے
نئے اصول و ضوابط حیات کو دینے　　جہاں میں صاحب ام الکتاب آتا ہے
اب اپنی کشت تمنا بھی لہلہائے گی　　برسنے خشک زمیں پر سحاب آتا ہے
چلا یہ آس لئے ہوں کہ پوچھ لیں آقا　　یہ کون ہے جو بحال خراب آتا ہے
میں کیسے پیش کروں اپنا نامۂ اعمال　　خطا شعار ہوں آقا حجاب آتا ہے

ادیب ختم رسل کا تھا معجزہ ورنہ
جبلتوں میں کہاں انقلاب آتا ہے

منقبت شریف

پا کے قطب دو عالم کا در زندگی　　بے بہا بن گئی کس قدر زندگی
کیا بیاں ہم کریں مدح قطب جہاں　　داستاں طول اور مختصر زندگی
ہم کو مردہ نہ سمجھے یہ دنیا کہ ہم　　ایسے ہیں جن کی ہے ہر نظر زندگی
جان کر دے پائے سرکار پر　　سیکھ لے زندگی کا ہنر زندگی
تیرے زندہ نبی تیرے زندہ ولی　　موت کا اب تجھے کیا خطر زندگی
آپ سمجھا دیں مفہوم ہستی اگر　　موت لے لے جہاں بیچ کر زندگی
تاب پرواز قطب جہاں دیجئے　　کیا کروں گا میں بے بال و پر زندگی

ہے ادیب اب تو بس ایک ہی آرزو
ہو اسی آستاں پر بسر زندگی

ترا اختیار و منصب کوئی جانتا نہیں ہے — تو مدارِ ہر دو عالم ترے ہاتھ کیا نہیں ہے
ترا عمر بھر کا روزہ یہ بتا رہا ہے ہم کو — ترے مثل اولیا میں کوئی دوسرا نہیں ہے
تو نوازشوں کی بارش تو عطا و لطف کا منبع — جسے جو بھی چاہے دیدے ترے پاس کیا نہیں ہے
جسے ناخدائی حاصل ہو تری مدارِ عالم — وہ سفینہ بحرِ غم میں کبھی ڈوبتا نہیں ہے
مرے جیسوں پر بھی آقا تری بے پناہ شفقت — تری بندہ پروری کی کوئی انتہا نہیں ہے
میں کبھی بھی کچھ نہ کہتا میں الجھ گیا ہوں آقا — بجز آپ کی توجہ کوئی راستہ نہیں ہے
ترے در پہ ہم ہیں حاضر یہ یقین لے کے آقا — ترے در سے کوئی خالی کبھی لوٹتا نہیں ہے

ہے ازل سے میرا حصہ ولی ان کی بخششوں میں
سوا ان کے میرا اپنا کوئی دوسرا نہیں ہے

پھیلی ہے ان سے نکہت فیضان مصطفےٰ — شاداب ہر چمن ہے انھیں کی بہار سے
چشتی و قادری و سہروردی نقشبند — وابستہ سب ہیں دامن قطب الدار سے

نیاز مکن پوری

جسکو یہاں سے ہے ملا سلسلۂ مداریہ
اس کو بلند کر گیا سلسلۂ مداریہ

منبع بخشش و عطا سلسلۂ مداریہ
باعثِ قربِ کبریا سلسلۂ مداریہ

جس کی آخری کڑی سرورِ کائنات میں
وہ ہے مدار کا سلسلہ سلسلۂ مداریہ

رکھتے ہیں اس سے نسبتیں سارے ہی اہل سلسلہ
سب سے عظیم سلسلہ سلسلۂ مداریہ

کیسے نہ کامیاب ہوں سالکِ راہ معرفت
مثبت ہیں تیرے نقشِ پا سلسلۂ مداریہ

منزلِ عشق احمدی جسکو نصیب ہو گئی
اس کا بنا ہے رہنما سلسلۂ مداریہ

شکر کی بات ہے نجیب خالق بے نیاز نے
اپنے نصیب میں لکھا سلسلۂ مداریہ

قطعات نعتیہ

بوند اشک ندامت کی جو بھی گری　　شکر ہے نذر خیر البشر ہو گئی
لے شرر مجھکو اب فکر بخشش نہیں
وہ تو سرکار پر منحصر ہو گئی

۲- عشق شہ بطحا کا اثر دیکھ رہا ہوں　　اٹھتی ہوئی رحمت کی نظر دیکھ رہا ہوں
سوز غم سرکار دوعالم کی بدولت
گل ہوتے جہنم کے شرر دیکھ رہا ہوں

۳- کہیں مزمل کہیں مدثر کہیں یٰسین کہیں طٰہٰ　　گواہ تیری بلندیوں کی کلام خالق کی آیتیں ہیں
تو کیا تعجب اگر نظر میں ہے پست کونین کی بلندی
شرر تصدق غلام آقا پہ سارے عالم کی عظمتیں ہیں

۴- روح انساں مصائب سے جو گھبرائیگی　　دامن رحمت عالم میں اماں پائے گی
عظمت سرور عالم کو گھٹانے والے
یہ تیری کوشش ناکام نہ کام آئیگی

نعت شریف

کتنی گنجائش صدف میں ہے گہر کے واسطے　　گود پھیلادی ہے خضر نے عمر کیواسطے
منتظر تھی ایک مدت سے نگاہ غار ثور　　نصرت صدیق اور خیر البشر کیواسطے
کی ہے تخلیق دو عالم خالق کونین نے　　سرور عالم نبی معتبر کیواسطے
اذن آقا سے اذاں دیتے نہ جو حضرت بلال　　کروٹیں تیرہ شبی لیتی سحر کے واسطے
راہ ہستی میں متاع عشق ختم المرسلیں　　رہ میں ہونا چاہئے زاد سفر کیواسطے
رحمت عالم کی جب اٹھے گی رحمت کی گھٹا
دیکھ لینا پھول برسیں گے شرر کیواسطے

قطعات - سرکار سرکاراں

حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ

۱- ہر ایک ذات کا دار و مدار دنیا میں　　جناب سید قطب جہاں کی ذات پہ ہے۔
بھلا ہے فیض سے انکے جہاں میں کون شرر
کرم مدار دو عالم کا کائنات پہ ہے

۲- اپنی عظمت کا ہے عرفان کہاں تم کو شرر　　تم کو دامان مدار دو جہاں حاصل ہے
یہ الگ بات ہے تم ناز نہ قسمت پہ کرو
یہ شرف سارے زمانے کو کہاں حاصل ہے

۲- مردہ روحوں کو جلانے کے لئے آپ آئے　　نار کو نور بنانے کے لئے آپ آئے
کشور ہند میں انوار مدینہ لے کر　　ظلمت کفر مٹانے کیلئے آپ آئے

منقبت شریف

حضرت سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار

پاگئی ہے دامن قطب جہاں میری حیات　　بن گئی ہے اب حیات جاوداں میری حیات

شیخ لاہوری سے کعبہ انکی ذات میں　　دیکھتی ہے عظمت کعبہ یہاں میری حیات

انکو حاصل ہیں شہ کون و مکاں کی نسبتیں　　ان سے کرمعلوم راز کن فکاں میری حیات

آپ ہیں وہ نیر تاباں بدیع الدین مدار　　جس کی کرنوں سے ہوئی ضوفشاں میری حیات

جستجو اس کو بتادے میرے آقا کا پتا　　ڈھونڈتی پھرتی ہے کوئی رازداں میری حیات

آپ کے در کے سوا سر کو جھکانے کیلئے　　چاہتی ہے کب کسی کا آستاں میری حیات

نام آقا پہ فدا ہوتا سعادت ہے یہاں　　آگیا ہے وہ مقام امتحاں میری حیات

ایسا لگتا ہے سجانے کیلئے بزم مدار　　توڑلائی ہے فلک سے کہکشاں میری حیات

روز و شب کرتی ہے لے کاش روضہ کا طواف

سوز دل سے اے شرر بنکر دھواں میری حیات

منقبت شریف

جھکے نہ کیسے بھلا ساری کائنات یہاں　　ہیں پاتے ہوش کی منزل جنوں حیات یہاں

نگاہ رہتی ہے رعنائی مزار میں گم　　جمال پاتا ہے حسن تخیلات یہاں

مزار کلب علی کو نکھارنے کیلئے　　مدینے والے کی آئیں تجلیات یہاں

بہ ہوش و باش کہ ہے منبع خلوص ذات　　نہ کام آئیں گے ہرگز تکلفات یہاں

زباں کو کب مری تمیز مدح خوانی ہے　　بیان کیا کروں اپنے تاثرات یہاں

ضیائے مہر زیادہ ہے یا کہ نور سحر　　سوال کرتی ہے دن سے یہ رات یہاں

یہیں ہیں موئے مبارک رسول پاک کے ہیں

شرر ملیں گے ہزاروں تبرکات یہاں

یہ تو ایسی راہ عرفاں ہے صفر بچپن میں　　اس لئے حدت میں پنہاں ہے سفر بچپن میں

جس سے ملتی ہے جہاں کو نسبت قطب اللہ　　وہ ترے ہاتھوں میں دامانہ ہے سفر بچپن میں

آسمان ہند پر کیا بشکل آفتاب　　سارے عالم میں درخشاں ہے سفر بچپن میں

کیا میری منزل ہے جب کروں کوئی کمال　　کاش یہ کہہ دے کہ ہاں ہاں ہے سفر بچپن میں

جس سے آتا ہے فسردہ غنچہ و گل نکھار　　وہ ترا دور بہاراں ہے سفر بچپن میں

آسماں سے محفل فیض سجانے کیلئے　　توڑلائی ماہ تاباں ہے سفر بچپن میں

اس سفر کا ہے تعلق راہ طلب سے شرر

اس لئے آنکھوں میں رقصاں ہے سفر بچپن میں

قطعات

حضرت سید شاہ کلب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے شہ کلب علی ہو آل ختم المرسلین تم ہو　　فدا ہو صنعت تخلیق جس پر وہ حسین تم ہو

تمہاری ذات میں دنیا صفات پنجتن تم ہو

علی حسین و زہرہ مصطفےٰ کے جانشیں تم ہو

۲- یہ وارث شہ قطب المدار کا روضہ تجلیوں سے منور دکھائی دیتا ہے

نہ کیوں ہو نور کی بارش کہ اس جگہ پہ شرر

جمال فاتح خیبر دکھائی دیتا ہے

۳- ذات سے ہے جنکی قائم دونوں عالم کا نظام ہیں وہ شہکار مدار دو جہاں کلب علی

بات کیا مردہ دلوں کی ہے فنا کو بھی شرر

بخشدیتے ہیں حیات جاوداں کلب علی

۴- مزار سید کلب علی پہ شام و سحر نثار خلد بریں کی بہار ہوتی ہے

اگر نگاہ حقیقت نگر میسر ہے

یہیں زیارت قطب المدار ہوتی ہے

۵- مقام زیست کو پائیں گے وہ فنا ہو کر جو ہو گئے شہ کلب علی سے وابستہ

حیات ایک مکمل حیات ہے انکی

کہ یہ ہیں زندہ ولی سے وابستہ

۶- ہے جنکی ذات پہ دار مدار دنیا کا تم اس کی ذات کے آئینہ دار کلب علی

تمہیں سے سارا جہاں فیضیاب ہوتا ہے

تمہیں ہو وارث قطب المدار کلب علی

۷- ہے انکی رگوں میں خون ان کا جو وابستہ ہیں خون سے

طرف جائیں نہ شہران جہاں کیوں

جناب سید کلب علی سے

۸- غنی ہے اور کوئی سلطان ذوالفقار کوئی جہانیں دیکھے غلام ابوالوقار کوئی

رسائی انکی در پاک مصطفےٰ تک ہے

کہے تو آ کے یہاں اپنا حال زار کوئی

نقشہ مزار اقدس

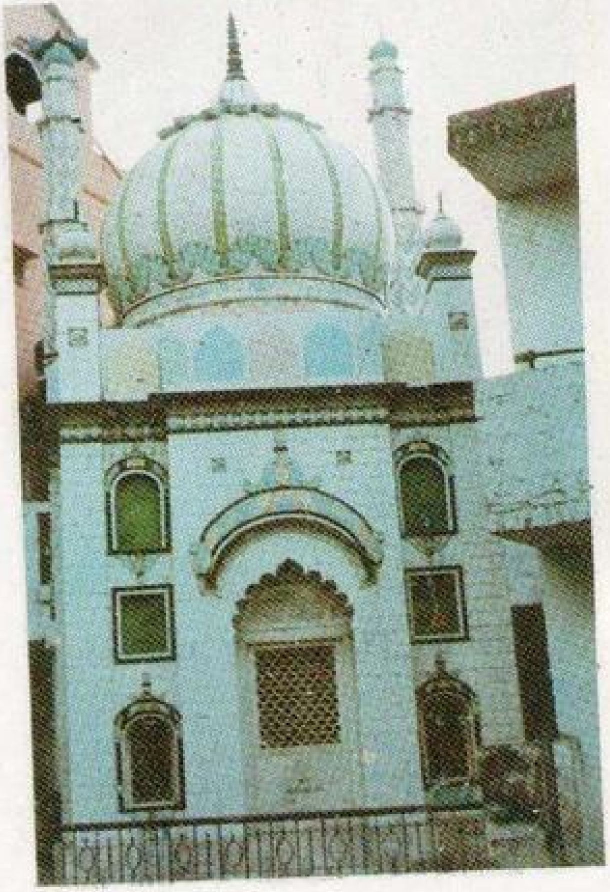

حضرت مولٰنا مرشد سید کلب علی صاحب قدس سرہٗ

عبدالغفار خاں
پروپرائٹر

فون: آفس : ۲۴۶۲۴۵۵
رہائش: ۲۲۴۲۴۵۵

شہنشاہ ایکسپورٹس

مینوفیکچرس اینڈ ایکسپوٹرس
ہوم فرنیچرس

فیکٹری:۔ بی۔۶۱ رشید مارکیٹ ایکسٹینشن گلی نمبر۵ اپوزٹ وجے بینک ـــــ دہلی ـ ۱۱۰۰۵۱
رہائش:۔ ۱۲۳ خوریجی خاص ـ دہلی ـــــ ۱۱۰۰۵۱

Abdul Gaffar khan
Prop

Fact. : 2462455
Resi. : 2242455

***Shahanshah* EXPORTS**

Manufactures & Exporters of :

HOME FURNISHING

Fact. : B-61, Rashid market Extn. Street No. 5., Opp. Vijay Bank, Delhi-110051
Resi. : 123, Khureji Khas, Delhi-110051

ماسٹر ممتاز مداری و دلشاد

فون: آفس: ۲۴۱۱۱۴۵
رہائش: ۲۴۲۳۷۳۱

کلاسک انڈیا

مینوفیکچرس این ڈی ایم ریڈیمیڈ گارمنٹس
سوٹ ، فراک اسپیشل

۱ـــ شاپ نمبر ایکس ۴۳۷/۸ رام نگر ، گلی ۱ وجے چوک
۲ـــ آئی ایکس ـ ۶۳۱۹ جین مندر گلی ، گاندھی نگر ـ دہلی ۱۱۰۰۳۱

Master Mumtaj Madari dilsad

Fac. : 2411145
Shop : 2423731

CHOICE INDIA

(Manufacturer by N.D.M. Garment)
Spl. in : A House of Exclusive Bawa Suits
& Children Wear

X-437/8, N.D.M. Ram Nagar, Gali No.1, Vijay Chook, IX-6319, Jain Mandir Gali, Gandhi Nagar, Delhi-31

کتاب ملنے کا پتہ:۔ غلام مصطفٰی مداری

فون: ۲۴۳۵۹۲۹

فامینا گارمینٹس

مینوفیکچرس اینڈ ایکسپوٹرس ریڈی میڈ گارمینٹس ہینڈی کرافٹس

آفس :۔ بی ۶۱ رشید مارکیٹ ایکسٹینشن نزد وجے بینک بھگت سنگھ روڈ دہلی
رہائش :۔ ۲۲۔اے رادھے شیام پارک پروانہ روڈ، نزد مزار والی مسجد دہلی ۱۱۰۰۵۱

Gulam Mustafa Madari

Phone : 2435929

FAMINA GARMENTS

Manufacturers & Exporters :
Readymade Garments & Handicrafts

Office : B-61, Rashid Market Extn., Near Vijay Bank, Bhagat Singh Road,
Resi. : A-22, Radhy Sham Park Delhi-110051